تذکرۃ القراء

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ڈاکٹر قاری محمد الیاس الاعظمی

قرأت اکیڈمی®
لاھور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جزی اللّٰہ بالخیرات عنا ائمۃ
لنا نقلوا القرآن عذبا و سلسلا

تذکرۃ القراء

یعنی قراء عشرہ اور ان کے رواۃ کے حالات وسوانح اور
ان کے علمی و دینی اور مذہبی و اخلاقی کارناموں کا مجموعہ

www.kitabosunnat.com

از

ڈاکٹر قاری محمد الیاس الاعظمی

قرائت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار، لاہور
Ph.: 042 - 7122423
0300 - 4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

235-92
م ح م ۔ ش

انتباہ

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی جملہ مطبوعات کے حقوق طباعت کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں کوئی صاحب یا ادارہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی بغیر اجازت نقل یا اشاعت کرنے کا مجاز نہیں ہے بصورت دیگر قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

لیگل ایڈوائزر: شفیق احمد چاولہ۔ ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

نام کتاب ------ تذکرۃ القراء

تالیف ------ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی

طابع وناشر ------ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سرورق ڈیزائن ------ یونیک گرافکس۔ الفضل مارکیٹ

------ اردو بازار لاہور۔ 0300-42 40 141

۵۹۔۔۔جے ماڈل ٹاؤن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انتساب

والد محترم

حاجی شیخ عبدالرزاق صاحب مدظلہ

اور

والدہ محترمہ

مومنہ خاتون کے نام جن کے

فیض تربیت سے اس لائق ہوا اور

قلم پکڑنا سیکھا

محمد الیاس الاعظمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تذکرۃ القراءؒ

عنوان	صفحہ
پیش لفظ	۱۲
(مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب)	
دیباچہ	۱۴
۱	
امام نافع بن ابو نعیم مدنیؒ (م ۱۶۹ھ / ۷۸۵ء)	
نام ونسب	۱۶
پیدائش اور وطن	۱۶
حلیہ اور اخلاق	۱۷
اساتذہ وشیوخ	۱۸
سلسلہ قرأت	۱۸
درس وافادہ اور طلبہ کا ازدحام	۱۹
تلامذہ	۲۱
رواۃ قرأت	۲۲
فضل وکمال	۲۲
علم قرأت میں درجہ ومرتبہ	۲۴
فن حدیث	۲۵
ثقاہت وعدالت	۲۵
زہد واتقاء	۲۵
زیارت صحابہ	۲۶
منہ سے خوشبو	۲۶
وصیت	۲۶
وفات	۲۷
۲	
امام عیسیٰ بن مینا قالون مدنیؒ (م ۲۲۰ھ / ۸۳۵ء)	
نام ونسب	۲۸
لقب	۲۸
ولادت وطن اور خاندان	۲۹
تحصیل علم اور شیوخ	۳۰
درس وتدریس اور تلامذہ	۳۰
سلسلہ قرأت	۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عنوان	صفحہ
امامت و مرجعیت	۳۱
کرامت	۳۲
فن حدیث	۳۲
شہرت و مقبولیت	۳۳
وفات	۳۴
اولاد و احفاد	۳۴
۳	
امام عثمان بن سعید ورش مصریؒ (م ۱۹۷ھ / ۸۱۲ء)	
نام و نسب	۳۵
لقب	۳۵
ولادت و وطن	۳۷
حصول علم اور شیوخ	۳۷
علمی تبحر اور فن قرأت میں بلند پائیگی	۳۹
تلامذہ اور راوی قرأت	۳۹
خوش الحانی	۴۰
حلیہ	۴۱
وفات	۴۱
۴	
امام عبد اللہ ابن کثیر مکیؒ (م ۱۲۰ھ / ۷۳۷ء)	
نام و نسب	۴۳
نسبت	۴۳
ولادت و وطن	۴۴
تعلیم و تربیت اور اساتذہ	۴۵
سلسلہ قرأت	۴۶
درس و تدریس	۴۶
تلامذہ	۴۶
رواۃ قرأت	۴۸
زیارت صحابہ کرامؓ	۴۸
علم قرأت	۴۹
فن حدیث	۴۹
ثقاہت و عدالت	۵۰
لغت و عربیت اور فصاحت و بلاغت	۵۰
قضا	۵۱
ذریعہ معاش	۵۱
حلیہ	۵۲
انتقال	۵۲
۵	
امام احمد بن محمد بزیؒ (م ۲۵۰ھ / ۸۶۴ء)	
نام و نسب	۵۳
نسبت	۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
پیدائش اور وطن	۵۴
شیوخ	۵۵
سلسلہ قرأت	۵۵
تلامذہ	۵۵
راوی قرأت	۵۵
امامت ومشیخت	۵۶
فن حدیث	۵۶
فتنہ خلق قرآن	۵۸
وفات	۵۸
۶ امام محمد بن عبدالرحمٰن قنبل مکیؒ (م ۲۹۱ھ / ۹۰۳ء)	
نام ونسب	۵۹
نسبت	۵۹
ولادت ووطن	۶۰
اساتذہ وشیوخ	۶۰
سلسلہ قرأت	۶۰
فضل وکمال اور علم قرأت میں بلند پائیگی	۶۰
سیرت وکردار	۶۱
تعلقات	۶۱
تلامذہ	۶۱
راوی قرأت	۶۲
ملازمت	۶۲
وفات	۶۲
۷ امام ابو عمرو زبان بن العلا بصریؒ (م ۱۵۴ھ / ۷۷۰ء)	
نام ونسب	۶۳
نسبت	۶۵
پیدائش، وطن اور پرورش	۶۵
اساتذہ وشیوخ	۶۶
سند وسلسلہ قرأت	۶۷
حلقہ فیض اور طلبہ کا ازدحام	۶۷
تلامذہ	۶۸
رواۃ قرأت	۶۸
علم وفضل	۶۹
حجاج کے مظالم	۷۱
امراء کے دربار میں رسوخ	۷۲
فن قرأت میں علوئے مرتبت	۷۲
حدیث	۷۴
ثقاہت وعدالت	۷۵
نحو	۷۶
لغت وعربیت	۷۶
شعر وادب	۷۶
جامعیت	۷۷
کرامات	۷۸
تصانیف	۷۹
اقوال زریں	۷۹
انتقال	۸۰
۸ امام حفص بن عمر دوریؒ (۲۴۶ھ / ۸۸۰ء)	
نام ونسب	۸۲
ولادت ووطن اور نسبت	۸۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حصول علم اور شیوخ	۸۲
سلسلہ قرأت	۸۳
تلامذہ	۸۴
فن قرأت	۸۵
احادیث	۸۵
ضبط و ثقاہت	۸۶
نحو	۸۶
فتنہ خلق قرآن	۸۶
دینداری	۸۷
تصانیف	۸۷
وفات	۸۸
اولاد	۸۸
۹	
امام صالح بن زیاد سوسی رح (م ۲۶۱ھ / ۸۷۴ء)	
نام و نسب	۸۹
خاندان اور ولادت و وطن	۸۹
نسبت	۹۰
شیخ	۹۰
سلسلہ قرأت	۹۱
فن قرأت	۹۱
تلامذہ	۹۱
حدیث	۹۱
ثقاہت	۹۲
وفات	۹۲
اولاد	۹۲
۱۰	
امام عبداللہ ابن عامر شامی رح (م ۱۱۸ھ / ۷۳۶ء)	
نام و نسب اور کنیت	۹۳
خاندان	۹۴
ولادت و وطن	۹۴
حصول علم اور شیوخ	۹۷
سلسلہ قرأت	۹۸
تلامذہ	۹۸
علم و فضل	۹۸
حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عقیدت و محبت	۹۹
قرأت میں درجہ و مرتبہ	۹۹
حدیث	۱۰۰
مرویات میں پایہ	۱۰۰
عہدۂ قضا	۱۰۱
امامت و خطابت	۱۰۲
وفات	۱۰۲
۱۱	
امام ابو الولید ہشام بن عمار دمشقی رح (م ۲۴۵ھ / ۸۵۹ء)	
نام و نسب	۱۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ولادت ووطن	۱۰۳
علم وفضل	۱۰۴
امامت وخطابت	۱۰۵
حصول علم اور شیوخ	۱۰۵
سلسلہ قرأت	۱۰۶
تلامذہ	۱۰۷
فن قرأت	۱۰۷
حدیث	۱۰۷
عدالت وصداقت	۱۰۸
ائمہ اہل سنت کی پیروی	۱۰۹
وفات	۱۰۹
اولاد	۱۰۹
۱۲ — امام ابن ذکوان قرشیؒ (م ۲۴۲ھ / ۸۵۶ء)	
نام ونسب	۱۱۰
ولادت ووطن	۱۱۰
شیوخ وتلامذہ	۱۱۰
سلسلہ قرأت	۱۱۱
امامت ومشیخت اور فن قرأت میں درجہ	۱۱۱
حدیث	۱۱۲
صداقت وثقاہت	۱۱۳
تصنیف	۱۱۳
عصا	۱۱۳
وفات	۱۱۳
اولاد	۱۱۳
۱۳ — امام عاصم بن ابی النجود کوفیؒ (م ۱۲۸ھ / ۷۴۵ء)	
نام اور ولدیت	۱۱۴
وطن	۱۱۵
شیوخ	۱۱۵
سلسلہ قرأت	۱۱۵
درس وتدریس اور تلامذہ	۱۱۵
رواۃ قرأت	۱۱۶
تبحر علمی	۱۱۶
قرأت میں درجہ ومرتبہ	۱۱۸
خوش الحانی	۱۲۰
حدیث	۱۲۰
ثقاہت وعدالت	۱۲۱
قوت حفظ	۱۲۱
زہد وتقویٰ	۱۲۲
وفات	۱۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
۱۴	
امام ابوبکر بن عیاش اسدیؒ (م ۱۹۳ھ / ۸۰۸ء)	
نام ونسب	۱۲۴
ولادت	۱۲۶
وطن اور خاندان	۱۲۷
طلب علم اور شیوخ	۱۲۷
درس وتدریس	۱۲۹
تلامذہ	۱۳۰
سلسلہ قرأت	۱۳۱
فضل وکمال	۱۳۱
قرآن پاک اور علم قرأت سے تعلق	۱۳۲
حدیث میں بلند پایگی	۱۳۴
نقد وجرح	۱۳۴
فقہ	۱۳۵
عبادت	۱۳۵
نماز اور روزہ	۱۳۷
کرامت	۱۳۷
ذوق شعری	۱۳۸
بنو امیہ کی حمایت	۱۳۹
فضیلت شیخین	۱۴۰
عقیدہ ومسلک	۱۴۲
فتنہ خلق قرآن	۱۴۳
مقولے	۱۴۳
پیشہ	۱۴۴
وفات	۱۴۴
اولاد	۱۴۴
۱۵	
امام حفص بن سلیمان کوفیؒ (م ۱۸۰ھ / ۷۹۶ء)	
نام ونسب	۱۴۶
ولادت وطن اور تعلیم	۱۴۶
اساتذہ وشیوخ	۱۴۹
تلامذہ	۱۴۹
فن قرأت میں علوئے کمال وقبولیت	۱۴۹
حفظ وثقاہت	۱۵۱
زہد وتقویٰ	۱۵۲
موازنہ شعبہؒ وحفصؒ	۱۵۲
پیشہ	۱۵۳
وفات	۱۵۴
۱۶	
امام حمزہ بن حبیب الزیات کوفیؒ (م ۱۵۶ھ / ۷۷۲ء)	
نام ونسب	۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ولادت و وطن	۱۵۶
نسبت	۱۵۶
فضل وکمال	۱۵۷
تحصیل علم اور شیوخ	۱۶۰
سلسلہ قرأت	۱۶۱
درس وتدریس اور تلامذہ	۱۶۱
راوی قرأت	۱۶۲
فن قرأت میں بلند پائیگی	۱۶۲
علم فرائض	۱۶۵
حدیث	۱۶۶
جرح وتعدیل	۱۶۷
استغناد بے نیازی	۱۶۷
زہد وورع	۱۶۷
ذریعہ معاش	۱۶۹
خواب	۱۷۰
مناقب	۱۷۰
تصانیف	۱۷۱
وفات	۱۷۱
— ۱۷ —	
امام خلف بن ہشام بغدادیؒ (م ۲۲۹ھ / ۸۴۳ء)	
نام ونسب	۱۷۲

عنوان	صفحہ
ولادت	۱۷۲
حصول علم	۱۷۳
شیوخ	۱۷۴
تلامذہ	۱۷۴
حدیث	۱۷۵
ثقاہت	۱۷۵
نحو	۱۷۵
زہد واتقا اور شرافت	۱۷۶
امام حمزہ کی اتباع	۱۷۷
وفات	۱۷۷
— ۱۸ —	
امام خلاد بن خالد کوفیؒ (م ۲۲۰ھ / ۸۳۵ء)	
نام ونسب	۱۷۹
پیدائش اور وطن	۱۷۹
حصول علم اور اساتذہ	۱۷۹
تلامذہ	۱۷۹
فن قرأت	۱۸۰
حدیث	۱۸۰
حفظ وضبط اور ثقاہت	۱۸۰
وفات	۱۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
۱۹	
امام علی بن حمزہ کسائیؒ (م ۱۸۹ھ / ۸۰۵ء)	
نام ونسب	۱۸۱
نسبتیں	۱۸۲
پیدائش اور وطن	۱۸۴
تجرد	۱۸۵
تحصیل علم اور شیوخ	۱۸۵
سلسلہ قرأت	۱۸۶
درس افادہ	۱۸۶
تلامذہ	۱۸۶
رواۃ قرأت	۱۸۸
علم وفضل	۱۸۸
قرأت میں درجہ ومرتبہ	۱۹۰
حدیث	۱۹۱
صداقت	۱۹۲
لغت وعربیت	"
طلب نحو کا سبب	۱۹۳
قرأت اور نحو	۱۹۴
نحوی اسکول	۱۹۴
نحو میں کمال وامتیاز	۱۹۵
شعر وسخن	۱۹۶
فقہی بصیرت	۱۹۷
خلفاء سے ربط وتعلق	۱۹۹
زہد وورع	۲۰۳
تصانیف	۲۰۴
وفات	۲۰۵
بشارتیں	۲۰۶
۲۰	
امام لیث بن خالد بغدادیؒ (م ۲۴۰ھ / ۸۵۴ء)	
نام	۲۰۸
ولادت ووطن	۲۰۸
شیوخ وتلامذہ	۲۰۸
قرأت	۲۰۹
حدیث	۲۰۹
وفات	۲۰۹
کتابیات	۲۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

استاذی المحترم حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی مدظلہ العالی
ناظم جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ

قرآن پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا گیا ہے۔

ورتل القرآن ترتیلا	اور قرآن پاک کو ترتیل سے پڑھئے

احادیث میں ترتیل سے پڑھنے کی تفصیل آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کس طرح قرأت فرماتے تھے تو انھوں نے پڑھ کر بتایا کہ :۔

کانت قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدا مدا ثم قرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم یمد بسم اللہ ویمد بالرحمن ویمد بالرحیم (بخاری)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مد کے ساتھ صاف پڑھتے تھے انھوں نے پڑھ کر بتایا کہ آپؐ بسم اللہ کے لفظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے اسی طرح الرحمٰن اور الرحیم کو بھی کھینچ کر پڑھتے تھے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

ما اذن اللہ بشئ ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن (بخاری و مسلم)	اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جس آواز کو توجہ سے سنتا ہے وہ نبیؐ کی اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے کو سنتا ہے۔

بخاری و مسلم کی دوسری حدیث میں حسن الصوت کا لفظ آیا ہے یعنی نبیؐ جب اچھی آواز سے قرآن پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری توجہ سے سنتے ہیں۔

قرآن پاک کی مذکورہ آیت، اسوۂ رسول اور متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کو صاف صاف اور اچھی آواز سے پڑھنا مستحسن قرار دیا گیا ہے جس طرح قرآن پاک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت مختلف حضرات نے مختلف پہلوؤں سے انجام دی اسی طرح کتاب اللہ کے الفاظ کو صحت کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کی خدمت میں بھی مختلف حضرات نے اپنی عمریں صرف کردیں۔

صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو تابعین تک پہونچایا اور تابعین کے دور ہی میں کچھ اللہ کے بندوں نے اس میں غیر معمولی دلچسپی لی اور اسے ایک عظیم الشان فن کی حیثیت دی، عربوں کے علاوہ غیر عربوں نے بھی پوری دلچسپی وانہماک کے ساتھ اس فن کے فروغ میں حصہ لیا خود ہندوستان میں بھی اس فن کے ممتاز علماء پیدا ہوئے جنکی شہرت عرب ملکوں تک پہونچی۔

پیش نظر کتاب "تذکرۃ القراء" میں قراء سبعہ اور ان کے ممتاز تلامذہ کے حالات و سوانح علمی دینی خدمات اور مذہبی واخلاقی کارناموں کو عزیزم محمد الیاس الاعظمی ایم اے نے بڑے سلیقہ اور حسن ترتیب کے ساتھ جمع کردیا ہے۔ انھوں نے زبان وبیان اور اسلوب نگارش میں جدید انداز تحریر کے بجائے علامہ شبلی اور ان کے تلامذہ کے علمی انداز تحریر کو اپنانے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب رہے ہیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم جامعۃ الرشاد میں ہوئی اسوقت تو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی صلاحیتیں پوشیدہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کیلئے اپنے بہت سے ایسے بندوں میں انکی ذاتی محنت اور جدوجہد سے ایسی صلاحیتیں پیدا کردیتا ہے جن کے بارے میں ظاہری طور پر امکان بھی نہیں ہوتا۔ امید ہے یہ کتاب مقبول ہوگی خاص طور سے فن قرأت سے دلچسپی لینے والے حضرات اس سے پوری دلچسپی لینگے۔

خادم
مجیب اللہ ندوی
ناظم جامعۃ الرشاد۔ اعظم گڑھ

۲۵/۵/۹۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

قراء سبعہ اور انکے رواۃ قرأت کا تعلق اس تابناک عہد سے ہے جو تاریخ اسلام کا تاریخ ساز عہد ہے، اس عہد زریں میں تمام اکابر ائمہ علوم وفنون پیدا ہوئے جنھوں نے اسوۂ رسولؐ وصحابہؓ اور تابعین کی علمی وعملی اور اخلاقی دولت کو پورے عالم میں پھیلایا اور درحقیقت اسلام کا یہی وہ عہد زریں ہے جس میں مسلمانوں کو دینی ودنیوی دونوں سعادتوں کی معراج نصیب ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خیر امتی القرن الذین یلونی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ (مسلم کتاب الفضائل)

میری امت میں اس زمانہ کے لوگ بہتر ہیں جو مجھ سے ملا ہوا ہے (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تبع تابعینؒ)

دوسری روایت میں ہے کہ

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ (ایضاً)

سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں (صحابہؓ) پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تابعینؒ) پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں (تبع تابعین)

قراء کرام کی بزرگی اور اہمیت اس لحاظ سے مزید بڑھ جاتی ہے کہ ان لوگوں نے تاحیات قرآن پاک کو سینے سے لگائے رکھا اور اسکے سیکھنے وسکھانے میں عمریں صرف کردیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے۔

نیز قراء کی یہ مقدس جماعت اپنے علم وفضل، زہد واتقاء، سادگی وتواضع، استغناء وبے نیازی حق گوئی وبے باکی، اور اخلاق وکردار میں یکتائے روزگار اور صحابہ کرام کا عمدہ عکس ونمونہ تھی اسکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باوجود اردو میں قراء کرام کے ساتھ وہ اعتنا نہیں کیا گیا جسکے اصلاوہ مستحق تھے چنانچہ انھیں اسباب کی بناپر احقر نے اپنی کم علمی اور کم مائگی کے باوجود ان کے مبارک تذکرہ کو اپنا موضوع بنایا اور تفصیل سے قراء سبعہ اور ان کے دو، دو رواۃ کے حالات زندگی، علمی ودینی خدمات اور امتیازات وکمالات کو مستند کتابوں سے یکجا کرکے علمی وتحقیقی انداز سوانح نگاری پر مرتب کیا۔

انکے حالات کے ساتھ فن قرأت کی ترویج واشاعت میں انکے نمایاں کردار کو خصوصیت سے اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس فن سے انکے شغف وانہماک کے واقعات کی روشنی میں انکے علوئے کمال وقبولیت اور بلند مرتبہ کی نشاندہی بھی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کتاب صرف قراء کرام کا تذکرہ ہی نہیں ہے بلکہ ان کے عہد کی ایک مختصر تاریخ بھی ہے اس سے جہاں مسلمانوں کی دینی ودنیوی سعادت وفلاح اور انکی معراج کمال کا اندازہ ہوتا ہے وہیں اس دور کے فتنوں پر بھی روشنی پڑتی ہے، امید ہے یہ کتاب ہمارے لئے عبرت ونصیحت کا ساماں ہوگی

اس کتاب کی تیاری میں جن لوگوں نے میرا تعاون کیا ان کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں کہ اگر اسکی رحمت بے پایاں قدم قدم پر میرے ساتھ نہ ہوتی تو یہ کام ہرگز وجود میں نہ آتا۔

استاذی المحترم مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی اور مولانا ضیاء الدین صاحب اصلاحی کا بے حد ممنون وشکرگزار ہوں کہ ان بزرگوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور مفید مشورے دیئے احباب میں مولانا عمیر الصدیق ندوی اور مولانا محمد عارف اعظمی کا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں کہ ان لوگوں نے میری بڑی مدد کی خصوصاً عمیر صاحب نے بڑے خندہ پیشانی سے میرا تعاون کیا اور ہر ہر مرحلہ پر میری رہنمائی کی اللہ تعالیٰ اس علم دوستی کا عمدہ بدلہ عطا فرمائے۔

اس دور میں طباعت مصنفین کیلئے ایک بڑا سخت مرحلہ ہے معروف پبلشر جناب زبیر احمد صاحب دانش بکڈپو ٹانڈہ نے اس کتاب کی طباعت کا ذمہ لے کر میرے اوپر بڑا احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور راقم الحروف کیلئے ذریعہ نجات بنائے ــــ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین ــــ ناچیز ــــ محمد الیاس الاعظمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نافع بن ابونعیم مدنیؒ

علم قرأت کی تدوین و ترقی میں جس شخصیت نے سب سے اہم اور نمایاں کردار ادا کیا وہ امام نافع بن ابونعیم مدنی کی ہے انھوں نے عمر بھر قرآن پاک کی خدمت کی اور علم قرأت کے امام اور قاری مدینہ کے خطاب سے سرفراز ہوتے انکے مرتبے کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ابن مجاہدؒ نے قراء سبعہ میں ان کا سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

نام و نسب اسم گرامی نافع، ابورویم کنیت، امام دارالہجرۃ لقب اور معلوم نسب نامہ درج ذیل ہے:-

ابورویم نافع بن عبدالرحمٰن بن ابونعیم مدنی۔[1]

انکی کنیت میں اختلاف ہے کسی نے ابورویم، کسی نے ابونعیم کسی نے ابوالحسن کسی نے ابوعبداللہ اور کسی نے ابوعبدالرحمٰن بتایا ہے،[2] لیکن علامہ ابن الجزری نے ابورویم ہی کو سب سے زیادہ مشہور کنیت قرار دیا ہے،[3]

پیدائش اور وطن امام نافع مدنی کی پیدائش صحیح روایت کے مطابق ۷۰ھ ۶۸۹ء میں ہوئی۔[4] اصلاً اصفہانی تھے، جیسا کہ حافظ ابونعیم نے تاریخ اصفہان میں لکھا ہے۔[5]

---

[1] علامہ ابن قتیبہ، المعارف ۵۲۸ مکتبۃ الحسینیہ مصر ۱۳۵۳ھ۔ و علامہ ابن الجزری غایۃ النہایہ فی طبقات القراء ۲/۳۳۰ مکتبۃ الخانجی مصر ۱۳۵۱ھ [2] ابن الندیم الفہرست ۴۲ مطبعۃ الرحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ و غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰ و علامہ یافعی، مرآۃ الجنان ۱/۳۵۸: دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۳۷ھ [3] علامہ شمس الدین ذہبیؒ، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار ۱/۱۰۷ موسسۃ الرسالہ بیروت طبع دوم ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء۔ [4] قاری حبیب اللہ، سوانح قراء سبعہ ص ۳۔

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۰۷ و غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰ و ابن العماد حنبلی، شذرات الذہب ۳/۵۱ مکتبۃ القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ۔ مصر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ امام نافع حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور بعض کے نزدیک حضرت عباسؓ کے حلیف جعونہ بن شعوب اللیثی کے آزاد کردہ غلام تھے اس لیے بعض تذکرہ نگاروں نے انکو لیثی نسبت سے یاد کیا ہے[1] مگر ظاہر ہے کہ یہ صحیح نہیں، اصمعی کا بیان ہے کہ مجھ سے امام نافع مدنی نے کہا کہ میری اصل اصفہان کی ہے[2]

امام نافع کا قیام مستقل مدینہ منورہ میں رہا اور یہیں انکے درس و افادہ کا سلسلہ جاری رہا اور اسی ارض طیبہ کی مبارک خاک کا حصہ بھی ہوتے اس لیے وہ اسی شہر حبیب کی نسبت سے معروف بھی ہوتے۔

حلیہ اور اخلاق

امام نافع مدنی نہایت سیاہ فام تھے[3]، خیرالدین زرکلی لکھتے ہیں:۔

وکان اسود شدید السواد۔[4] امام نافع نہایت سیاہ فام تھے۔

لیکن جسم کے اعضاء کی ساخت وہیئت اور تیکھے ناک ونقشہ کیوجہ سے جاذب نظر معلوم ہوتے تھے انکا چہرہ چمکدار تھا علامہ ذہبی نے صاحب روشن چہرہ لکھا ہے' ایک مرتبہ مخاق المسیبی نے کہا کہ آپ کے اعضاء کی ساخت اور بناوٹ کس قدر حسین اور خوبصورت ہے اور آپ کا اخلاق کتنا عمدہ ہے تو امام نافعؒ نے فرمایا آخر ایسا کیوں نہ ہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھ سے مصافحہ فرمایا ہے[5]؛

امام نافع حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت اور اچھے اخلاق کے بھی مالک تھے انکے شاگرد اور راوی قرأت امام عیسٰی بن مینا قالون مدنی نے انھیں پاکیزہ اخلاق بتایا ہے علامہ ذہبی نے

---

[1] خیرالدین زرکلی الاعلام ۵/۸ [2] معرفۃ القراء ۱/۱۰۷

[3] شذرات الذھب ۱/۳/۵ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۷

[4] الاعلام ۵/۸

[5] غایۃ النہایہ ۲/۳۳۲ و ملا علی قاری؛ شرح شاطبی ص ۱۱ بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ ۵۷ و ڈاکٹر نعیم صدیقی؛ تبع تابعین ۲/۵۱۴ معارف پریس اعظم گڑھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے کہ امام نافع خلیق تھے[1]

اساتذہ و شیوخ امام نافع مدنی کثیر الشیوخ ہیں انھوں نے اہل مدینہ کے تابعین کی ایک سر کردہ جماعت جو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت ابوہریرہؓ جیسے اجلہ روزگار صحابہ کرام کے نامور تلامذہ تھے سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی ابوقرۃ موسیٰ بن طارق کا بیان ہے کہ میرے پاس تواتر سے یہ بات پہونچی ہے کہ امام نافع نے شروع کے پانچ تابعین سے علم قرأت کی تحصیل و تکمیل کی[2] خود امام نافع مدنیؒ کا بیان ہے کہ میں نے ستر تابعین سے علم قرأت کی تحصیل کی، ابن العماد حنبلی نے موسیٰ بن طارق کا بیان نقل کیا ہے جس میں صراحت ہے کہ امام نافع نے ستر تابعین کے حلقہ فیض سے استفادہ کیا ہے[3] چند شیوخ کے نام یہ ہیں :۔

ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی، ابوداؤد عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، ابوروح یزید بن رومان اسدی، شیبہ بن نصاح، ابوعبداللہ مسلم بن جندب ہذلی، فاطمہ بنت علی، زید بن اسلم، ابوالزناد، عامر بن عبداللہ بن زبیر، محمد بن یحییٰ بن حبان، نافع مولیٰ ابن عمر، صفوان بن سلیم صالح بن خوات انصاری، ابوبکر محمد بن عبداللہ بن شہاب الزہری، الاصبغ بن عبدالعزیز نحوی عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وغیرہ[4]۔

سلسلہ قرأت امام نافع مدنی نے ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، شیبہ بن نصاح، مسلم بن جندب ہذلی اور یزید بن رومان اسدی سے قرأت کی روایت و تحصیل کی اور ان حضرات نے حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ سے اور ان حضرات صحابہ کرامؓ نے حضرت ابی ابن کعبؓ سے پڑھا اور حضرت ابی ابن کعبؓ نے نبی کریم

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۱۔

[2] غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰۔

[3] شذرات الذہب ۳/۵۱ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۷ و مرآۃ الجنان ۱/۳۵۸۔

[4] غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۷ و علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ۱۰/۴۰۷ دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۲۶ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے سیکھا تھا اس طرح یہ قرأت تین واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے[1]

درس وافادہ اور طلبہ کا اژدحام

امام نافع مدنی نے قرآن پاک کی خدمت کو فرض اولین سمجھا اور کم وبیش ستر سال تک مسلسل اسکی خدمت میں مصروف رہے[2] یہانتک کہ رات کو بھی اپنے چشمۂ فیض سے وابستہ لوگوں کو قرآن پاک کا درس دیتے الاعشیٰ کا بیان ہے کہ امام نافع پڑھنے والوں کیلئے قرآن کو آسان بنا دیتے تھے[3] اسکے متعلق کرنل مرزا بسم اللہ بیگ لکھتے ہیں "تیس آیت سے زائد نہ پڑھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ بڑی احتیاط اور تحقیق سے تعلیم دی جاتی تھی۔ امام نافع کا ستر تابعین سے پڑھنا اور ورشؒ کا کئی بار ختم کرنا انکے تحقیق کے شوق کو ظاہر کرتا ہے"[4]

طلبہ کا اسقدر ہجوم ہوتا تھا کہ کسی کو تیس آیت سے زائد پڑھنے کا وقت نہ ملتا اوقات کے مطابق تمام طلبہ پر آیات کو منقسم کر رکھا تھا بڑی احتیاط اور تحقیق سے قرآن پڑھاتے امام نافع کے تلمیذ ارشد اور راوی قرأت امام عثمان بن سعید الورش مصری کا بیان ہے کہ جب میں امام نافع کی خدمت میں حاضر ہوا تو طلبہ کا ہجوم دیکھکر سخت متردد ہوا اور حصول تعلیم کیلئے بعض بزرگوں کی سفارش پیش کرنی پڑی تب بڑی مشکل سے پڑھنے کا موقع ملا[5]، کرنل مرحوم لکھتے ہیں :-

"امام نافع کا یہ فرمانا کہ مجھے مہاجرین وانصار   کی اولادوں کو پڑھانے سے فرصت نہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ عربی النسل جنکی مادری زبان عربی تھی

www.kitabosunnat.com

1 علامہ ابو عمرو عثمان الدانی، التیسیر، مکتبہ نعیمیہ مئو ۱۴۰۶ھ۔

2 غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰۔

3 معرفۃ القراء ۱/۱۰۹

4 کرنل مرزا بسم اللہ بیگ، تذکرہ قاریان ہند ۱/۳۵-۳۶ (حیدرآباد)

5 معرفۃ القراء ۱/۱۵۴-۱۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جنکے گھروں میں قرآن پاک کا کثرت سے چرچا تھا وہ بھی مستند استاد سے قرآن شریف پڑھنا سیکھنا ویسا ہی ضروری سمجھتے تھے جیسا کہ ایک غیر عرب ضروری سمجھتا تھا اور اسی طرح پڑھنے کی کوشش کرتے تھے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا بلکہ صرف صحیح پڑھنا اس تعلیم کیلئے طالب علم اس قدر ہجوم کئے رہتے تھے کہ دن بھر حضرت کو فرصت نہ ملتی تھی"[1]

امام ورشؒ کو سفارش کے بعد جب پڑھنے کا موقع ملا تو امام نافع نے دوسرے طلبہ کی طرح انکو بھی تیس آیت پڑھنے کے بعد ٹھہرنے کا حکم دیا اسکے بعد امام نافع کے حلقۂ فیض سے وابستہ لوگوں میں سے دو طالب علم باری باری اٹھے اور دس آیت پڑھنے کے برابر وقت اپنے اوقات میں سے امام ورش کو ہبہ کر دیا، جس سے امام ورش کو پچاس آیت پڑھنے کا موقع ملا[2] مرزا بسم اللہ رقمطراز ہیں :۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ طالب علموں میں بھی ایثار کا کتنا مادہ تھا کہ اپنے وقت میں سے وقت دینے پر بلا کہے آمادہ ہو گئے یہ خیال نہ کیا کہ ایک غیر ملکی آفاقی آیا ہے ہمارے مقابلہ میں کیا وقعت رکھتا ہے غیر عرب ہے کیا جانتا ہے اور کیا سیکھے گا یہ ہے وہ علمی فضا اور ماحول کا وہ عجیب نظارہ جو بارہ سو برس پہلے کی ایک درس گاہ میں نظر آتا ہے کیا کوئی یونیورسٹی آج بھی اپنے طالب علموں میں اس ذوق اور کردار و ایثار کے نمونے پیش کر سکتی ہے ایک فرد واحد مسجد میں بیٹھ کر صبح سے شام تک درس دیتا ہے ہزاروں طالب علم مستفید ہو کر نکلتے ہیں اور دنیا میں پھیل جاتے ہیں اور تعلیم پر ایک پیسہ خرچ نہیں ہوتا، اور کام یونیورسٹی کے پیمانے پر ہوتا

---

[1] تذکرہ قادیان ھندا ۱ر۳۶

[2] معرفۃ القراء ۱ر۱۵۴-۱۵۵-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ستر سال تک اسطرح درس دینا کس قدر محنت و صبر چاہتا ہے یہ تھا نمونہ اس ذوق و شوق کا جو قرآن کی تعلیم نے ان بزرگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔[1]

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

اس عہد میں قرآن پاک کی تعلیم سے لوگوں کو بڑا تعلق و شغف تھا شیوخ کا یہ حال تھا کہ طلبہ کے ہجوم کیوجہ سے کسی کو ممبر پہ بیٹھنا پڑتا اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہو جاتا، کسی کو اپنے طلبہ کو فوج کی طرح اپنے پیچھے لے کر چلنا پڑتا، کسی کو دن و رات تعلیم دینی پڑتی غرض پڑھنے پڑھانے، محنت و شغف، اور جدوجہد سے بھرپور ایک ماحول تھا آج کے دور میں اسکا تصور بھی مشکل ہے۔

تلامذہ امام نافع مدنی کے تلامذہ بھی کثیر التعداد ہیں ان کے چشمہ فیض سے فیضیاب ہونیوالوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

امام مالک بن انس، اسماعیل بن جعفر انصاری، عیسیٰ بن وردان، سلیمان بن مسلم بن جماز، اسحاق بن محمد اسحاق المسیبی، ابوبکر، اسماعیل اور ابواویس کے دونوں صاحبزادے یعقوب بن جعفر، عبدالرحمن بن ابوالزناد، عیسیٰ بن مینا قالون مدنی، سعید بن ابراہیم اور انکے بھائی یعقوب، محمد بن عمر الواقدی، زبیر بن عامر، خلف بن وضاح، ابوالذکر محمد بن یحییٰ، ابوالعجلان بن علی، صفوان، محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن وھب، موسیٰ بن طارق، ابوقرۃ الیمانی، عبدالملک بن قریب الاصمعی، خالد بن مخلد العطوانی، ابوعمرو زبان بن العلاء، ابوالربیع الزہرانی، خارجہ بن مصعب خراسانی، خلف بن بزانہ الاسلمی، سقلاب بن شیبہ، عثمان بن سعید الورش، عبداللہ بن وھب، محمد بن عبداللہ بن وھب، معلی بن دحیہ، لیث بن سعد اشہب بن عبدالعزیز، حمید بن سلامہ، عتبہ بن حماد الشامی، ابوسہر الدمشقی، ولید بن مسلم، عبداللہ بن ادریس الاودی،

---

[1] تذکرہ قاریان ھند ۱/۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراک بن خالد، خویلد بن معدان، کردم المغزالی، ابوالحارث شیخ، الغاز بن قیس الاندلسی، ابوبکر الفورسی، محمد الفورسی وغیرہ [1]

ان تلامذہ میں سے بعض نے ایک قرأت کی روایت کی ہے اور بعض نے دو قرأتوں کی روایت کی ہے اور ہم نے تمام تلامذہ کا ذکر ایک ساتھ کر دیا ہے جبکہ دوسرے تذکرہ نگاروں نے مدینہ منورہ اور مصر و شام کے تلامذہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

رواۃ قرأت ـ ائمہ سبعہ کے رواۃ قرأت تین حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ بلا واسطہ اماموں کے شاگرد ہیں مثلاً امام نافع مدنی امام عاصم کوفی اور امام ابوالحسن علی کسائی کے رواۃ قرأت۔

۲۔ رواۃ قرأت اور اماموں کے درمیان کئی واسطے ہیں مثلاً امام ابن کثیر مکی اور امام ابن عامر شامی کے رواۃ قرأت۔

۳۔ رواۃ قرأت اور اماموں کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو مثلاً امام ابوعمرو زبان بن العلا بصری اور امام حمزۃ الزیات کوفی کے رواۃ قرأت۔

امام نافع مدنی کے دو رواۃ قرأت بہت مشہور و معروف ہیں جس پر جمہور علماء کا اتفاق و اجماع ہے اور ابن مجاہد کی ترتیب سے لے کر آج تک کسی عہد و زمانہ میں انکے متعلق اختلاف و نزاع نہیں رہا، انکے نام یہ ہیں:۔

۱۔ امام ابوموسیٰ عیسیٰ بن مینا قالون مدنی (م ۲۲۰ھ / ۸۳۵ء)

۲۔ امام عثمان بن سعید الورش مصری (م ۱۹۷ھ / ۸۱۲ء)

فضل و کمال امام نافع مدنی جامع کمالات و صفات تھے علوم اسلامیہ خصوصاً علم قرأت میں کامل دستگاہ حاصل تھی، علم حدیث میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۰۷ و غایۃ النہایہ ۲/۳۳۱ و تہذیب التہذیب ۱۰/۴۰۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زہد وورع اور عبادت وریاضت میں بھی بے مثل تھے ائمہ جرح وتعدیل نے انکی ثقاہت و عدالت پر اتفاق کیا ہے ان کا شمار ان جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے جنھوں نے علم وفن کو بام عروج پر پہونچانے میں نمایاں کردار ادا کیا، کتاب اللہ کی جس قرأت کے تواتر پر امت کا اتفاق ہے ان میں امام نافع مدنی کی قرأت بھی شامل ہے اور یہی انکے کمالات کا نمایاں باب بھی ہے، علامہ ذہبی نے امام نافع کو مقری اہل المدینہ اور احد الاعلام لکھا ہے[1]، اصمعی فرماتے ہیں :-

کان من القراء الفقهاء العباد۔[2] امام نافع قراء فقہاء اور عبادت گذاروں میں تھے۔

امام نافع مدینہ منورہ میں علم قرأت اور رسم الخط دونوں کے امام تھے مدینہ منورہ میں کبار تابعین کے بعد انھیں پر علم قرأت میں اتفاق کیا گیا، سعید بن منصور کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اہل مدینہ کی قرأت سنت ہے کسی نے پوچھا کیا نافع کی قرأت تو امام مالک نے فرمایا ہاں نافع کی قرأت مسنون ہے[3]

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ امام نافع مدنی وجوہ قرأت اور عربیت کے عالم تھے حدیث پر مضبوطی سے عمل کرنے والے تھے[4] عبد اللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کونسی قرأت آپکو سب سے زیادہ محبوب ہے تو انھوں نے جواب دیا، اہل مدینہ کی قرأت، میں نے دریافت کیا کہ اگر یہ نہ ہو تو انھوں نے فرمایا امام عاصم کوفی کی قرأت[5]

مشہور ادیب وشاعر اور ماہر علم تجوید وقرأت علی قیروانی نے امام نافع مدنی کی قرأت پر ایک طویل قصیدہ لکھا تھا جو دو ہزار اشعار پر مشتمل تھا[6]

---

[1] علامہ ذہبی، میزان الاعتدال ۲ / ۲۲۷ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ ومعرفۃ القراء ۱ / ۱۰۷

[2] تہذیب التہذیب ۱۰ / ۴۰۷ -

[3] معرفۃ القراء ۱ / ۱۰۸ -

[4] ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۱ -

[5] معرفۃ القراء ۱ / ۱۰۸ وغایۃ النہایہ ۲ / ۲۳۱ - ۲۳۲ -

[6] مولانا عبد القیوم حقانی، پیشہ رزق حلال اور چند ارباب علم وکمال ص ۱۸۳ - العلا پبلیکشنز - دہلی -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم قرآت میں درجہ و مرتبہ

امام نافع مدنی کا علم قرآت میں درجہ و مرتبہ بہت بلند ہے انکا شمار اس فن کے ائمہ میں کیا جاتا ہے، انکو گو قرآن و حدیث دونوں میں درک و بصیرت حاصل تھی تاہم ان کا اصل طرہ امتیاز و افتخار علم قرآت ہی تھا۔ لیث بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا اسوقت مدینہ منورہ میں امام قرآت امام نافع بن ابونعیم مدنی تھے[۱] صاحب غایۃ النہایہ نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں علم قرآت امام نافع مدنی کی ذات پر ختم ہونا تھا،[۲] ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ تابعین کے بعد مدینہ منورہ میں قرآت کے امام، امام نافع مدنی ہیں یہ وجوہ قرآت کے بہت بڑے عالم اور سلف کے سچے پیروکار تھے[۳] سعید بن منصور کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک بن انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہل مدینہ کی قرآت مسنون ہے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا امام نافع کی قرآت تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں امام نافع مدنی کی قرآت۔[۴] بسملہ کے سلسلے میں امام مالک سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہر چیز کے بارے میں اہل حق سے دریافت کیا کرو اسوقت امام قرآت امام نافع مدنی ہیں،[۵] نیز فرماتے ہیں :۔

نافع امام الناس فی القرأۃ۔[۶] امام نافع قرآت میں لوگوں کے امام ہیں۔

خیرالدین زرکلی تحریر فرماتے ہیں :۔

انتھت الیہ رئاسۃ القرأۃ۔[۷] امام نافع پہ ریاست قرآت ختم ہوگئی۔

لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ " میں نے اہل مدینہ کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ امام نافع کی قرآت سنت ہے۔[۸]

---

[۱] غایۃ النہایہ ۲/۳۳۳ و شذرات الذھب ۱/۲۷۰ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۸۔
[۲] ایضاً۔
[۳] ایضاً۔
[۴] ایضاً۔
[۵] ایضاً ۲/۳۳۳۔
[۶] معرفۃ القراء ۱/۱۰۸ و شذرات الذھب ۱/۲۷۰۔
[۷] الاعلام ۸/۵
[۸] تھذیب التھذیب ۱۰/۴۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ انھیں گوناگوں اوصاف و کمالات کی بنا پر اپنے شیخ امام ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی کے بعد مدینہ منورہ کے بالاتفاق امام القراء تسلیم کئے گئے۔

فن حدیث گو حدیث کی کتابوں میں انکی کوئی حدیث نہیں ملتی لیکن انکے حالات میں اتنا ضرور ملتا ہے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے حصول علم قرأت کے بعد سو حدیثوں کا سماع کیا، ابن عدی کا بیان ہے کہ امام نافع کے پاس عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے روایت کردہ سو حدیثوں کا ایک نسخہ تھا نیز ابوالزناد سے بھی روایت کردہ سو حدیثوں کا مجموعہ تھا اور متفرقات میں بھی انکے پاس پچاس سے زائد حدیثیں تھیں اور میں نے انکی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی، اور میرے خیال میں ان میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے[1]

ثقاہت و عدالت امام نافع کی ثقاہت و عدالت پر علمائے جرح و تعدیل کی آراء بہت اچھی اور مثبت ہیں، علامہ ابن الجزری، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اور ابن سعد نے ثقہ اور حاتم، نسائی نے صدوق صالح الحدیث قرار دیا ہے[2] نسائی اور ابن المدینی کا خیال ہے کہ انکی مرویات نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[3] ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں:۔

لم ار فی احادیثہ شیئا منکرا وارجو انہ لا بأس بہ[4]

میں انکی مرویات میں کوئی منکرات نہیں دیکھتا میرا خیال ہے انکے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زہد و اتقاء امام نافع مدنی بڑے عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے، ستر سال تک درس قرآن دینا ہی اس کی بہت بڑی دلیل ہے، ان کے شاگرد رشید امام عیسیٰ بن مینا قالون مدنی کا بیان ہے کہ امام نافع بن ابونعیم مدنی لوگوں میں پاکیزہ اخلاق عمدہ قرأت اور متقی و پرہیزگار

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۱ و غایۃ النہایہ ۲/۳۳۳ و تہذیب التہذیب ۱۰/۴۰۷

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً و میزان الاعتدال ۳/۲۲۷۔

[4] تہذیب التہذیب ۱۰/۴۰۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے انھوں نے مسجد نبویؐ میں ساٹھ سال تک نماز ادا کی[1]

زیارت صحابہ امام نافع مدنی نے دو صحابہ حضرت طفیلؓ، اور حضرت ابن ابی انیسؓ کی زیارت کی تھی اور اسی بنا پر انکا شمار تابعین میں کیا جاتا ہے۔

منہ سے خوشبو علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں :۔

فاما الکریم السر فی الطیب نافع فذاک الذی اختار المدینۃ منزلا

ترجمہ: بہر حال شریف راز اور پاک باطن والے خوشبو کے معاملہ میں جو کہ امام نافع ہیں یہ وہ خوش نصیب بزرگ ہیں جنھوں نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا۔

امام نافع مدنی کو ایک عجیب قسم کی کرامت فطرت کی طرف سے ودیعت کی گئی تھی، وہ جب کسی سے گفتگو کرتے یا قرآن کی تلاوت کرتے یا قرآن کا درس دیتے تو ان کے منہ سے خوشبو آتی تھی، دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ہمیشہ خوشبو استعمال کرتے ہیں تو امام نافع نے فرمایا کہ نہ میں خوشبو استعمال کرتا ہوں اور نہ اس کے قریب جاتا ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ سے اپنا دہن مبارک ملا کر قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں، جب میں بیدار ہوا تو میرے منہ سے خوشبو آرہی تھی، اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آرہی ہے[2]

وصیت امام نافع مدنی کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو صاحبزادوں نے کچھ وصیت کی درخواست کی تو انھوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی[3]

اتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین ۔ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

---

[1] غایۃ النہایہ ۲/۳۳۱۔

[2] ایضاً ۲/۳۳۲ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۸ و شذرات الذہب ۱/۲۷۰ و ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۱ ۔

[3] ایضاً و تہذیب التہذیب ۱۰/۴۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات امام نافع مدنیؒ نے مدۃ العمر علم قرأت کی خدمت کرنے کے بعد ۱۶۹ھ/۷۸۵ء میں مدینہ منورہ میں بزمانہ ہادی باللہ دنیائے فانی کو خیر باد کہا،[1] اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں امام مالک کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے، مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

وفات کے متعلق سنہ ۱۷۰ھ، سنہ ۱۵۰ھ اور سنہ ۱۷۵ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں مگر اول الذکر ہی صحیح سنہ وفات ہے۔[2]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۱ و غایۃ النہایہ ۲/۳۳۴ و شذرات الذھب ۳/۵۱ و مرآۃ الجنان ۱/۳۵۹۔

[2] شذرات الذھب ۳/۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عیسیٰ بن مینا قالون مدنیؒ

نام ونسب عیسیٰ نام، ابوموسیٰ کنیت اور قالون لقب تھا، شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے:۔

ابوموسیٰ عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالصمد بن عمر بن عبداللہ الزرقی مدنی ہے۔[1]

صاحب شجرہ سبعہ قرأت نے عیسیٰ بن عبدالصمد کے بجائے عیسیٰ بن عبدالرحمٰن لکھا ہے[2]، صحیح عبدالصمد ہی ہے کیونکہ علامہ ذہبی، ابن الجزری اور یاقوت رومی وغیرہ نے عبدالصمد ہی کا ذکر کیا ہے۔

لقب انکا لقب قالون ہے یہ لقب انکے شیخ امام نافع بن ابونعیم مدنی نے انکے تبحر علمی اور فن قرأت میں جامع کمالات ہونے کی بناپر دیا تھا قالون رومی زبان میں جید عمدہ اور پسندیدہ چیز کو کہتے ہیں[3] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لقب قالون کو امام مالک نے دیا تھا[4] لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

امام قالون امام نافع مدنی کے پروردہ اور محبوب ترین شاگرد تھے علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔

انہ ربیب نافع[5] وہ نافع کے ربیب تھے۔

---

[1] یاقوت رومی، معجم الادباء ۶/۱۰۳، مکتبہ ھندیہ بالموسکی مصر ۱۹۱۲ء و علامہ ابن الجزری غایۃ النہایہ ۱/۶۱۵ مکتبہ الخانجی مصر ۱۹۳۲ء

[2] شجرہ سبعہ قرأت ص ۱۱ ـ مطبع مجیدی دہلی۔

[3] التیسیر ص ۴ معرفۃ القراء الکبار ۱/۱۵۵ و معجم الادباء ۶/۱۰۴ و الاعلام ۵/۱۱۰۔

[4] حافظ ابوشامہ، ابراز المعانی ص ۲۰ بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ ص ۷۵۔

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قالون کو اسی لقب سے دائمی شہرت و مقبولیت ملی[1]۔ خود امام قالون کا بیان ہے کہ جب میں اپنے شیخ امام نافع مدنی کے سامنے قرأت کرتا تو وہ مجھے قالون کہتے تھے[2]۔ لیکن عبداللہ بن علی کا بیان ہے کہ امام نافع، عیسٰی بن مینا کو قالون اسلئے کہتے تھے کہ وہ اصلاً رومی النسل تھے یاقوت رومی کا بھی یہی خیال ہے[3]، درست بھی یہی ہے کہ قالون رومی ہی کو کہتے ہیں یونانی قدماء و متاخرین دونوں نے قالون کا استعمال کیا ہے جسکے معنی جمیل اور طیب کے ہیں۔

خیرالدین زرکلی نے عبداللہ بن عمر کا ایک واقعہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ انکی ایک رومی النسل باندی تھی جس سے وہ شدید محبت کرتے تھے ایک مرتبہ وہ زمین پر گر گئی تو انھوں نے اسے قالون کہا اور یہ شعر پڑھا ؎

قد کنت اجنبی قالون فانطلقت فالیوم اعلم انی غیر قالون[4]

ولادت و وطن اور خاندان

امام قالون مدنی ۱۲۰ھ میں مدینہ میں بزمانہ ھشام بن عبدالملک پیدا ہوئے[5]، اور یہی آپ کا وطن بھی ہے جو تمام شہروں میں محترم ہے قالون اسی نسبت سے مدنی کہے جاتے ہیں۔

امام قالون دراصل رومی نژاد تھے انکے جداعلیٰ عبداللہ اسیران روم میں سے تھے جو فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں گرفتار کر کے لائے گئے تھے جب انھیں فاروق اعظمؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انھوں نے عبداللہ کو ایک انصار کے ہاتھوں فروخت کر دیا قالون انھیں کی اولاد اور انصار کے آزاد کردہ غلام تھے[6]۔ لیکن علامہ ذہبیؒ نے بنو زہرہ کا آزاد کردہ غلام بتایا ہے[7]، ممکن ہے

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۶۱۵۔ [2] الاعلام ۵/ ۱۱۰۔ [3] معجم الادباء ۶/ ۱۰۴۔

[4] الاعلام ۵/ ۱۱۰۔

[5] غایۃ النہایہ ۱/ ۶۱۵ و معجم الادباء ۶/ ۱۰۴

[6] ایضاً و مولانا محمد اسحاق بھٹی۔ مضمون "چند قراء" ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۵۔

[7] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنو زہرہ انصار کے کسی قبیلہ کی شاخ کا نام ہو اور علامہ ذہبیؒ نے انصار کے بجائے بنو زہرہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہو۔

تحصیل علم اور شیوخ امام قالون نے جب دنیا میں آنکھیں کھولیں تو مدینہ منورہ کا ہر گھر قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونج رہا تھا اور ہر گھر گویا بذات خود دارالعلوم بنا ہوا تھا امام قالون کی اسی ماحول میں نشو ونما اور پرورش و پرداخت ہوئی ۱۵۰ھ میں بزمانہ منصور امام نافع بن ابونعیم مدنی سے قرآن پاک کی تعلیم کی تحصیل شروع کی امام نافع مدنی اسوقت مدینہ طیبہ کی مسند قرأت پر جلوہ افروز تھے انکی فنی مہارت اور علم وفضل کا شہرہ چہار سو تھا امام قالون چونکہ انکے ربیب تھے[1] اس لیے انکو فیضیابی کا موقع بھی زیادہ ملا اور بجا طور پر وہ صاحب نافع کہلائے، علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔

لم یزل یقرأ علی نافع حتی مھر وحذق[2] — امام قالون امام نافع سے مستقل پڑھتے رہے یہاں تک کہ فن قرأت میں بڑی مہارت کے حامل ہوگئے۔

امام قالون متواتر پچاس سال یعنی تیس سال دوران تعلیم اور بیس سال حصول علم کے بعد امام نافع کو قرآن پاک سناتے اور فن قرأت کے رموز ونکات سمجھتے رہے، قالون جب تلاوت کرتے تھے تو امام نافع مدنی جھوم اٹھتے اور فرط مسرت سے قالون اور ان کے فن کی تعریف کرتے۔

امام نافع کے علاوہ قالون نے عیسٰی بن وردان سے عرضاً فن قرأت کی تحصیل کی[3]۔

درس وتدریس اور تلامذہ قالون تکمیل قرأت کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہوگئے، عثمان بن خرزاد کا بیان ہے کہ خود امام قالون نے مجھ سے کہا کہ جب میں امام نافع مدنی سے بے شمار بار قرآن پڑھ چکا تو امام صاحب نے فرمایا تم مجھ سے کب تک

---

[1] ایضاً۔
[2] ایضاً۔
[3] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے رہوگے اب تم ایک جگہ بیٹھو تاکہ میں تمہارے پاس طالب علموں کو بھیجوں[1] اس کے بعد امام قالون درس و تدریس میں مصروف ہوگئے اور بہت سے لوگوں نے ان سے اپنی علمی تشنگی بجھائی، علامہ ذہبی لکھتے ہیں :-

وتبتل لاقراء القرآن والعربية[2] امام قالون قرآن وعربیت کی تعلیم میں یکسو ہوگئے۔

انکے چند نامور تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

قاضی ابواسحاق بن اسحاق بن اسماعیل[3] (۱۹۹ / ۲۸۲ھ) ابوجعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم بغدادی (م ۲۵۸ھ) ابوالحسن احمد بن یزید حلوانی (م ۲۵۰ھ) ابراہیم بن حسن کسائی، ابراہیم بن محمد مدنی، احمد بن صالح مصری، حسن بن علی الشحام، حسن بن عبداللہ المعلم، سالم بن ہارون ابوسلمان، عبداللہ بن عیسی مدنی، عبیداللہ بن محمد العمری، عثمان بن خرزاد، محمد بن عبدالحکیم القطری محمد بن عثمان ابومروان عثمانی، مصعب بن ابراہیم، موسی بن اسحاق القاضی، زبیر بن محمد عبداللہ الزبیری، عبداللہ بن فلیح اور خود امام قالون کے دونوں صاحبزادے ابراہیم اور محمد وغیرہ[4]

سلسلہ قرأت

امام قالون مدنی نے امام نافع مدنی سے قرآن پڑھا انھوں نے امام ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی سے پڑھا اور انھوں حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا جنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا اور پڑھا تھا، اسطرح امام قالون مدنی کی قرأت چار واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔

امامت و مرجعیت

امام قالون مدنی نہ صرف فن قرأت کے ماہر و مشاق تھے بلکہ نحو و عربیت میں بھی ممتاز تھے۔ تذکرہ نگاروں نے انکا شمار مدینہ منورہ کے علماء قراء اور نحاۃ میں کیا ہے، علامہ دانی نے انکو معلم العربیہ لکھا ہے[5]، انھیں گوناگوں خصوصیات کیوجہ سے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے مقتدی، امام اور تمام تر توجہات کا مرکز بن

---

[1] ایضاً ۱/۱۵۶ و غایة النہایہ ۱/۶۱۵۔ [2] معرفة القراء ۱/۱۵۶۔

[3] مصنف کتاب القرأت، واحکام القرآن و معانی القرآن

[4] غایة النہایہ ۱/۶۱۵ و معرفة القراء ۱/۱۵۶۔ [5] التیسیر ص ۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے، امام نافع مدنی کی وفات کے بعد مدینہ منورہ کی مسند قرأت پر بحیثیت امام القراء جلوہ افروز ہوئے اور ستر سال تک اس پر فائز رہے اور شیخ القراء اور امام القراء جیسے القاب سے نوازے گئے، قاری ابوالحسن اعظمی لکھتے ہیں :۔

"امام نافع کے بعد آپ ہی پر اہل مدینہ کا اجماع ہوا اور آپ ہی وہاں کے امام القراء ہوئے"[1]

انکی عظمت شان اور علو مرتبہ پر ائمہ فن کا اتفاق ہے، علامہ ذہبی لکھتے ہیں :۔

امام فی القرأۃ فثبت واما فی الحدیث فیکتب حدیثہ فی الجملۃ[2]

قرأت میں امامت مسلم ہے اور علم حدیث میں فی الجملہ انکی حدیث لکھی گئیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

حجۃ فی القرأۃ[3]

امام قالون فن قرأت میں حجت تھے۔

خیرالدین زرکلی لکھتے ہیں :۔

انتهت الیہ الریاسۃ فی علوم العربیۃ والقرأۃ فی زمانہ بالحجاز[4]

ان کے زمانہ میں حجاز میں عربی علوم اور علم قرأت کی صدر نشینی ان پر ختم تھی۔

ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[5] ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ قالون کے سامنے قرآن پاک پڑھا جاتا تو پڑھنے والوں کے ہونٹوں کی حرکت سے یہ معلوم کر لیتے تھے کہ قاری سے غلطی کا ارتکاب کہاں ہوا ہے پھر ان کی اصلاح فرماتے حالانکہ وہ گراں گوش تھے[6]

---

[1] قاری ابوالحسن اعظمی، علم قرأت اور قراء سبعہ ص ۷۵، نیو پرنٹنگ پریس دیوبند۔
[2] علامہ ذہبی، میزان الاعتدال ۳/ ۳۱۹ مطبع السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ۔
[3] ابن العماد حنبلی، شذرات الذہب ۲/ ۴۸ مکتبۃ القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ وعلامہ جلال الدین سیوطی، حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ۱/ ۲۴ مکتبہ الشریفیہ مصر۔ [4] الاعلام ۵/ ۱۱۰۔
[5] معرفۃ القراء ۱/ ۱۵۹۔
[6] غایۃ النہایہ ۱/ ۶۱۶ وابن حجر عسقلانی، لسان المیزان ۴/ ۴۰۸ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن والاعلام ۵/ ۱۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرامت امام قالون مدنی اسقدر گراں گوش بلکہ حس سماعت سے محروم تھے کہ اگر انکے کان کے پاس بجلی بھی کڑکتی تو بھی انکو احساس نہ ہوتا لیکن عجیب بات ہے کہ قرآن پاک وہ بالکل صاف اور عمدہ اور اچھی طرح سن سکتے تھے، ابو محمد بغدادی کا بیان ہے کہ قالون ایسے صم تھے کہ باجہ کی آواز بھی نہیں سنتے تھے لیکن جب کوئی قاری قرأت کرتا تھا تو اسکو سن لیتے تھے اور اگر کوئی شخص قرآن کی تلاوت کے دوران غلطی کرتا تو فوراً ٹوک دیتے[1] یاقوت رومی رقمطراز ہیں :۔

اصم لا یسمع البوق وکان اذا قرأ علیہ قاری القم اذنہ فاہ یسمع قرأتہ[2]

وہ سماعت سے ایسے محروم تھے کہ باجہ کی آواز بھی نہ سنتے مگر پڑھنے والے کے ہونٹ سے یہ جان جاتے کہ کہاں غلطی ہوتی ہے۔

صاحب سوانح قرار سبعہ لکھتے ہیں :۔

"کانوں کے بہرے ہونے کے باوجود قرآن پاک سننے میں ذرا بھی رکاوٹ اور تکلف محسوس نہیں کرتے تھے یہ قرآن پاک کا معجزہ اور آپ کی کرامت تھی[3]

فن حدیث امام قالون کو حدیث پاک سے بھی شغف و تعلق تھا اس فن کی تحصیل اپنے شیخ امام نافع مدنی، محمد بن جعفر بن ابی کثیرہ اور عبدالرحمٰن بن ابوالزناد وغیرہ سے کی اور ان سے محمد بن اسماعیل بخاری، قاضی اسماعیل، موسیٰ بن اسحاق انصاری، ابو ذرعہ رازی، ابراہیم بن دیزیل، محمد بن عبدالحکیم القطری، اور عثمان بن خرزاذ الانطاکی وغیرہ نے سماع کیا[4] لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث سے تعلق ہونے کے باوجود وہ اس فن کے آدمی نہ تھے، احمد بن صالح مصری سے قالون کی احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ وہ ہر ایک سے روایت کرتے ہیں[5]

شہرت و مقبولیت امام قالون نے اپنی علمی جلالت کیوجہ سے بڑی شہرت و مقبولیت پائی، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ قالون کی عمر و شہرت دونوں بہت دراز

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۶۱۶۔ [2] معجم الادباء ۶/۱۰۳۔
[3] سوانح قرار سبعہ ص ۳۔
[4] میزان الاعتدال ۲/۲۱۹ و لسان المیزان ۴/۴۰۷ و معرفۃ القراء ۱/۱۵۶۔
[5] ایضاً و شذرات الذہب ۲/۴۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئی، خیرالدین زرکلی لکھتے ہیں :-

احد القراء المشهورين من اهل المدينة[1] — وہ اہل مدینہ کے یکے از مشہور قراء تھے۔

وفات امام قالون نے پوری زندگی خدمت قرآن پاک میں صرف کی اور سو سال کی عمر میں ۲۲۰ھ/۸۳۵ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی[2] اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیئے گئے۔

وفات سے متعلق ۱۹۷ھ اور ۲۰۵ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں[3] مگر علامہ ذہبی نے اسے غلط قرار دیا ہے[4]

اولاد و احفاد ان کے دو صاحبزادوں ابراہیم اور محمد کا ذکر ملتا ہے[5]

---

[1] الاعلام ۱۱۰/۵-

[2] التیسیر ص ۴ و غایۃ النہایہ ا/۶۱۶ وشذرات الذھب ۴۸/۲ ومرأۃ الجنان ۸۰/۲ ومعرفۃ القراء ا/۱۵۶-

[3] ایضاً ومعجم الادباء ۱۰۴/۶، وحسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ا/۲۰۷-

[4] معرفۃ القراء ا/۱۵۵-

[5] معرفۃ القراء ا/۱۵۶ وحاشیہ الاستکمال ص ۱۰۰-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عثمان بن سعید ورش مصریؒ

نام ونسب عثمان نام، ابو سعید کنیت؛ ورش لقب اور شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے :-

عثمان بن سعید بن عدی بن غزوان بن داؤد بن سابق قبطی مصری[1]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم ہیں[2]، مگر یاقوت الرومی نے اول الذکر ہی کو زیادہ مشہور قرار دیا ہے[3]۔

ورش کی کنیت میں بھی اختلاف ہے کسی نے ابو سعید کسی نے ابو القاسم اور کسی نے ابو عمرو بتایا ہے لیکن علامہ ابن الجزری نے ابو سعید ہی کو امام ورش کی کنیت قرار دیا ہے[4]، یاقوت رومی نے بھی اسی کنیت کو زیادہ مشہور لکھا ہے[5]۔

امام ورش آل زبیرؓ بن العوام کے آزاد کردہ غلام اور اصلاً قبطی تھے[6]، بعض لوگوں نے افریقی لکھا ہے[7]، لیکن وہ اس کا کوئی معقول سبب نہیں بتا سکے ہیں۔

لقب امام عثمان بن سعید کا لقب ورش تھا اس لقب کی توجیہہ میں کئی دلچسپ اقوال ہیں

---

[1] یاقوت الرومی، معجم الادباء ۵/۳۳ مطبع ہندیہ بالموسکی مصر۔

[2] غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲۔

[3] معجم الادباء ۵/۳۳۔

[4] غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲۔

[5] معجم الادباء ۵/۳۳۔

[6] ابن العماد حنبلی، شذرات الذہب ۱/۳۴۹ مکتبۃ القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء۔

[7] معرفۃ القراء ۱/۱۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً یہ لقب ان کے شیخ امام نافع بن ابونعیم مدنیؒ نے ان کی سرخ و سفید رنگت کی وجہ سے دیا تھا،[1] لغت میں ورش ابیض اللون کو کہتے ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام نافع مدنی انہیں ورشان کہا کرتے تھے، مثلاً ورشان کہاں ہیں، ورشان آؤ، ورشان پڑھو وغیرہ[2] علامہ دمیری کا بیان ہے کہ امام ورش چونکہ بڑے خوش آواز تھے اس لیے امام نافع مدنی انہیں ورشان کہا کرتے تھے جو ان کا لقب ہو گیا اور کثرت استعمال کی وجہ سے الف اور نون ساقط و حذف ہو گیا اور صرف لفظ ورش باقی رہ گیا[3] کہا جاتا ہے کہ ورشان ایک معروف چڑیا ہے[4] جسے بعض لوگوں نے کبوتر اور قمری نر لکھا ہے[5]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ورش ایک چیز ہے جو دودھ سے تیار کی جاتی ہے[6] یا یہ کہ یہ پنیر یا پنیر کے قسم کی کوئی چیز ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ امام ورش پست قد ہونیکے باوجود مختصر لباس پہنتے تھے جس سے انکی پنڈلیاں صاف نظر آتی تھیں جسے دیکھکر امام نافع مدنی انہیں ورشان کہا کرتے تھے[7] لیکن ان تمام اقوال میں زیادہ صحیح یہی ہے کہ امام ورش زیادہ گورے تھے اور اسی رنگت کیوجہ سے انہیں انکے شیخ امام نافع بن ابونعیم مدنیؒ نے یہ لقب دیا تھا، یہی خیال علامہ سیوطی اور ابن العماد حنبلی کا بھی ہے[8] قاری حبیب اللہ صاحب لکھتے ہیں :۔

---

[1] ایضاً و معجم الادباء ۵/۳۳ ۔

www.kitabosunnat.com

[2] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲ ۔

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۵۲ و حیاۃ الحیوان ص ۔

[4] معجم الادباء ۵/۳۳ و معرفۃ القراء ۱/۱۵۳ ۔

[5] محمد اسحاق بھٹی، مضمون چند قراء ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۸ ۔

[6] معجم الادباء ۵/۳۳ و غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲ ۔

[7] ایضاً ۔

[8] حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ۱/۲۰۷ و شذرات الذہب ۱/۳۴۹ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"زیادہ سفید یا گورا رنگ ہونے کیوجہ سے امام نافع نے آپ کو ورش کا لقب دیا تھا"۔[1]

بہرحال یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اصل نام کے بجائے انکی شناخت ہی اس لقب سے ہونے لگی خود امام ورش کو اپنے نام کی بہ نسبت یہ لقب زیادہ پسندیدہ تھا علامہ ابن الجزری کا بیان ہے کہ امام ورشؒ اس لقب سے بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ یہ میرے استاد کا عطا کیا ہوا ہے[2]

ولادت و وطن امام ورش کی ولادت سن ۱۱۰ھ ۷۲۸ء میں بزمانہ خلافت ھشام بن عبدالملک مصر میں ہوئی[3] علامہ سیوطی (م سن ۹۱۱ھ) نے امام ورش کا سنہ ولادت سن ۱۱۵ھ لکھا ہے[4]، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام ورش کی ولادت کے بارے میں تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ انکی ولادت سن ۱۱۰ھ میں ہوئی، علامہ سیوطی نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی وجہ اور دلیل بھی پیش نہیں کی ہے۔

حصول علم اور شیوخ امام ورش مصری کی ابتدائی تعلیم کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ملتی ہیں سن ۱۵۵ھ یعنی ۴۵ سال کی عمر میں منصور کے دور خلافت میں امام نافع بن ابونعیم مدنیؒ سے تحصیل علوم قرآنی کیلئے مصر سے مدینہ منورہ کا رخ کیا[5]، امام نافع مدنی کے یہاں کثرت طلبہ کیوجہ سے کسی شخص کو پڑھنے کا موقع بمشکل ہی ملتا تھا اور اگر کسی خوش بخت کو موقع ملتا بھی تو تیس آیات قرآنی سے زیادہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی امام ورش کو اپنی تعلیم کیلئے بعض لوگوں کی سفارش پیش کرنی پڑی اور کہا کہ یہ شخص

---

[1] سوانح قراء سبعہ ص ۳-۴۔

[2] غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲ و معرفۃ القراء ۱/۱۵۳۔

[3] ایضاً و شذرات الذھب ۱/۳۴۹۔

[4] حسن المحاضرہ ۱/۲۰۷۔

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۵۳ و غایۃ النہایہ ۱/۵۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاجی یا تاجر نہیں محض حصول قرأت کی غرض سے مصر سے مدینہ آیا ہے امام نافع مدنی نے کہا کہ آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ میں مہاجرین و انصار کی اولاد کی تعلیم کیوجہ سے کتنا عدیم الفرصت رہتا ہوں جب زیادہ اصرار کیا گیا تو رات کو مسجد نبویؐ میں رہنے کی تاکید کی اور جب فجر کے پہلے امام نافع مدنیؒ مسجد میں تشریف لائے تو دریافت کیا کہ وہ مصری کہاں ہے؟ ورش حاضر ہوئے تو انھوں نے کچھ اصول و قواعد بتاتے اور پڑھنے کا حکم دیا اور جب امام ورش تیس ۳۰ آیتیں پڑھ چکے تو خاموش ہو جاتے کا حکم دیا بعدازاں انکے تلامذہ میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا اے شیخ اللہ آپکو عزت دے ہم آپ کے ساتھ مدینہ منورہ ہی میں رہتے ہیں اور یہ شخص مصر سے ہجرت کر کے آپکے پاس صرف حصول علم قرأت کیلئے آیا ہے لہذا میں اپنے اوقات میں سے دس ۱۰ آیات بقدر وقت اس کو دیتا ہوں پھر اسی طرح ایک اور نوجوان طالب علم نے ایثار و ہمدردی کا جذبہ دکھلایا جس کے بعد امام ورش نے بیس ۲۰ آیتیں اور پڑھیں، اسی طرح پچاس پچاس ۵۰ آیتیں کر کے کئی بار قرآن پاک پڑھا[1] اور بڑی مہارت و صلاحیت پیدا کی۔

یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ امام ورش نے فرمایا کہ میں امام نافع مدنی کے سامنے قرآن پاک کا ساتواں حصہ پڑھتا تھا اور میں نے سات دنوں میں قرآن ختم کیا اور برابر ایسا ہی کرتا رہا یہانتک کہ ایک ماہ میں چار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا اور واپس ہو گیا[2]

تذکرہ نگاروں نے امام نافع مدنی کے علاوہ کچھ اور شیوخ کا بھی تذکرہ کیا ہے، ہذلی کا بیان ہے کہ امام ورش نے کچھ کلمات کی روایت عبداللہ بن عامر الکنیزی، اسماعیل قسط، عباس بن ولید سے ابن عامر کی سند سے اور حفصؒ سے امام عاصم کوفی کی سند سے کیا ہے اور عبدالوارث سے ابوعمرو کی سند سے اور حمزہ بن قاسم الاحول سے امام حمزہ کی سند سے کیا ہے لیکن یہ بات علامہ ابن الجزری کے خیال میں درست نہیں ہے[3]

---

[1] معجم الادباء ۵/۳۴ و معرفۃ القراء ۱/۱۵۲۔

[2] غایۃ النہایہ ۱/۵۰۳۔ [3] ایضاً ۱/۵۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمی تبحر اور فن قرأت میں بلند پائیگی

امام ورش مصریؒ اپنے علم وفضل اور تبحرد جامعیت کیلئے دیار مصر میں بہت مشہور و ممتاز اور نمایاں تھے بیالیس سال تک علم قرأت وتجوید کی خدمت کی علاوہ ازیں لغت وعربیت اور نحو میں بھی وافر مقام تھا، ابن العماد حنبلی رقمطراز ہیں :-

وکان ماهرا فی العربیة[1] — امام ورش عربیت کے بھی ماہر تھے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے امام ورش کو نحوی بھی لکھا ہے یوسف الازرق کا بیان ہے کہ امام ورش نے جب نحو میں مہارت حاصل کرلی تو علم قرأت کیطرف متوجہ ہوئے اور اس فن کی بڑی خدمت کی مدۃ العمر اسکی ترویج واشاعت میں منہمک رہے اس فن میں انکا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے، علامہ ذہبی اور علامہ ابن الجزری کا بیان ہے کہ :-

وکان ثقة حجة فی القراءۃ[2] — امام ورش علم قرأت میں ثقہ اور حجت تھے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

شیخ القراء المحققین وامام اهل الاداء المرتلین، انتهت الیه رئاسة القراء بالدیار المصریة فی زمانه[3] — محقق قراء کے شیخ اور صاحب ترتیل واداء کے امام تھے ان کے زمانہ میں ریاست قرأت انہی پہ ختم ہوتی تھی۔

علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں :-

وقال عیسی ثم عثمان ورشهم بصحبته المجد الرفیع تاثلا

ترجمہ : امام عیسیٰ پھر امام عثمان جو ورش ہیں امام نافع کی صحبت کی وجہ سے بلندی اور بزرگی حاصل کی،

تلامذہ اور راوی قرأت

صاحب طبقات وتذکرہ نے امام ورش کو کثیر التلامذہ لکھا ہے، چند ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

---

[1] شذرات الذهب ۱/۳۴۹ -
[2] غایة النهایه ۱/۵۰۲ ومعرفة القراء ۱/۱۵۳ -
[3] شذرات الذهب ۱/۳۴۹ وغایة النهایه ۱/۵۰۲ -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن صالح الحافظ، داؤد بن ابی طیبہ، ابوالربیع سلیمان بن داؤد المھری، عامر بن سعید، ابوالاشعث الجرشی، عبدالصمد بن عبدالرحمٰن بن القاسم، محمد بن عبداللہ بن یزید مکی، یونس بن عبدالاعلی، ابومسعود اسود اللون، عمرو بن یسار وغیرہ[1]

ان کے علاوہ عبداللہ بن وھب اور اسحاق بن حجاج وغیرہ نے بھی فن قرأت کی سماعت کی[2]

امام ورش مصریؒ کے سب سے مشہور اور نامور تلامذہ میں یوسف الازرق کا شمار ہوتا ہے جو امام ورش کی وفات کے بعد مسند قرأت پر متمکن ہوئے اور امام ورش ہی کی قرأت کی ترویج واشاعت کی اور انھیں کی قرأت کے راوی کہلائے۔

امام ابویعقوب یوسف بن عمر بن یسار الازرق مصری ثقہ، صادق، ضابط اور صاحب اتقان تھے امام ورش سے بیسٹ مرتبہ تحقیق وحدر کے ساتھ قرآن پڑھا خود کہتے ہیں کہ جب امام ورش کے پاس تھا تو ترتیل وتحقیق سے پڑھتا تھا اور جب انکے ساتھ اسکندریہ گیا تو حدر کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا، خزاعی کا بیان ہے کہ اہل مغرب ان کے سوا روایت ورش کا کوئی طریقہ جانتے ہی نہ تھے، ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

خوش الحانی

اہل مصر مدتوں سے اپنی خوش آوازی اور ترنم کیلئے پورے عالم میں امتیازی شان رکھتے ہیں، امام ورش اس مصری امتیاز کے اعلیٰ نمونہ تھے بڑی ہی خوش الحانی اور تحقیق سے قرآن پاک پڑھنے والے تھے دمیری کا بیان ہے کہ امام ورشؒ بڑے ہی خوش آواز تھے یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ امام ورش کی قرأت عمدہ تھی اور وہ نہایت ہی خوش آواز تھے جب مد، تشدید، اعراب ادا کرتے تھے تو سامعین اکتاتے نہ تھے، سید کلیم اللہ حسینی لکھتے ہیں:۔

"انکی روایت میں تمام مدود طویل ہیں جو مصریوں کی جسامت اور بلند آواز سے

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۵۳ وغایۃ النہایہ ۱/۵۰۲

[2] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسبت رکھتے ہیں اس لیے ان خصوصیات کیوجہ سے مصری عموماً ورش ہی کی روایت سے خوب تلاوت کلام پاک کرتے ہیں، ورش نہایت خوش الحان اور جید قاری تھے"۔

خود امام ورش کا بیان ہے کہ میں اچھی اور بلند آوازہ والا تھا، جب میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو میری آواز سے مسجد نبوی گونج اٹھی[1]

حلیہ امام ورش مصری کے حلیہ کے متعلق فاضل دمیری نے حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ عثمان بن سعید پستہ قد سرخ رنگ اور فربہ اندام تھے اور آنکھیں کرنجی تھیں، علامہ ذہبی اور علامہ ابن الجزری نے بھی یہی لکھا ہے[2]

امام ورش چھوٹا لباس پہنتے تھے اور چھوٹے لباس کیوجہ سے جب چلتے تھے تو انکی پنڈلیاں صاف نظر آتی تھیں[3] علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ امام ورش اچھے کپڑے پہنتے تھے[4]

وفات امام ورش مصری کی وفات ۱۹۷ھ/۸۱۲ء میں بعمر ستاسی سال مصر میں مامون کے دور خلافت میں ہوئی[5] اور موضع قرافہ صغری کی خاک کا پیوند ہوئے کسی تاریخ گو نے تاریخ وفات عالم دانا سے نکالی ہے۔

علامہ ابن القاصح بغدادی کا بیان ہے کہ مشہور ہے کہ امام ورش کی قبر قرافہ میں ہے[6] علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ جب میں مصر کے سفر پر تھا تو میرے احباب نے امام ورش کی قبر کے بارے میں بتایا اور مجھکو قرافہ صغری لے گئے تو میں نے اس کی زیارت کی[7]

---

[1] معجم الادباء ۵/۳۴ و معرفۃ القراء ۱/۱۵۳۔

[2] ایضاً وغایۃ النہایہ ۱/۵۰۲ وحیاۃ الحیوان ص ۲۰۷۔ [3] ایضاً۔

[4] معرفۃ القراء ۱/۱۵۳۔

[5] ایضاً وعلامہ دانی، التیسیر ص ۴ وغایۃ النہایہ ۱/۵۰۳ ومعجم الادباء ۵/۳۳

[6] سراج القاری المبتدی ص ۹ دار الفکر مصر

[7] غایۃ النہایہ ۱/۵۰۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عبداللہ ابن کثیر مکیؒ

امام عبداللہ ابن کثیر مکی صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ ابن السائب مخزومی کے شاگردوں میں ہیں، یہ اپنے علم وفضل اور گوناگوں اوصاف وکمالات کے اعتبار سے مختلف علوم وفنون خصوصاً علم قرأت میں درجہ امتیاز پر فائز تھے۔ بے شمار طالبان علم ان سے مستفید ہوئے ان کی عظمت وبلند پائیگی کے سبب ان کا شمار جلیل القدر ائمہ قرأت میں کیا جاتا ہے، مشہور ومتواتر قرأتوں میں سے ایک قرأت ان سے ثابت ومنسوب ہے، ان کا درجہ ومرتبہ نہ صرف فن قرأت میں مسلّم ہے بلکہ انہیں لغت وعربیت اور حدیث میں بھی اہم مقام حاصل ہے۔

یہ علم وعمل کے مجمع البحرین تھے عبادت وریاضت اور زہد وورع میں سلف کا بہترین نمونہ تھے ان کے تابعی ہونے کا ذکر عام طور سے ملتا ہے[1] اور تابعین میں ان کا شمار تیسرے طبقہ میں کیا جاتا ہے[2]

ان کے تذکرہ سے طبقات وتراجم اور رجال کی کتابیں معمور ہیں لیکن تعجب ہے کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ان پر جو مقالہ شامل ہے اس کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ "اس کے بارے میں ہماری معلومات محض اس بیان پر مبنی ہے جو کسی گمنام شخص نے لکھا ہے اور برلن کے مخطوطہ میں موجود ہے[3]"

اس تحریر کو ہم محض ناواقفیت اور بے خبری پر محمول کرسکتے ہیں، یہاں ہم قدرے تفصیل

---

۱ التیسیر ص ۴ ۲ وفیات الاعیان ۱/۲۴۸۔

۳ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۶۵۴ دانش گاہ پنجاب لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ان کے حالات و سوانح قلمبند کرتے ہیں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ امام ابن کثیر کے حالات و سوانح اور علمی جلالت اور قدر و منزلت پر تذکرہ نگاروں نے کس درجہ توجہ مبذول کی ہے۔

نام و نسب عبداللہ نام، ابو معبد کنیت اور شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔
عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز داری مکی[1]

ان کے نسب میں قدرے اختلاف ہے امام بخاری اور علامہ ابو عمرو دانی نے عبداللہ بن کثیر بن عمرو کی جگہ عبداللہ بن کثیر بن عبدالمطلب بتایا ہے[2]

ان کی کنیت میں بھی قدرے اختلاف ہے مثلاً ابو سعید، ابو عبداللہ اور ابو بکر یہ تینوں کنیتیں بیان کی ہیں[3]، لیکن ابن خلکان، یافعی، اور ابن الجزری نے ابو معبد ہی بیان کیا ہے اور اسی کو درست قرار دیا ہے[4]

نسبت امام ابن کثیر مکی کو داری کہا جاتا ہے اور اس نسبت کی کئی وجہیں بیان کی گئی ہیں امام اصمعی کا بیان ہے کہ داری اس شخص کو کہتے ہیں جو کسب معاش سے بے نیاز ہو[5] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دارین کی طرف نسبت ہے۔ دارین بحرین کے ایک گاؤں کا نام ہے جہاں خوشبو کی پیداوار ہوتی ہے[6]، علامہ ذہبی نے دارین کو ہندوستان کے نواح میں ایک علاقہ کا نام بتایا ہے[7] مگر یہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ ہندوستان کے نواح میں اس نام کی کوئی بستی نہیں ہے دراصل یہاں علامہ ذہبی سے سہو ہوا ہے کیونکہ دارین بحرین کے ایک گاؤں کا نام ہے[8] تیسرا قیاس یہ ہے کہ ابن کثیر دار ابن

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۴۴۳ [2] ایضاً

[3] الفہرست ص ۴۲ و دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۶۵۳۔

[4] تاریخ ابن خلکان ۱/۲۴۸ و غایۃ النہایہ ۱/۴۴۳ و مرآۃ الجنان ۱/۲۵۷

[5] غایۃ النہایہ ۱/۴۴۳ [6] ایضاً

[7] معرفۃ القراء الکبار ۱/۸۶

[8] غایۃ النہایہ ۱/۴۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہانی بن حبیب بن عمارہ کی اولاد میں سے تھے، ابن ہانی کا تعلق مکہ مکرمہ کے مشہور قبیلہ تمیم سے تھا[1]، لیکن یہ قیاس آرائیاں ہیں جو حقیقت سے دور ہیں علامہ ابن الجزری نے بھی اسکی تردید کی ہے لکھتے ہیں۔

وقیل له الداری لانه کان عطارا والعطار تسمیة العرب[2]

امام ابن کثیر مکی کو داری اسلئے کہتے ہیں کہ یہ عطار تھے اور عطار کو اہل عرب داری کہتے ہیں۔

ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں:۔

وکان عطارا بمکة واهل مکة یقولون العطار داری[3]

امام ابن کثیر مکہ کے عطار تھے اور اہل مکہ عطار کو داری کہتے ہیں۔

علامہ ذھبی کا بیان ہے کہ داری عطار کو کہتے ہیں[4]۔

ولادت و وطن امام ابن کثیر مکیؒ مکہ معظمہ میں ۴۵ھ / ۶۶۵ء میں بزمانہ حکومت حضرت امیر معاویہؓ پیدا ہوئے[5] اصلاً فارسی النسل تھے[6] علامہ ذھبی لکھتے ہیں:۔

وابن کثیر من ابناء فارس الذین بعثهم کسری الی صنعا فطردوا عنها الحبشة[7]

ابن کثیر ان فارسیوں میں سے تھے جنھیں کسریٰ نے صنعا بھیج دیا تھا پھر یہ لوگ جشہ بھیج دیئے گئے۔

ملا علی قاری رقمطراز ہیں:۔

وهو من ابناء فارس الذین بعثهم کسری فی السفن الی الیمن[8]

ابن کثیر ان فارس کی اولاد میں سے تھے جنھیں کسریٰ نے کشتیوں میں سوار کرکے یمن کی طرف روانہ کیا تھا۔

---

1 ایضاً۔ 2 ایضاً۔

3 ابن عسقلانی تہذیب التہذیب ۵/۳۶۷ دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۲۵ھ۔

4 معرفۃ القراء ۱/۸۶۔

5 ایضاً و وفیات الاعیان ۱/۴۴۸ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۰ھ۔

6 ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۸۶ و مرآۃ الجنان ۱/۲۵۷۔

7 معرفۃ القراء ۱/۸۶۔

8 ملا علی قاری، شرح شاطبی ص ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرزمین حجاز میں وہ بقول ابونعیم اصبہانی بنی عبدالدار کے آزاد کردہ غلام تھے،[1] لیکن یہ اس لیئے درست نہیں کہ اکثر تذکرہ نگاروں کی تحقیق کے مطابق وہ عمرو بن علقمہ الکنانی کے آزاد کردہ غلام تھے[2]

تعلیم وتربیت اور اساتذہ

امام ابن کثیر مکی نے بقول علامہ ابوعمرو الدانی اور علامہ ذہبی اور دوسرے تذکرہ نگاروں کے صحابی رسول حضرت عبداللہؓ بن السائب مخزومی اور متعدد اجلہ تابعین وائمہ علم وفن سے فن قرأت کی تحصیل وتکمیل کی،[3] ابن مجاہد نے بھی امام شافعی کی سند سے اس بیان کی توثیق کی ہے[4] لیکن حافظ ابوالعلا ہمدانی نے عبداللہؓ بن السائب مخزومی کی شاگردی کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی اور لکھا ہے کہ یہ بات ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہے[5] علامہ ابن الجزری نے یہ تو لکھا ہے کہ امام ابن کثیر نے کئی صحابہ کرام کا زمانہ پایا مگر عبداللہ بن السائب مخزومی سے حصول علم کو انھوں نے بھی بعید از قیاس قرار دیا ہے[6] مگر ملا علی قاری نے وضاحت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید سے متعلق تعدد روایات کے پیش نظر حضرت زیدؓ بن ثابت اور دوسرے اجلہ صحابہ کے ذریعہ آٹھ مصاحف نقل کروانے کے بعد انکو عالم اسلام کے مختلف مرکزوں جیسے مدینہ ، مکہ ، کوفہ ، بصرہ ، شام ، بحرین اور یمن میں بھجوائے اور حکم دیا کہ اب تمام لوگ اسی کے مطابق قرآن پڑھیں اور بقیہ مصاحف نذر آتش کر دیئے جائیں اس موقع پر مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن السائب مخزومی مصحف عثمانی لے کر آئے اور مکہ میں اس کے مطابق تعلیم دینے لگے یہیں عبداللہ بن کثیر مکی نے ان سے قرآن مجید پڑھا[7]

---

[1] تہذیب التہذیب ۵ / ۳۶۷ ۔ [2] التیسیر ص ۴ والفہرست ص ۴۲ ومعرفۃ القراء ۱ / ۸۶ سراج القاری المبتدی ص ۱۰ [3] تہذیب التہذیب ۵ / ۳۶۸ ومعرفۃ القراء ۱ / ۸۷ و غایۃ النہایہ ۱ / ۴۴۳ ومرآۃ الجنان ۱ / ۲۵۷ وسراج القاری ص ۱۰ [4] غایۃ النہایہ ۱ / ۴۴۳
[5] ایضاً [6] ایضاً
[7] ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ ابن السائب سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے علاوہ ابن کثیر نے جن اصحاب وشیوخ سے اپنی علمی تشنگی پوری کی اس فہرست میں بعض کبار تابعین کے بھی اسمائے گرامی شامل ہیں مثلاً امام عکرمہ مولی ابن عباس، ابوالزبیر، ابوالمنہال، عبدالرحمٰن بن معطم، عبداللہ بن زبیر، ابوایوب انصاری، انس بن مالک، ابوالحجاج مجاہد ابن جبیر، شیخ القراء درباس مولی ابن عباس وغیرہ[1]

سلسلہ قرأت امام ابن ابن کثیر مکی کی قرأت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک دو واسطوں سے پہونچتی ہے، ابن کثیر نے مجاہد ابن جبیر مکی، شیخ القراء درباس سے پڑھا تھا جنھوں نے حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ سے درس لیا تھا، اور ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان گوہر فشاں سے سنا اور پڑھا تھا اسطرح ابن کثیر کی روایت صرف دو واسطوں سے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن السائبؓ کے سلسلہ قرأت سے بھی ابن کثیر کی قرأت دو ہی واسطوں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے[2]

درس وتدریس امام ابن کثیر مکی کے درس وتدریس کا باقاعدہ ذکر نہیں ملتا لیکن انکے جلیل القدر تلامذہ کی تعداد کی کثرت سے گمان ہوتا ہے کہ انکے درس وافادہ کا حلقہ بہت وسیع رہا ہوگا۔

تلامذہ امام ابن کثیر مکی کے تلامذہ کثیر التعداد ہیں جن میں بعض جلیل القدر تابعین کے ساتھ دوسرے اور اہم علماء وفقہا اور قراء شامل ہیں چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ابوعمرو بن العلاء البصری، سفیان بن عیینہ، خلیل ابن احمد نحوی، شبل بن عباد،

---

[1] تہذیب التہذیب ۵/۳۶۷ وغایۃ النہایہ ۱/۴۴۳ ومعرفۃ القراء ۱/۸۷
[2] التیسیر ص ۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایوب، خثیم، حماد بن سلمہ، جریج ابن حازم، ابن ابی نجیح، ابن جریج، اسماعیل بن عبداللہ القسط، اسماعیل بن مسلم، جریر بن حازم، حارث بن قدامہ، حماد بن زید، خالد بن قاسم، سلیمان بن مغیرہ، صدقہ بن عبداللہ[1]، طلحہ بن عمر، عبداللہ بن زید بن یزید، عبدالملک بن جریج، علی بن الحکم، عیسٰی بن عمرو ثقفی، قاسم بن عبدالواحد، قزعہ بن سوید، قرۃ بن خالد، مسلم بن خالد، مطرف بن معقل، معروف بن مشکان، ہارون بن موسٰی، وہب بن زمعہ، لیلٰی بن حکیم، ابن ابوفدیک، ابن ابوملیکہ وغیرہ[2]

علامہ دانی نے ابن مجاہد کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ادریس شافعی امام ابن کثیر کے شاگرد تھے ابوجعفر ابن الباذش نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے مگر ابن الجزری اور ابن خلکان نے اسے اسلیئے غلط قرار دیا ہے کہ عبداللہ بن ادریں شافعی ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور امام ابن کثیر کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی اس لیئے یہ بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے[3]

لیکن ابوجعفر باذش کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ ابن کثیر کے بارے میں یہ کہنا کہ انکی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی ہے صحیح نہیں ہے اتنا تو محقق ہے کہ ابن ادریس نے ابن کثیر سے پڑھا یہ غلط فہمی اس لیے پیدا ہوئی کہ ۱۲۰ھ میں عبداللہ ابن کثیر کا انتقال نہیں ہوا بلکہ اس سنہ میں وفات پانے والے انکے ہم نام ایک دوسرے بزرگ عبداللہ بن کثیر القرشی ہیں[4]

لیکن علامہ ابن الجزری نے ابوعبداللہ الحافظ کی ایک تحریر سے یہ ثابت کیا ہے

---

[1] یہ شبل بن عباد کے صاحبزادے ہیں۔

[2] معرفۃ القراء ۱/۸۷ و تہذیب التہذیب ۵/۳۶۷ و غایۃ النہایۃ ۱/۴۴۲،۴۴۳۔۴۴۴۔ و شرح شاطبی ص ۱۲۔ [3] غایۃ النہایہ ۱/۴۴۴ و وفیات الاعیان ۱/۲۴۸۔

[4] غایۃ النہایہ ۱/۴۴۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

—— کہ عبداللہ ابن ادریس نے نہ تو ابن کثیر کو دیکھا ہے اور نہ ان سے پڑھا ہے[1] اسلئے وہ ابوجعفر باذش کی تاویل کو درست نہیں سمجھتے ہیں انکا کہنا ہے کہ عبداللہ ابن کثیر مکی اور عبداللہ ابن کثیر القرشی دونوں بزرگوں کا انتقال ۱۲۰ھ ہی میں ہوا ہے[2]

ناموں کے تشابہ سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کی ایک مثال اور بھی ہے جیسے ابو طاہر بن سوار وغیرہ نے مندرجہ ذیل شعر کو امام ابن کثیر مکی کی طرف منسوب کیا ہے۔

بنی کثیر کثیر الذنوب ففی الحل والبل من کاسبہ

لیکن علامہ شمس الدین ذہبی اور ابن الجزری کا بیان ہے کہ جو لوگ اسے عبداللہ بن کثیر داری کا شعر سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یہ شعر مشہور محدث محمد بن کثیر کا ہے[3]

رواۃ قراءت

امام ابن کثیر مکی کثیر التلامذہ تھے مگر انکے کسی شاگرد کو راوی قراءت کا درجہ نہ مل سکا بعد میں انکے شاگردوں کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات کو انکی قراءت کے راوی ہونے کا شرف ملا۔

۱۔ امام احمد بن محمد البزی (م ۲۷۰ھ = ۸۸۳ء)

۲۔ امام محمد بن عبدالرحمٰن قنبل (م ۲۹۱ھ = ۹۰۴ء)

زیارت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۱۱۰ھ تک صحابہ کرامؓ کے وجود مسعود سے یہ دنیا منور رہی اور یہ ابن کثیر کی جوانی اور ہوشمندی کا زمانہ تھا انکو جن صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا انکے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر قرشیؓ، حضرت عبداللہ بن السائب المخزومیؓ، اور حضرت انس بن مالکؓ[4]

---

[1] ایضاً۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۸۷۔

[4] ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم قرأت

علم قرأت میں ان کا مرتبہ و مقام مندرجہ ذیل بعض اقوال سے ظاہر و ثابت ہے، علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

امام المکیین فی القرأۃ [1] ابن کثیر فن قرأت میں اہل مکہ کے امام تھے۔

علامہ شاطبیؒ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

ومکۃ عبد اللہ فیہا مقامہ ھو ابن کثیر کاثر القوم معتلا

ترجمہ:۔ اور مکہ عبداللہ کی جائے اقامت ہے اور یہ ابن کثیر اپنی قوم یعنی قراء میں غالب، نامور اور بلند پایہ ہیں۔

انکی قرأت کو مکہ مکرمہ میں خاص طور پر بڑا فروغ حاصل ہوا اہل مکہ کی نظر میں وہ فن قرأت کے امام تھے انکے شاگرد اور مشہور محدث و فقیہہ سفیان بن عینیہ کا بیان ہے کہ مکہ میں عبداللہ بن کثیر اور حمید بن قیس الاعرج سے بہتر کوئی قاری نہ تھا[2] ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ اہل مکہ ابن کثیر کی قرأت کو صحیح سمجھتے تھے اور اسی کی اقتدار کرتے تھے[3] جریج ابن حازم یہ بھی لکھتے ہیں

کان فصیحا بالقرآن [4] ابن کثیر فصیح القرآن تھے۔

اپنے شیخ امام ابن جبیر مکی کی وفات کے بعد وہ مکہ کی مسند قرأت پر متمکن ہوئے اور تا حیات اس منصب جلیلہ پر فائز رہے[5] ابن مجاہد کا بیان ہے کہ مکہ میں مدۃ العمر متفقہ طور پر قرأت کے امام رہے[6]

فن حدیث

امام ابن کثیر مکی کا گو سرمایہ افتخار علم قرأت تھا لیکن فن حدیث میں بھی امامت کے درجہ پر فائز تھے، ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۸۶ [2] تہذیب التہذیب ۵/ ۳۶۸
[3] ایضاً۔ [4] ایضاً۔
[5] محی الاسلام پانی پتی، شرح سبعہ قرأت ص ۲۳۔ مطبع منظہری کلکتہ ۱۹۲۴ء
[6] ملا علی قاری، شرح شاطبی ص ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وكان اماما فى الحديث[1] ابن کثیر حدیث کے امام تھے۔

انھوں نے ابو زبیر، ابن جبیر کی، عبدالرحمٰن بن معطم، اور عمر بن عبدالعزیز سے حدیث کا سماع کیا اور انھیں سے روایت بھی کی خود ان سے روایت کرنے والوں میں ایوب سختیانی، ابن جریج، جرتج ابن حازم، حسین بن واقد، عبداللہ بن نجیح، حماد بن سلمہ، قرۃ بن خالد، اور حارث بن قدامہ جیسے قابل ذکر اصحاب شامل ہیں[2]۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ انکی حدیثیں صحیح ہیں[3]، علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ ابن کثیر کی احادیث صحاح ستہ میں منقول ہیں[4]۔

ثقاہت و عدالت

امام ابن کثیر کی ثقاہت و عدالت میں بھی منفرد اور ممتاز تھے علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک ابن کثیر کی ثقاہت وعدالت مسلم ہے، ابن سعد، علی ابن مدینی، اور نسائی نے ثقہ اور علامہ ابن حجر نے صدوق قرار دیا ہے[5]، جرح وتعدیل کے شہرہ آفاق امام ابن معین کا بیان ہے کہ ابن کثیر ثقہ تھے[6]، محمد بن سعد لکھتے ہیں۔

وكان ثقة وله احاديث صالحة[7] ابن کثیر ثقہ تھے اور انکی احادیث صالح ہیں۔

لغت و عربیت اور فصاحت و بلاغت

امام ابن کثیر قرآن وحدیث اور قرأت و تجوید کے علاوہ لغت و عربیت میں بھی دستگاہ کامل رکھتے تھے اہل تذکرہ نے اس فن میں بھی انکی مہارت کا اعتراف کیا ہے، ابو عمرو کا بیان ہے کہ عبداللہ بن کثیر عربیت میں مجاہد ابن جبیر سے بڑے عالم اور نہایت فصیح وبلیغ تھے[8]۔ صاحب غایۃ النہایہ نے بھی انکی فصاحت

---

[1] ملا علی قاری شرح شاطبی ص ۱۲ معرفۃ القراء ۱/ ۸۷ وتہذیب والتہذیب ۵/ ۳۶۷ - ۳۶۸ [3] ایضاً
[4] معرفۃ القراء ۱/ ۸۸ - [5] تہذیب التہذیب ۵/ ۳۶۷ وابن حجر عسقلانی، تقریب التہذیب ص ۱۸۵ دار النشر الکتب اسلامیہ گجرانوالہ پاکستان وصفی الدین احمد الخزرجی، خلاصہ تذہیب الکمال فی اسماء الرجال ص ۲۱۰ طبع اول مطبعۃ الکبری المیریہ مصر ۱۳۰۱ھ [6] معرفۃ القراء ۱/ ۸۷ وتہذیب التہذیب ۵/ ۳۶۸
[7] محمد بن سعد طبقات ابن سعد ۵/ ۲۵۶ مطبع بریل لندن ۱۳۲۲ھ [8] سوانح قراء سبعہ ص ۵

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وبلاغت کا ذکر کیا ہے[1] امام اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو سے دریافت کیا کہ "کیا آپ نے ابن کثیر سے اخذ قرأت کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے قرآن پاک ختم کرنے کے بعد ابن کثیر سے قرآن ختم کیا اور ابن کثیر کی مجاہد کے مقابلہ میں عربی ادب کے بڑے عالم تھے[2]

علامہ ذہبیؒ نے سفیان بن عیینہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ابن کثیر لوگوں کو قصے سناتے تھے[3]

قضا ابن کثیر اہل مکہ کے قاضی تھے یہ بھی مذکور ہے کہ ابن کثیر قاضی الجماعت کے عہدے پر مامور تھے، علامہ یافعی لکھتے ہیں کہ۔

قاری اهل مكة وقاضی الجماعة فيها[4] امام ابن کثیر اہل مکہ کے قاری اور لوگوں کے قاضی تھے،

ابن خلکان اور خیر الدین زرکلی کا بیان ہے کہ:

كان قاضی الجماعة بمكة[5] ابن کثیر مکہ میں لوگوں کے قاضی تھے۔

مختصر یہ کہ ان کا علم و فضل اور انکی شہرت اس درجہ نمایاں اور کامل تھی کہ ان کے اور اوصاف کو جدا جدا بیان کرنا تحصیل لا حاصل کے مترادف ہے ابن العماد حنبلی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ۔

وفضله وعلمه وشهرته تغنی عن الاطناب فی اوصافه[6] ان کا فضل و علم اور شہرت اس سے بے نیاز ہے کہ انکے اوصاف کا ذکر طوالت و تفصیل سے کیا جائے۔

ذریعہ معاش امام ابن کثیر کا قیام گو ایک عرصہ تک عراق میں[7] اور زیادہ تر مکہ مکرمہ میں علوم وفنون کی خدمت میں گذرا لیکن وہ کسب حلال کی فکر

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۴۴ ۔ [2] ایضاً ۱/ ۴۴۵ ۔ [3] معرفۃ القراء ۱/ ۸۷

[4] مرآۃ الجنان ۱/ ۲۵۷

[5] وفیات الاعیان ۱/ ۲۴۸

[6] شذرات الذہب ۱/ ۱۵۷ [7] سراج القاری ص ۱۰ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے غافل نہیں تھے عطر کی تجارت انکا ذریعہ معاش رہا۔

حلیہ امام ابن کثیر طویل القامت، گندم گوں اور فراخ چشم تھے آخر عمر میں سفیدی کی وجہ سے داڑھی میں مہندی کا خضاب بھی استعمال کرتے تھے[1]

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

کان فصیحا بلیغا مفوھا ابیض اللحیۃ طویلا جسیما اسمر اشھل العینین یخضب بالحناء علیہ سکینۃ ووقار[2]

ابن کثیر فصیح و بلیغ کشادہ دہن سفید ریش، طویل القامت، فربہ اندام، گندم رنگ اور کرنجی آنکھوں والے تھے مہندی کا خضاب استعمال کرتے تھے پر وقار اور پرسکون تھے

ابن خلکان رقمطراز ہیں:۔

وکان شیخا کبیرا ابیض الرأس واللحیۃ طویلا جسیما اسمر اشھل العینین ویغیر شیبتہ بالحناء او بالصفرۃ وکان حسن السکینۃ[3]

معمر بزرگ تھے سر اور داڑھی میں سفیدی غالب تھی دراز قامت، صاحب تن و توش سرگیں آنکھوں والے سفید بالوں کو مہندی یا پیلے رنگ سے رنگتے اور بڑے پر وقار تھے۔

انتقال ابن کثیر کی مکہ میں ۱۲۰ھ میں بزمانہ ہشام بن عبد الملک بعمر ۷۵ سال شمع حیات گل ہوئی، اور مکہ ہی کی مقدس خاک کا پیوند ہوئے[4] ان کے جنازہ میں سفیان بن عیینہ نے بھی شرکت فرمائی[5]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۴۴ ۔
[2] معرفۃ القراء ۱/ ۸۸ ۔
[3] وفیات الاعیان ۱/ ۴۴۸ ۔
[4] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۴۴ ۔
[5] ایضاً ۱/ ۴۴۵ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن محمد بزیؒ

امام احمد بن محمد بزی گوناگوں خصوصیات و امتیازات کے حامل تھے نہ صرف فن قرأت میں نادرۂ عصر تھے بلکہ حدیث میں بھی درک و بصیرت رکھتے تھے مگر ان کا خاص امتیاز علم قرأت ہی میں تھا اس کے امام شیخ القراء اور رئیس القراء کہے جاتے تھے زہد و اتقا اور قوت حفظ میں بھی بے مثل تھے علامہ ابن الجزری نے استاد، محقق ضابطہ اور متقن لکھا ہے[1]، خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں:۔

کبار القراء من اھل المکۃ[2] امام بزی اہل مکہ کے کبار قراء میں سے تھے۔[3]

علامہ ذہبی نے مقرئ مکہ، ثقۃ فی القرأۃ اور حجۃ فی القرآن لکھا ہے[4]،

نیز فرماتے ہیں کہ:۔

امام فی القرأۃ ثبت فیہا۔[5] قرأت کے امام اور ثبت تھے۔

نام و نسب احمد نام، ابو الحسن کنیت اور شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔ ابو الحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن نافع بن ابو بزہ بشار[6]

---

[1] غایۃ النہایہ 1/119 [2] الاعلام 1/204 [3] شذرات الذہب 2/120

[4] علامہ ذہبی۔ العبر فی خبر من غبر 1/455 دائرۃ المطبوعات والنشر کویت 1960ء۔

[5] علامہ ذہبی، میزان الاعتدال 1/68 مطبعۃ السعادۃ مصر طبع اوّل 1325ھ۔

[6] غایۃ النہایہ 1/119 و معرفۃ القراء 1/173 و ابراز المعانی ص 21 بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ ص 81

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب کتاب الروضہ ابوعمرو نے انکا تذکرہ محمد بن عبداللہ کے نام سے کیا ہے علامہ ابن الجزری کا خیال ہے کہ یہ کاتب کی غلطی یا خود صاحب الروضہ کے سہو قلم کا نتیجہ ہے[1]

ابوعمرو عثمان دانی نے انکے نسب نامہ میں عبداللہ بن قاسم کے بعد ابن بزہ کا اضافہ کیا ہے[2]

نسبت وہ بزی کی نسبت سے معروف ہیں، یہ نسبت انکے جداعلی ابوبزہ کی کیطرف ہے،[3] اہوازی کا بیان ہے کہ بزی ابوبزہ کی کیطرف منسوب ہیں، حافظ ابوشامہ رقمطراز ہیں۔

البزی لانہ منسوب الی جدہ ابی بزۃ[4] بزی اپنے جداعلی ابوبزہ کی طرف منسوب ہیں۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ ابوبزہ کا نام بشار ہے[5] ابوبزہ اصلا فارسی تھے[6] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابوبزہ ہمدان کے باشندہ تھے[7] انھوں نے صائب بن صفی مخزومی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا،[8] بزی بنومخزوم کے آزاد کردہ غلام تھے[9]

بزی کے لغوی معنی شدت اور سختی کے ہیں، بزہ ایک جگہ کا نام بھی ہے بعض تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ موصوف کی نسبت اسی مقام سے ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ موضع بزہ سے ان کے تعلق کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

پیدائش اور وطن امام احمد بزی کی پیدائش ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء میں مکہ معظمہ میں ہوئی،[10] مکہ معظمہ ہی ان کا وطن ہے۔ یہ قارئ اہل مکہ کہے جاتے رہے[11]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۱۱۹ [2] التیسیر ص ۴ [3] غایۃ النہایہ ۱/۱۱۹
[4] ابراز المعانی ص ۲۱۔ [5] معرفۃ القراء ۱/۱۷۳۔ ۱۷۴۔ [6] ایضاً
[7] غایۃ النہایہ ۱/۱۱۹ [8] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۱۷۴
[9] ایضاً ۱/۱۷۳۔ [10] ایضاً ۱/۱۷۴۔ [11] ایضاً والعبر فی خبر من غبر ۱/۴۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیوخ

امام احمد بزی کثیرالشیوخ ہیں انھوں نے اولاً اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کیا بعدازاں دوسرے شیوخ اور ائمہ علم وفن سے اکتساب فیض کیا، چند نامور اور قابل ذکر شیوخ کے نام یہ ہیں۔

ابوالقاسم عکرمہ ابن سلیمان، ابوالاخریط وہب بن واضح مکی، عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن یسار مکی [1]

سلسلہ قرأت

امام احمد بزی نے عکرمہ ابن سلیمان مکی سے پڑھا اور انھوں نے شبل بن عباد سے اور شبل بن عباد نے امام ابن کثیر مکی سے قرآنی علم وفن کی تحصیل کی اسطرح روایت امام بزی دو واسطوں سے امام ابن کثیر مکی تک پہونچتی ہے اور امام ابن کثیر مکی کے سلسلہ قرأت کو ملاکر پانچ واسطوں سے امام بزی کی قرأت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔

تلامذہ

امام احمد بزی کثیرالتلامذہ ہیں چند نامور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

ابوربیعہ محمد بن اسحاق بن وہب، اسحاق بن محمد خزاعی، حسن بن حباب، احمد بن فرح، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن علی اللھبی، ابوجعفر محمد بن عبداللہ اللھبی، ابوالعباس احمد بن محمد اللھبی، محمد بن ہارون، موسیٰ بن ہارون مضر محمد بن الفھبی، ابوصالح احمد بن محمد بن موسیٰ خزاعی، عباس بن احمد برقی، ابوعلی حداد، ابومعمر الجمی، محمد بن علی خطیب، امام محمد قنبل وغیرہ [2]

راوی قرأت

دوسرے ائمہ قرأت کیطرح امام احمد بزی کی قرأت کے بھی راوی ہیں جنکا مختصر تعارف یہ ہے۔

ابوربیعہ محمد بن اسحاق بن وہب ربعی مکی، عظیم المرتبت قاری اور صاحب عدل واتقان تھے امام احمد بزی کے بعد مسجد حرام کے موذن مقرر ہوئے رمضان ۲۹۴ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۱۱۹ و معرفۃ القراء ۱/۱۷۴۔ [2] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت و مشیخت امام احمد بزی کو فن قرأت میں بڑا اہم مقام حاصل تھا تذکرہ نگاروں نے مقری مکہ اور رئیس القرار جیسے القاب سے یاد کیا ہے اور اسی مقام بلند کی وجہ سے امام بزی مسجد حرام کے چالیس سال تک مؤذن و امام رہے[1]

فن حدیث امام احمد بزی کو فن حدیث سے بھی خاص شغف تھا وہ اس فن کے بڑے عالم تھے انھوں نے مؤمل بن اسماعیل، مالک بن سعید بن حسن، ابو عبدالرحمٰن مقری اور سلیمان بن حرب سے حدیث کا سماع کیا[2] اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں ابو بکر احمد بن عبید بن ابی عاصم النبیل، یحیٰی بن محمد بن صاعد، محمد بن علی بن زید الصائغ، احمد بن محمد بن مقاتل وغیرہ لائق ذکر ہیں[3]

امام بخاریؒ نے بھی اپنی تاریخ میں ان سے روایت کی ہے[4]، اور ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[5]

محمد بن ساعد کا بیان ہے کہ مجھ سے احمد بن محمد بزی نے فرمایا کہ ہم نے عکرمہ بن سلیمان کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے پڑھا اسماعیل بن عبداللہ قسطنطین سے اور جب سورہ والضحیٰ پر پہونچے تو انھوں نے کہا کہ ہر سورۃ کے اختتام پر اللہ اکبر کہو اس لیے کہ عبداللہ بن کثیرؒ نے ہم کو ایسے ہی پڑھایا ہے[6]

موسیٰ بن ہارون کا بیان ہے کہ مجھ سے ابن ابو بزہ (بزی) نے فرمایا کہ میں

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۱۱۹ و معرفۃ القرار ۱/ ۱۷۴ و ابراز المعانی ص ۲۱ و لسان المیزان ۱/ ۲۸۴ و مرآۃ الجنان ۲/ ۱۵۶

[2] معرفۃ القرار ۱/ ۱۷۴ و غایۃ النہایہ ۱/ ۱۱۹ [3] ایضاً [4] معرفۃ القرار ۱/ ۱۷۵

[5] لسان المیزان ۱/ ۲۸۴

[6] ایضاً و معرفۃ القرار ۱/ ۱۷۵ و میزان الاعتدال ۱/ ۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے محمد بن ادریس شافعی سے پڑھا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے تکبیر کہنا چھوڑ دیا تو تم نے گویا ایک سنت نبویؐ کو ترک کر دیا[1]

حسن بن حباب کا بیان ہے کہ میں نے امام بزی سے دریافت کیا کہ تکبیر کیسے کہی جائے تو انھوں نے جواب دیا لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر[2]

صاحب معرفۃ القراء کا بیان ہے کہ بزی نے مسجد حرام میں چالیس سال تک اذان دی اور سورہ والضحیٰ سے اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے پڑھا[3] امام احمد بزی نے سورۃ والضحیٰ کے آخر سے ختم قرآن تک ہر سورۃ کے اختتام پر تکبیر کہنے والی روایت کو مرفوعاً بیان کیا ہے[4]

گو اس روایت کی تخریج امام بخاری و مسلم نے نہیں کی ہے تاہم اس روایت کو حاکم ابو عبداللّٰہ نے صحیح الاسناد بنایا ہے اور اس کی تخریج اپنی مستدرک میں کی ہے[5] اور علامہ ذھبی، ابن الجزری، ابن حجر عسقلانی، اور ابن العماد حنبلی نے اس روایت کی کئی کئی اسناد کا ذکر کیا ہے[6]

لیکن کچھ ائمہ جرح و تعدیل نے ان پر نقد و جرح بھی کیا ہے چنانچہ ابو جعفر عقیلی نے منکر الحدیث اور خیر الدین زرکلی نے کان ضعیفا فی الحدیث لکھا ہے[7] ابو حاتم نے بھی ضعیف الحدیث قرار دیا ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی حدیث روایت نہیں کی جاتی[8]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۷۶ [2] ایضاً ۱/ ۱۷۸
[3] ایضاً ۱/ ۱۷۵ [4] غایۃ النہایہ ۱/ ۱۱۹
[5] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/ ۱۷۶ [6] ایضاً ۱/ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶ و میزان الاعتدال ۱/ ۶۸ و العبر فی خبر من غبر ۱/ ۴۵۵ و شذرات الذہب ۲/ ۱۲۰۔ ۱۲۱
[7] الاعلام ۱/ ۲۰۴ [8] شذرات الذہب ۲/ ۱۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنہ خلق قرآن

تاریخ اسلام کا بدترین اور بدنام زمانہ فتنہ خلق قرآن ہے ۲۱۲ھ میں حاکم بغداد مامون الرشید نے معتزلہ کی شہ پر اسے جبر وقہر کے ساتھ نافذ کرنے کا حکم دیا مامون کو اس میں حد سے زیادہ غلو تھا اس نے اپنی حکومت کے آخری دنوں میں اسے سختی سے نافذ کیا بعد ازاں اسکی اقتدا معتصم باللہ نے بھی کی بلکہ اسکے عہد میں یہ فتنہ حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اسوقت کے تمام علماء وفقہا اور محدثین وقراء اس فتنہ کی زد میں آئے بعض لوگوں نے سخت خوف اور دباؤ کیوجہ سے سر اقرار خم کر دیا مگر اصحاب دعوت وعزیمت نے خلق قرآن کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا جسکی پاداش میں انھوں نے طوق وسلاسل اور دار ورسن کی سختیوں اور عذابوں کو برداشت بھی کیا، حکومت وقت کے جبر وقہر کا سب سے زیادہ نشانہ امام احمدؒ بن حنبل کی مایہ ناز شخصیت بنی مگر باوجود تمام قہر وستم کے وہ ان سے اس باطل عقیدہ کا اقرار نہ کرا سکی۔

امام احمد بزی گو اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہے مگر اس باطل عقیدہ کے سخت مخالف تھے اور قرآن کو کلام اللہ ہی سمجھتے تھے خود فرماتے ہیں کہ "جو شخص قرآن کو مخلوق کہتا ہے وہ دین الٰہی اور دین رسولؐ پر نہیں جب تک کہ توبہ نہ کر لے"[1]

وفات

امام احمد بزی کی وفات ۲۵۰ھ/۸۶۴ء میں بعمر ۸۰/سال مکہ مکرمہ میں ہوئی[2] صاحب التیسیر وملا علی قاری نے سنہ وفات ۲۴۰ھ لکھا ہے[3]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۷۸
[2] ایضاً وغایۃ النہایہ ۱/ 119 وابراز المعانی ص ۲۱ ۔
[3] التیسیر ص ۴ وشرح شاطبی ص ۱۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن عبد الرحمن قنبل مکیؒ

نام ونسب

محمد نام، ابو عمرو کنیت اور سلسلہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔
ابو عمرو محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن خالد بن سعید بن جرجہ مخزومی[1]

نسبت

یہ قنبل سے معروف ہیں تذکرہ نگاروں نے اس کے کئی اسباب بتائے ہیں، اوّل یہ کہ امام محمد بن عبد الرحمن مکہ کے ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جسے قنابلہ کہا جاتا تھا[2] علامہ دانیؒ کا بیان ہے کہ انکا گھرانہ مکہ میں آج تک قنابلہ کہا جاتا ہے[3] لغت میں قنبل اور قنابل سخت، مضبوط اور شدید القویٰ آدمی کو کہا جاتا ہے جیساکہ صاحب محکم و قاموس نے لکھا ہے[4]

دوسرے یہ کہ اپنے شاگردوں کی تعلیم میں وہ سختی کا معاملہ کرتے تھے اس لیئے قنبلؒ سے مشہور ہوئے، تیسرے یہ کہ انکا نام ہی قنبل تھا چونکہ وہ اپنے کسی مرض کے علاج کیلئے ایک ایسی دوا کا استعمال کرتے تھے جو گائے کو پلائی جاتی تھی اس دوا کا نام قنبل تھا وہ جب اسے کثرت سے استعمال کرنے لگے تو اسی نام سے مشہور ہو گئے جو بعد میں کثرت استعمال کی وجہ سے قنبل ہو گیا[5]

اسکے علاوہ بھی بہت سی وجہیں بیان کی گئی ہیں، حافظ ابو شامہؒ نے شرح کبیر میں تفصیل سے انکو بیان کر دیا ہے۔

1ھ معرفۃ القراء الکبار ۱/۲۳۰ و غایۃ النہایہ ۲/۱۶۵ 2ھ ایضاً۔
3ھ التیسیر ص ۴ 4ھ ابراز المعانی ص ۲۱
5ھ معرفۃ القراء ۱/۲۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولادت ووطن امام محمد قنبل کی ولادت ۱۹۵ھ/۸۱۰ء میں مکہ معظمہ میں ہوئی انکے شیخ احمد بن محمد بن عون نے مکہ مکرمہ میں انکے قیام کا انتظام کیا، کہا جاتا ہے کہ ان کے والد ایک آزاد کردہ غلام تھے[1]

اساتذہ وشیوخ امام محمد بن عبدالرحمٰن قنبلؒ نے امام احمد بزّی اور احمد بن محمد بن عون سے فن قرأت کی تحصیل وتکمیل کی[2]

سلسلہ قرأت امام محمد قنبلؒ نے قرآن کی تعلیم ابوالحسن احمد بن محمد قواس سے حاصل کی انھوں نے ابوالاخریط وہب بن واضح سے اور ابوالاخریط نے اسماعیل قسط سے اور قسط نے شبل بن عباد سے تعلیم حاصل کی شبل بن عباد امام ابن کثیر کے حلقۂ فیض سے مستفید ہوئے تھے اسطرح روایت قنبل چار واسطوں سے امام ابن کثیر تک پہونچتی ہے اور اگر ابن کثیر کے واسطوں کو جوڑ دیا جائے تو روایت قنبل سات واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچ جاتی ہے۔

فضل وکمال اور علم قرأت میں بلند پایگی امام محمد قنبل علم وفضل کے بلند مقام پر تھے خصوصاً فن قرأت میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے، تذکرہ نگاروں نے امام قرأت اور شیخ القرار کے القاب سے نوازا ہے[3] امام احمد بزی کی وفات کے بعد قنبل ہی قرأت کے امام اور حجاز کے رئیس القرار تسلیم کئے گئے، صاحب غایۃ النہایہ کا بیان ہے کہ حجاز میں مشیخت قرأت انہی پر ختم ہوتی تھی[4]

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

انتھت الیہ ریاسۃ الاقراء بالحجاز[5] حجاز کی ریاست قرأت قنبل پر ختم ہوتی ہے۔

۱؎ ایضاً وغایۃ النہایہ ۲/۱۶۵ ۲؎ ایضاً

۳؎ غایۃ النہایہ ۲/۱۶۵ ـ ۱۶۶ ۴؎ ایضاً ۔ ۵؎ معرفتہ القرار ۱/۲۳۰ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ذہبیؒ نے قاری مکہ اور خیرالدین زرکلی نے اعلام القراء اور متقن لکھا ہے،
نیز فرماتے ہیں۔

انتھت الیہ مشیخۃ الاقراء بالحجاز فی عصرہ [1] — ان پر ان کے زمانہ میں مشیخت قرأت ختم ہوتی تھی۔

امام قنبل نے ایک طویل مدت تک درس قرآن دیا آخر عمر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے
وفات سے سات سال پہلے درس وتدریس سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی [2]

سیرت وکردار

امام محمد قنبلؒ عمدہ اخلاق اور اچھی عادت واطوار کے مالک اور متقی تھے صاحب غایۃ النہایہ نے انکی سیرت وکردار کی تعریف کی ہے [3]

تعلقات

امام محمد قنبل کے اپنے عہد کے صاحب علم وفضل اور ائمہ علم وفن سے بڑے اچھے تعلقات تھے انکے علم وفضل کی شہرت کیوجہ سے دوسرے اصحاب صلاح وتقویٰ دور دور سے ان سے ملنے آتے تھے کے تبحر علمی کی بنا پر لوگ ان سے ربط وتعلق پیدا کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے، ابوعبداللہ قصاص فرماتے ہیں کہ معاملہ انکی درمیانی عمر میں تھا [4]

تلامذہ

امام محمد قنبلؒ کے پاس ایک جم غفیر اپنی علمی تشنگی بجھانے آتا تھا، علامہ ذہبیؒ رقمطراز ہیں۔

ورحل الیہ القراء وحملوا عنہ [5] اور قراء ان کے پاس آکر استفادہ کرتے۔
ان کے چند تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

---

[1] الاعلام ۶/ ۱۹۰ [2] معرفۃ القراء ۱/ ۲۳۰ وعلامہ ذہبیؒ، العبر فی خبر من غبر ۲/ ۸۹ دائرۃ المطبوعات والنشر کویت ۱۹۶۱ء۔
[3] غایۃ النہایہ ۱/ ۱۶۶ ومعرفۃ القراء ۱/ ۲۳۰۔
[4] ایضاً والاعلام ۶/ ۱۹۰ [5] العبر فی خبر من غبر ۲/ ۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن مجاہد، ابوالحسن بن شنبوذ، محمد بن عیسٰی جصاص، ابراہیم بن عبدالرزاق (یہ بہت کم مدت ان کی خدمت میں رہے باقاعدہ شاگردی اختیار نہیں کی) ابوبکر محمد بن موسیٰ زینبی، محمد بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن صباح، ابوربیعہ محمد بن اسحاق، اسحاق بن احمد خزاعی، محمد بن حمدون، عباس بن فضل، صہر الامیر، احمد بن محمد بن ہارون بن بقرہ، احمد بن موسیٰ بن مجاہد، محمد بن احمد بن شنبوذ، عبداللہ بن احمد بلخی، احمد بن صقر بن ثوبان، احمد بن محمد بن الیقطینی، علی بن حسین بن رقی، عبداللہ بن عمرو بن شوذب، ابوبکر محمد بن حامد عطار، عبداللہ بن ثوبان، جعفر بن محمد السرندیبی عبداللہ بن حمدون، عبداللہ بن جبیر، محمد بن عمرو بن عون، نظیف بن عبداللہ الکسروی[1]

راوی قرأت

دوسرے قرار کرام کیطرح امام محمد قنبل کی قرأت کے بھی ایک خاص راوی ہیں جنکا مختصر تعارف یہ ہے۔

ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد، یہ ابن مجاہد سے مشہور ہیں ۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے قرأت میں اسقدر مہارت وصلاحیت پیدا کی کہ اس فن کے امام کہلائے، علامہ دانی فرماتے ہیں کہ "علم وفضل اور فہم وادراک میں تمام معاصرین سے فائق و برتر تھے"۔ امام النحو ثعلب کا بیان ہے کہ "ہمارے زمانے میں کتاب اللہ کا ابن مجاہد سے بڑا کوئی عالم نہیں"۔ ۱۹/شعبان ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔

ملازمت

امام محمد قنبل نے کچھ عرصہ محکمہ پولس میں ملازمت بھی کی علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ قنبلؒ نے اپنی عمر کی درمیانی مدت میں شرطہ (پولس) کے فرائض کی انجام دہی بھی قبول کرلی تھی[2] خیرالدین زرکلی نے بھی ولی الشرطۃ بمکۃ لکھا ہے[3]

وفات

امام محمد قنبلؒ نے ۲۹۱ھ / ۹۰۳ء میں بعمر ۹۶/سال مکہ مکرمہ میں وفات پائی[4]

---

[1] غایۃ النہایہ ۲/ ۱۶۵ ـ ۱۶۶ ومعرفۃ القراء ۱/ ۲۳۰ [2] ایضاً۔
[3] الاعلام ۶/ ۱۹۰ ـ [4] معرفۃ القراء ۱/ ۲۳۰ وغایۃ النہایہ ۲/ ۱۶۶ ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوعمرو زبان بن العلا بصریؒ

امام ابوعمرو زبان بن العلاء بصریؒ گوناگوں اوصاف و کمالات کے جامع تھے وہ قرآن و حدیث لغت و عربیت، نحو اور شعر و ادب میں یکتائے روزگار تھے، زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت میں بھی ممتاز تھے انکو درس و تدریس کے ساتھ ہی تصنیف و تالیف سے بھی سروکار رہا لیکن انکا اصل سرمایہ افتخار علم قرأت ہے اسکے حصول و فروغ میں انھوں نے اپنی پوری زندگی صرف کردی اور اس فن کے امام کہلائے۔

نام و نسب زبان نام، ابوعمرو کنیت، والد کا نام العلاء اور شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

ابوعمرو زبان بن العلاء بن عمار بن عریان بن عبداللہ بن حسین بن حارث بن جلہمہ[1] بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان[2]

ان کے شجرہ نسب میں قدرے اختلاف ہے، مذکورہ بالا نسب نامہ علامہ ابن الجزری کی تحقیق کا نتیجہ ہے، نام میں بھی اختلاف ہے تقریباً تیس[30] نام ملتے ہیں، صاحب روضات الجنات اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے انکے اکیس ناموں کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں

(۱) ابوعمرو (۲) زبان (۳) جبر (۴) جنید (۵) جزء (۶) حماد

---

[1] علامہ ابن الجزری نے یہی نام لکھا ہے مگر اکثر تذکرہ نگاروں نے جلہم لکھا ہے۔
[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) حمید (۸) خیر (۹) ربان (۱۰) عتیبہ (۱۱) عثمان (۱۲) عریان (۱۳) عقبہ (۱۴) عمار (۱۵) عیاد (۱۶) عیینہ (۱۷) قائد (۱۸) قبیصہ (۱۹) محبوب (۲۰) محمد (۲۱) یحییٰ وغیرہ [1]

ابن بازش نے ربان ابوالعلاء نے ریان عمرو بن شبہ، ابن العماد حنبلی، ابن خلکان، ابن الانباری اور الدکتور شوقی ضیف نے انکی کنیت ہی کو ان کا نام قرار دیا ہے [2]، اکثر تذکرہ نگاروں نے زبان ہی لکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ بقول علامہ ابن الجزری اکثر علماء وحفاظ کے نزدیک انکا نام زبان ہے [3] علامہ ذہبیؒ نے بھی اسی کو صحیح بتایا ہے [4] صاحب روضات الجنات نے بھی ابوعمرو کا صحیح نام زبان ہی لکھا ہے [5]، صاحب نزہتہ الالباء نے بھی واسمہ زبان لکھا ہے [6] اصمعیؒ کا بیان ہے کہ مجھے خود ابوعمرو نے اپنا یہی نام بتایا تھا [7]

علامہ جلال الدین سیوطی اور صاحب روضات الجنات اس اختلاف کی یہ وجہ تحریر کرتے ہیں :-

وسبب الاختلاف فی اسمہ انہ کان لجلالتہ لایسئل عنہ [8]	ان کے نام میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ کسی نے انکی جلالت کیوجہ سے انکا نام نہیں پوچھا۔

ابوعمرو کے نام کیطرح انکے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے العلاء، عمار اور عریان کے علاوہ صاحب روضات الجنات نے عبد العلاء لکھا ہے [9] خیرالدین زرکلی نے العلاء کو ابوعمرو کے والد کا لقب بتایا ہے [10] لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کا نام العلاء تھا جیسا کہ اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے ۔

---

[1] محمد باقر الحاجی الموسوی، روضات الجنات ۲/ ۳۹۹ وبغیۃ الوعاۃ ۲/ ۲۶۷۔

[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۸۹ ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۰۰ وشذرات الذہب ۱/ ۲۳۷ ووفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶ ونزہتہ الالباء ص ۳۰ والمدارس النحویہ ص ۲۷۔ [3] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۸۹ [4] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۰۰

[5] روضات الجنات ۲/ ۳۹۹ [6] نزہتہ الالباء ص ۲۹۔ [7] معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۱۔

[8] بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۲۶۷ وروضات الجنات ۲/ ۳۹۹ [9] ایضاً [10] الاعلام ۳/ ۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوعمرو خالص عرب تھے، ابوعبیدہ فرماتے ہیں:۔

وکان من اشراف العرب و وجوھھم۔[1]	ابو عمرو عرب کے نمایاں اور ممتاز لوگوں میں سے تھے،

مگر قاضی اسد یزیدی کا بیان ہے کہ ابوعمرو فارس کی ایک مشہور جگہ گازرون کے رہنے والے تھے[2] علامہ ابن القاصح بغدادی نے بھی انھیں گازرونی الاصل لکھا ہے[3]، علامہ ابن الجزری نے اس بارے میں تین اقوال نقل کئے ہیں اول یہ کہ ابوعمرو کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا، بنو حنیفہ شمالی عرب میں۔ قبیلہ بکر بن وائل کی ایک شاخ تھی دوم یہ کہ وہ بنی عنبر سے تھے، سوم یہ کہ بنو تمیم سے انکا خاندانی تعلق تھا[4] لیکن ایران سے ابو عمرو کا تعلق واضح نہیں واقعہ یہ کہ وہ تمیمی تھے، حافظ ابوالعلاء ہمدانی کا بیان ہے کہ ماہرین نسب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوعمرو تمیمی تھے[5]

نسبت قبیلہ بنو تمیم کے حلیف قبیلہ مازن سے تعلق کی بنیاد پر مازنی اور قبیلہ بنو تمیم سے نسبی تعلق کے سبب تمیمی کہے جاتے ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جدا علی تمیم کیطرف منسوب ہوکر وہ تمیمی کہلاتے ہیں مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر ابوالعلاء ہمدانی کا قول گذر چکا ہے کہ وہ ماہرین نسب کے نزدیک تمیمی ہیں۔

مدۃ العمر بصرہ میں اقامت گزینی کیوجہ سے بصری اور فن نحو میں ید طولیٰ رکھنے کیوجہ سے نحوی وغیرہ نسبتوں سے معروف ہیں۔

پیدائش، وطن اور پرورش امام ابوعمرو ۶۸ھ / ۶۸۷ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے[6]، علامہ ابوعمرو عثمان دانی اور

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۰۲۔ [2] غایۃ النہایہ ۱/۲۸۹۔
[3] سراج القاری المبتدی ص ۱۰ [4] غایۃ النہایہ ۱/۲۸۸ ـ ۲۸۹۔
[5] ایضاً ۱/۲۸۸ [6] ایضاً ۱/۲۸۹ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالوارث کا بیان ہے کہ ابو عمرو بن العلاء کی جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے پرورش و پرداخت بصرہ میں اور وفات کوفہ میں ہوئی [1]

بعض لوگوں نے علامہ ابن الجزری کی تصنیف غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۲ کے حوالہ سے قاری عبدالوارث کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابو عمرو کی ولادت ایران کے مشہور شہر گازرون میں ہوئی مگر غایۃ النہایہ میں یہ قول مذکور نہیں بلکہ اس کے برعکس قاری عبدالوارث کا یہ بیان مذکور ہے کہ وہ مکہ میں پیدا ہوئے [2]

ان کا سنہ ولادت ۶۸ھ، ۶۵ھ اور ۷۰ھ بھی بتایا جاتا ہے [3]، مگر اول الذکر ہی زیادہ مشہور و معروف ہے

ابو عمرو کے تین بھائیوں کا ذکر ملتا ہے، جنکے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو سفیان بن العلاء (۲) معاذ بن العلاء (۳) ابو حفص عمر بن العلاءؒ

امام ابو عمرو بن العلاء اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے [4]

اساتذہ و شیوخ

امام ابو عمرو نے مکہ، مدینہ، بصرہ اور کوفہ کے اجلۂ تابعین اور ائمہ علوم و فنون کی ایک سرکردہ جماعت سے کسب فیض کیا جنکی تعداد ۷۰ ستر بتائی جاتی ہے اور بقول علامہ ابن الجزری قرائے سبعہ میں سب سے زیادہ اساتذہ ابو عمرو کے ہیں، چند نامور شیوخ کے اسمائے گرامی یہ ہیں

حسن بن ابو الحسن بصری، حمید بن قیس الاعرج، ابو العالیہ رفیع بن مہران ریاحی، سعید بن جبیر، شیبہ بن نصاح، عاصم بن ابی النجود، عبداللہ بن اسحاق حضرمی، عبداللہ بن کثیر مکی، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ بن خالد مخزومی، مجاہد بن جبیر، محمد بن

---

[1] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۲ و الاعلام ۳/ ۴۱ ۔

[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۲ ۔

[3] ایضاً ۱/ ۲۸۹ و وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۷

[4] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۱۸۰ و معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۱ و روضات الجنات ۲/ ۲۹۹ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن ابن محیصن، نصر بن عاصم، ولید بن یسار، ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی، یزید بن ہارون، یحیٰی بن یعمر وغیرہ [1]

ابوعمرو کے شیوخ میں ابوالعالیہ کا نام بھی آتا ہے، مگر علامہ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ گو ابوعمرو کو ابوالعالیہ کے بیچ ۲ سالوں کا زمانہ ملا تاہم ان سے استفادہ کی روایت درست نہیں [2]

سند و سلسلہ قرأت

امام ابوعمرو بصری کی قرأت دو واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے، انھوں نے مجاہد بن جبیر، عکرمہ بن خالد اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ اجلہ تابعین سے فن قرأت کی تحصیل کی اور ان حضرات نے حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جنھوں نے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی روایت کی ہے۔

حلقۂ فیض اور طلبہ کا ازدحام

امام ابوعمرو کے حلقۂ فیض سے تبع تابعین اور اتباع کے علم و فضل اور علوئے کمال و قبولیت سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا حلقۂ درس کس درجہ شاندار رہا ہوگا، قرآن مجید کا درس جامع بصرہ میں دیا کرتے تھے اس کے علاوہ حدیث شریف، لغت و عربیت، شعر و ادب، نحو وغیرہ کی تحصیل و تکمیل بھی ان سے بے شمار طلبہ نے کی، وہ جب بصرہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی یہی کیفیت رہی، شیخ حسن بصری نے جب انکے درس میں طلبہ کا ہجوم دیکھا تو فرمایا

لا الٰہ الا اللہ کادت العلماء ان تکون اربابا کل عز لم یوکد بعلم فالی ذل یؤول [3]	لا الٰہ الا اللہ علماء تقریباً ارباب کی حد تک پہنچ گئے تھے اور جس عزت کی بنیاد علم پر نہ ہو اس کا انجام ذلت ہے

---

[1] ایضاً و تہذیب التہذیب ۱۲/۱۷۸۔ [2] معرفۃ القراء ۱/۱۰۴۔ [3] غایۃ النہایہ ۱/۲۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وکیع کا بیان ہے کہ ابو عمرو بن العلاء جب ——— کوفہ آئے تو لوگ ان کے سامنے (حصول علم کے لیے) اسی طرح مجتمع ہوتے تھے جیسا کہ ہشام بن عروہ کے سامنے ہوتے تھے[1]

تلامذہ مدینہ منورہ، بصرہ، اور کوفہ وغیرہ جہاں بھی رہے علم کی تبلیغ واشاعت میں مسلسل مصروف رہے، ان کے بے شمار شاگردوں میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

احمد بن محمد بن عبداللہ لیثی، احمد بن موسیٰ لؤلوی، ابو بحر البکراری، اسحاق بن یوسف بن یعقوب الانباری الازرق، حماد بن زید، حسین بن علی الجعفی، خارجہ بن مصعب، خالد بن جبلہ یشکری، داؤد بن یزید الاودی، ابو زید سعید بن اوس، سلام بن سلیمان طویل، سہیل بن یوسف، شجاع بن ابی نصر بلخی، عباس بن فضل، عبدالرحیم بن موسیٰ، عبداللہ بن داؤد حریشی، عبداللہ بن مبارک، عبدالملک بن قریب الاصمعی، عبدالوارث بن سعید تنوری، عبدالوہاب بن عطا رخفاف، عبداللہ بن معاذ، عبید بن عقیل، عدی بن فضل بن عامر ازدی، علی بن نصر جہضمی، عصمہ بن عروۃ تیمی، عیسیٰ بن عمر ہمدانی، محبوب بن حسن، محمد بن حسن، ابو جعفر رواسی، مسعود بن صالح، معاذ بن مسلم نحوی، معاذ بن معاذ، نعیم بن میسرہ، نعیم بن یحییٰ سعیدی، ہارون بن موسیٰ الاعور، یحییٰ بن مبارک یزیدی، یعلی بن عبید، یونس بن حبیب نحوی، محمد بن حسن بن ابی سارۃ اور سیبویہ وغیرہ[2]

رواۃ قرأت انکی قرأت کی روایت مندرجہ ذیل دو اشخاص نے کی ہے۔

(۱) ابو عمر حفص بن عمر بن عبدالعزیز صہبان دوری۔

(۲) ابو شعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل سوسی۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۰۲ [2] ایضاً وغایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ و تہذیب التہذیب ۱۲/۱۷۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم وفضل

امام ابو عمرو اپنے عہد کے عبقری اور نابغہ شخص تھے نضر بن شمیل نے انکا شمار سید العلماء میں کیا ہے[1] اور ابن الندیم نے من الاعلام فی القرآن لکھا ہے[2] امام اصمعی کو ان سے زیادہ ملاقات کا موقع ملا، ابو عمرو کی مدح و توصیف سے متعلق ان کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔

(۱)۔ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ابو عمرو جیسا شخص نہیں دیکھا جب میں ان کے پاس بیٹھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ علم کے دریائے ناپیداکنار کے پاس بیٹھا ہوں۔

(۲) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا[3]

(۳) فرماتے ہیں کہ مجھ سے خود ابو عمرو نے فرمایا کہ اگر تم متحمل ہوتے تو میں اپنے سینہ کے تمام علوم تمہارے سینہ میں منتقل کر دیتا، میں نے قرآن پاک سے متعلق اتنی معلومات یاد کر رکھی ہیں کہ اگر انکو تحریر کروں تو اعمش اس کو اٹھا نہ سکیں گے اور اگر میں مروجہ قرأت کا پابند نہ ہوتا تو میں ایسے ایسے پڑھتا اور پھر کئی قرأتوں کا ذکر کیا[4]

(۴) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا[5]

(۵) فرماتے ہیں کہ ابو عمرو نے کہا کہ ہماری حیثیت گذشتہ لوگوں کے درمیان ایسی ہی ہے جیسی کہ طویل کھجوروں کی شاخوں میں سبزے کا پودا[6]

علامہ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ ابو عمرو قرآن اور علوم عربیہ کے بڑے عالم تھے[7]، ابو عمرو شیبانی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عمرو کا مثل نہیں دیکھا[8] ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ امام ابو عمرو کے پاس (کتابوں اور عرب فصحا کے اقوال پر مشتمل) ایک دفتر تھا جو پورے

---

۱ تہذیب التہذیب ۱۲/۱۸۰ ۲ الفہرست ص ۴۲۔
۳ وفیات الاعیان ۲/۱۰۵ ۴ غایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ ومعرفۃ القراء ۱/۱۰۳
۵ غایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ ۶ معرفۃ القراء ۱/۱۰۴
۷ غایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ ۸ تہذیب التہذیب ۱۲/۱۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر پر محیط تھا، جب ابوعمرو عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے تو اسکو جلا دیا اور وہ جب دوبارہ علم و فن کی طرف راغب ہوئے تو ان کے پاس حفظ کی ہوئی چیزوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔[1] احمد بن اسود کا بیان ہے کہ جب ابوعمرو گوشہ نشیں تھے تو ان کے پاس مشہور شاعر فرزدق آئے اور انکی شان میں مدح و تحسین کے چند اشعار پیش کیے۔

مازلت افتح ابوابا واغلقها حتی اتیت ابا عمرو بن عمار

میں نے بہت سے دروازے کھولے اور بند کیے یہانتک کہ ابوعمرو بن عمار کی خدمت میں پہونچا۔

حتی اتیت فتی ضخما دسیعته مرالمریرۃ حرو ابن احرار

ان کو میں نے ایک تنومند نوجوان پایا جو آزاد اور آزاد کے بیٹے تھے۔

تنمیهم مازن فی فرع نبعتها جد کریم وعود غیر خوار[2]

انکا تعلق قبیلہ مازن کی ایک ایسی شاخ سے تھا جس کا سلسلہ ایک شریف النسل سے ہوتا ہے اور وہ خود معزز اور شریف تھا۔

ابن مناذر نے بھی انکی مدح کی ہے، فرماتے ہیں۔

سمیتم آل العلاء لانکم اهل العلا ومعدن العلم

تمہارا نام آل علاء اس لیے رکھا گیا ہے کہ تم لوگ عالی مرتبت ہو اور علم کے خزانے ہو۔

ولقد بنی آل العلاء لمازن بیتا احلوا مع النجم[3]

آل علاء نے اپنے قبیلہ مازن میں ایک ایسا گھر آباد کیا ہے جسکو ستاروں سے مزین کیا ہے۔

ابوعمرو اسدی کہتے ہیں کہ میں امام ابوعمرو کے انتقال کے بعد انکے فرزندوں کے پاس تعزیت کیلئے گیا ابھی وہیں تھا کہ یونس بن حبیب آگئے، انھوں نے فرمایا کہ آج تک ہم نے انکا ثانی نہیں دیکھا اگر ان کے علم و فن اور زہد و ورع کو شمار کیا جائے

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ والعبر فی خبر من غبر ۱/۲۲۳ ووفیات الاعیان ۲/۱۰۵۔
[2] معرفۃ القراء ۱/۱۰۴۔
[3] روضات الجنات ۲/۲۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان تقسیم کردیا جائے تو وہ سب کے سب عالم وزاہد ہو جائیں گے اور اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ انکو ضرور ان کے درجہ ومرتبہ کی خوشخبری دیتے[1]

ابو عمرو علم وفن کے ساتھ سنت کے بھی پابند تھے[2]، ابراہیم بن الحرب کا بیان ہے کہ ابو عمرو ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی خواہشات کی اتباع نہیں کرتے[3]

حجاج کے مظالم

حجاج کے مظالم کیوجہ سے ابو عمرو اپنے والد کے ہمراہ عراق سے جنوبی عرب چلے آئے اسوقت انکی عمر تقریباً بیس سال تھی، یہ لوگ ایک عرصہ تک جنوبی عرب میں روپوشی کی زندگی گذارتے رہے، اس سفر کی وجہ سے غالباً ابو عمرو کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں قرأت کی ترویج واشاعت کا موقع ملا[4] اور یہ سلسلہ بظاہر ۹۵ھ / ۷۱۴ء حجاج کی وفات تک جاری رہا اسکی وفات کے بعد ابو عمرو اور ان کے والد عراق واپس آئے لیکن ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ ابو عمرو نے خود مجھ سے بیان کیا کہ مجھے اور میرے والد کو حجاج بن یوسف نے طلب کیا تو ہم اس کے خوف سے یمن کیطرف نکل بھاگے مگر راستہ ہی میں ایک شخص کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ـ

لا تضیق بالامور فقد تفـ ـرج غماؤھا بغیر احتیال

معاملات سے تنگ دل نہ ہو کیونکہ پریشان حالی کا خاتمہ بغیر کسی کوشش کے خود بخود ہو گیا ـ

رب ما تکرہ النفوس من الامور لھا فرجۃ کفرج العقال

کتنے ایسے ناپسندیدہ معاملات ہوا کرتے ہیں جو نفس پر گراں گذرتے ہیں، مگر ان کا راستہ اسی طرح نظر آتا ہے جیسے اونٹ اپنی رسی سے آزاد ہو جاتا ہے ـ

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۲ [2] ایضاً ۱/ ۲۸۹ ووفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶ ـ
[3] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۱۷۹ ـ
[4] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۸۹ ووفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶ ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے والد نے اس سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے اس نے بتایا کہ حجاج کا انتقال ہو گیا یہ سن کر ہمیں محسوس ہوا کہ ہم غموں سے نجات پا گئے ہے[1] چنانچہ بصرہ واپس لوٹ آئے ۔

امراء کے دربار میں رسوخ

اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے انھیں بڑی شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی اور عوام کے علاوہ ارباب حکومت میں بھی وہ باریاب ہو گئے تھے، خلیفہ السفاح کے چچا سلیمانؔ سے اور خلیفہ مہدی کے چچا یزیدی سے نیز شام کے حاکم عبدالوہاب سے انکے اچھے مراسم و تعلقات تھے، عبدالوہاب سے ملاقات کر کے آئے تھے کہ انکا انتقال ہوا۔

فن قرأت میں علوئے مرتبت

امام ابو عمرو کا درجہ فن قرأت میں بہت بلند ہے، انھوں نے تابعین کی ایک جماعت سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی تھی، علم قرأت کے حصول میں خاص طور پر بڑی سعی کی اور قرأت قرآن میں ایک طرز خاص کے موجد و امام ہوئے، خود ان کا بیان ہے کہ میں نے قرآن پاک کا ایک حرف بھی بغیر نقل و اثر کے اپنی رائے سے نہیں پڑھا ہے[2]

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ ابو عمرو کی قرأت میری پسندیدہ ہے[3]، وہ انکی قرأت کو قریش اور فصحاء کی قرأت کہتے ہیں[4]، امام اصمعیؒ کا بیان ہے کہ ابو عمرو اپنے شیخ سلطان الاولیاء حسن بصریؒ کی زندگی ہی میں سیادت کے مرتبہ پر پہونچ گئے تھے، اور اپنے عہد میں سب پر فائق و برتر تھے[5]، اہل مدینہ اسے قاری ہی تسلیم نہ کرتے تھے، جس نے ابو عمرو سے اخذ قرأت نہ کیا ہو، خود امام ابو عمرو کا بیان ہے کہ مجھے اس علم سے کمسنی ہی سے دلچسپی ہے اور اب میری عمر ۸۴ سال ہے[6]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۱ و وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶ [2] شرح شاطبی ص ۱۳

[3] ایضاً [4] ابراز المعانی ص ۵ [5] معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۱ و وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۵

[6] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۱ و معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۲ و بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۲۶۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اسوقت بہت سی قرائتیں رائج ہیں، میں کس کی قرأت پڑھوں، آپؐ نے فرمایا ابوعمرو بن العلاء کی قرأت اختیار کرو[1]

شجاع بن ابونصر کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپؐ کی خدمت میں ابوعمرو بن العلاء کی قرأت سے متعلق کئی چیزوں کو پیش کیا آپؐ نے سوائے دو حرفوں کے کسی کو رد نہیں فرمایا، پہلی آیت وارنا مناسکنا (۲۰-۲۲۸) اور دوسری آیت ماننسخ من آیۃ او ننسا ھا (۲-۱۰۶) ہے[2]

نصر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ آپ کا عمل کس قرأت پر ہے، تو انھوں نے فرمایا کہ ابوعمرو بن العلاء کی قرأت پر[3]

شعبہؒ کا بیان ہے کہ ابوعمرو بن العلاء کی قرأت کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ یہ لوگوں کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہے[4] وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ وہ جو پڑھتے ہیں اس پر توجہ دو کیونکہ یہ لوگوں کے لیئے سند بننے والی ہے[5] علامہ ابن الجزری نے شعبہؒ کے اقوال پر تبصرہ کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

"شعبہ کی یہ بات درست ثابت ہوئی کہ شام، حجاز، یمن اور مصر میں لوگوں کے درمیان امام ابوعمرو ہی کی قرات رائج ہے، ان ممالک میں ایک بھی شخص نہ ملے گا جو انکی قرأت کے علاوہ کسی اور قرأت کی تعلیم دیتا ہو خاص طور سے "فرش" میں ہاں اصول کے اندر لوگ غلطی کرتے ہیں اور شام کے لوگ امام ابن عامر شامیؒ کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے مگر ایک شخص نے جامع الاموی میں

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۹۱ و معرفۃ القراء ۱/۱۰۲

[2] ایضاً۔ [3] ایضاً [4] ایضاً

[5] ایضاً ۱/۲۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھ کر لوگوں کو امام ابوعمرو کی قرأت کی تعلیم دینا شروع کیا اور یہ سلسلہ کئی برسوں تک جاری رہا یہانتک کہ ابوعمرو کی قرأت لوگوں میں مشہور ہوگئی [1]

علامہ دانی" فرماتے ہیں :-

والیہ انتہت الامامۃ فی القراۃ بالبصرۃ [2]

بصرہ میں امام ابوعمرو پر امامت قرأت ختم ہوگئی

یزید کا بیان ہے کہ

کان ابوعمرو قد عرف القراآت فقرأ من کل قراۃ باحسنہا وبما یختار العرب وبما بلغہ من لغۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجاء تصدیقہ فی کتاب اللہ عزوجل [3]

ابوعمرو عارف قرأت، تمام قرأتوں کے ماہر اور ہر اس قرأت کو احسن طریقے سے پڑھتے تھے جسکو اہل عرب اختیار کرتے ہیں اور اس لغت کو پڑھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت ہے اور جسکی تصدیق کتاب اللہ نے کی ہے

خود ابوعمرو بن العلاء کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر نے میری قرأت سنکر فرمایا کہ تم اسی قرأت پر مضبوطی سے عمل کرو [4] ابوبکر بن مجاہد فرماتے ہیں کہ

وکان فی عصرہ بالبصرۃ جماعۃ من العلم بالقراۃ لم یبلغو مبلغہ والی قراتہ صار اھل البصرۃ او اکثرھم [5]

انکے زمانہ میں بصرہ میں قرأت کے عالموں کی پوری جماعت تھی لیکن ان میں سے کوئی انکا ہمسر نہ تھا، اہل بصرہ یا انکی اکثریت ابوعمرو کی قرأت پر عمل کرتی تھی ۔

حدیث

امام ابوعمرو کا شمار محدثین میں بھی ہوتا ہے، انھوں نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق اپنے والد اور انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، ابوصالح السمان، ایاس، حسن بصریؒ، ابن سیرین، نافع مولیٰ ابن عمر،

---

[1] ایضاً [2] معرفۃ القراء ۱/۱۰۱
[3] ایضاً ۱/۱۰۲ [4] ایضاً - [5] تہذیب التہذیب ۱۲/۱۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدیل بن میسرہ، فرقد سنجی، مجاہد اور ابورجاء العطاردی وغیرہ سے احادیث روایت کیں[1] اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں انکے بھائی معاذ بن العلاء، شعبہ، حماد بن زید، شریک نخعی، معمر ابن راشد، وکیع، ہارون بن موسی نحوی، اصمعی، عبید بن عقیل، شبابہ، ابواسامہ اور ابوزید سعید بن اوس وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں[2] لیکن علامہ ذہبیؒ کا قول ہے کہ کتب حدیث میں ان کے واسطے سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے[3] اور اس کی وجہ ان ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ حدیث میں قلیل الروایۃ تھے[4]

ثقاہت و عدالت

ابو عمرو ثقہ صادق اور ضابط تھے[5] علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان کا شمار تابعین کے پانچویں طبقہ میں کرتے ہوئے ثقۃ من علماء العربیۃ لکھا ہے[6] جرح وتعدیل کے امام ابن معین کا بیان ہے کہ ابو عمرو ثقہ تھے[7] ابو حاتم نے لاباس بہ کہا ہے[8] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں

وھو صدوق حجۃ فی القراۃ[9] امام ابو عمرو صدوق اور فن قرأت میں حجت تھے۔

ملا علی قاری کا بیان ہے کہ ابو عمرو ثقہ عادل وزاہد اور صدوق تھے[10] ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[11] ابوعبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں۔

وکان صدوقا مامونا[12] اور عمرو سچے اور قابل اطمینان تھے۔

گو انکی ثقاہت میں کلام نہیں کیا گیا ہے تاہم وہ کبار حفاظ کے ہم پایا نہ تھے اسی لیئے ابو خیثمہ نے کہا ہے۔

کان ابو عمرو بن العلاء رجلا لا بأس بہ ولکنہ لم یحفظ[13] ابو عمرو ایسے شخص تھے جن میں کوئی حرج نہیں تھا مگر وہ درجہ حفظ میں نہیں تھے۔

---

[1] ایضاً ۱/۱۷۹ وغایۃ النہایہ ۱/۲۸۹ ومعرفۃ القراء ۱/۱۰۱ والعبر فی خبر من غبر ۱/۲۲۳۔
[2] وفیات الاعیان ۲/۱۰۵ [3] معرفۃ القراء ۱/۱۰۴ [4] روضات الجنات ۲/۲۹۹ وبغیۃ الوعاۃ ۲/۲۲۶
[5] غایۃ النہایہ ۱/۲۹۰ [6] تقریب التہذیب ص ۲۶۲ [7] معرفۃ القراء ۱/۱۰۴ وبغیۃ الوعاۃ ۲/۱۴
[8] معرفۃ القراء ۱/۱۰۴ [9] روضات الجنات ۲/۲۹۹ وبغیۃ الوعاۃ ۲/۲۶۷۔ [10] شرح شاطبی ص ۱۳۔
[11] تہذیب التہذیب ۱۲/۱۸۰ [12] ایضاً [13] ایضاً ۱۲/۱۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نحو امام ابوعمرو فن نحو کے امام اور بصرہ کے دبستان نحو کے گل سرسبد تھے نحو کی تعلیم نصر بن عاصم سے حاصل کی اور نحو دان سے یونس بن حبیب نحوی خلیل بن احمد نحوی اور ابو محمد علی بن مبارک زیدی نے فن نحو کی تحصیل کی[1] ان کا شمار نحو کے چوتھے طبقہ میں ہوتا ہے[2] خلیل بن احمد بصرہ کے سب سے ممتاز و مشہور عالم مانے جاتے ہیں لیکن ابوعمرو کو ان پر بھی فوقیت و برتری حاصل تھی، علاوہ ازیں وہ ان کے شاگرد بھی تھے[3]

نحویں اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے نحوی کی نسبت سے معروف ہوئے[4] ابن جنی فرماتے ہیں۔

کان ممن نظروا فی النحو و التصریف وتدربوا وقاسوا[5]	وہ ان لوگوں میں سے تھے جو نحو و صرف میں اہل نظر ماہر اور صاحب قیاس ہیں۔

لغت و عربیت ابوعمرو بن العلاء لغت و عربیت میں بھی یگانہ روزگار تھے تذکرہ نگاروں نے انھیں لغت و عربیت کا امام لکھا ہے، ابن مجاہد فرماتے ہیں۔

وکان مع علمہ باللغۃ وفقھہ بالعربیۃ متمسکا بالآثار[6]	لغت و عربیت کے علم و معرفت کے ساتھ وہ آثار پر عمل پیرا تھے۔

ابن الاثیر کا بیان ہے کہ

امام فی القراۃ والنحو واللغۃ[7]	وہ فن قرأت، نحو اور لغت کے امام تھے

شعر و ادب امام ابوعمرو کو شعر و ادب سے بھی دلچسپی تھی دور جاہلیت کے شعراء کے بہت سے اشعار انکو یاد تھے اور وہ انھیں برمحل اور برموقع

---

[1] نزہۃ الالباء ص ۳۰۔ [2] مرأۃ الجنان ۱/۳۲۵۔ [3] تذکرۃ النحاۃ ص ۳
[4] اللباب فی تہذیب الانساب ۲/۲۱۷۔ [5] المدارس النحویہ ص ۲۷
[6] تہذیب التہذیب ۱۲/۱۷۹ [7] اللباب ۲/۲۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال بھی کرتے تھے، اشعار ان لوگوں کے حوالے سے نقل کرتے جن لوگوں نے دور جاہلیت کے شعراء کو دیکھا تھا[1] امام اصمعی کا بیان ہے کہ میں ابوعمرو کے پاس دس سال تک رہا مگر میں نے انکی زبان سے کبھی دور اسلام کے کسی شاعر کا شعر نہیں سنا ہے[2] میں نے ابوعمرو سے ہزار مسئلے دریافت کئے ابوعمرو نے ہر مسئلہ کا مدلل جواب دیا جسکے ثبوت میں شعرائے جاہلیت کا کلام بھی پیش کیا ہے[3] ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ ابوعمرو بن العلاء خلیفہ السفاح کے چچا سلیمان علی کے پاس گئے تو اسنے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا انھوں نے اسکا جواب دیا وہ اسے پسند نہیں آیا، ابوعمرو کو اسکا احساس ہوگیا پھر انھوں نے یہ شعر پڑھا۔

انفت من الذل عند الملوک وان اکرمونی وان قربوا

میں نے بادشاہوں کے پاس ذلت ہی محسوس کی اگرچہ وہ میری عزت کریں اور مجھے قربت بخشیں۔

اذا ما صدقتهم خفتهم ویرضون منی بان یکذبوا[4]

جب میں انکی تصدیق کرتا ہوں تب بھی ان سے ڈرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے اس پر راضی ہوتے ہیں کہ انکی تکذیب کی جائے۔

اصمعیؒ کا بیان ہے کہ وہ رمضان المبارک میں کبھی شعر نہیں پڑھتے تھے[5]

جامعیت

انکی جامعیت کا اندازہ مندرجہ ذیل اقوال سے ہوگا، صاحب تذکرہ النحاۃ لکھتے ہیں۔

درعلم قرآن وعربیت واشعار عرب یگانہ روزگار بود[6]	علم قرآن وعربیت اور اشعار عرب میں یگانہ روزگار تھے

علامہ سیوطی اور باقر موسوی لکھتے ہیں۔

کان اماما اهل البصرة فی القرأة والنحو واللغة[7]	ابوعمرو قرأت، نحو اور لغت میں اہل بصرہ کے امام تھے

---

[1] الاعلام ۳/ ۴۱ [2] وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶ [3] مرأة الجنان ۱/ ۳۲۵
[4] وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۷ [5] ایضاً ۲/ ۱۰۶ [6] تذکرة النحاة ص ۳
[7] بغیة الوعاة ۲/ ۲۶۷ روضات الجنات ۲/ ۳۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ

کان ابوعمرو اعلم الناس بالقرآن والعربیۃ وایام العرب والشعر وایام الناس [1]	ابوعمرو فن قرأت، عربیت، ایام عرب، شعر اور ایام الناس کے اعلم الناس تھے۔

ابوبکر ابن مجاہد کا قول ہے

کان ابوعمرو مقدما فی عصرہ عالما بالقرأۃ ووجوھا قدوۃ فی العلم واللغۃ امام الناس فی العربیۃ [2]	ابوعمرو اپنے زمانہ میں فائق و مقدم تھے جو فن قرأت اور اسکے مختلف وجوہ سے واقف اور علم و لغت میں ایک مثالی نمونہ اور عربیت میں لوگوں کے امام تھے

ابومعاویہ الازہری فرماتے ہیں۔

کان من اعلم الناس بوجوہ القرأت والفاظ العرب ولنوادر کلامھم وفصیح اشعارھم [3]	قرأت کے وجوہ، عرب کے الفاظ ان کے نوادر کلام اور فصیح اشعار کے سب سے بڑے عالم تھے۔

www.kitabosunnat.com

جاحظ کا قول ہے کہ

کان اعلم الناس بالغریب والعربیۃ وبالقرآن والشعر وبایام العرب وایام الناس [4]	غریب الفاظ، عربیت، قرآن، شعر، ایام عرب اور ایام الناس کے سب سے بڑے عالم تھے۔

کرامات ابوعمرو کے بعض خوارق و کرامات بھی بیان کئے گئے ہیں، عبدالوارث کا بیان ہے کہ ایک سال میں انکے ساتھ حج کیلئے روانہ ہوا، ایک دن راستے میں ایک چٹیل میدان میں ہمیں بٹھایا اور خود کہیں چلے گئے یہ تاکید

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۰۳۔ [2] تہذیب التہذیب ۱۲/۱۷۹۔
[3] ایضاً ۱۲/۱۸۰۔ [4] المدارس النحویہ ص ۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کر گئے تھے کہ میری واپسی تک یہاں سے کہیں نہ جانا لیکن جب بہت دیر ہو گئی تو میں انکی تلاش میں نکلا، اچانک میری نظر ان پر پڑی دیکھا کہ وہ اس بے آب و گیاہ سرزمین میں ایک چشمہ پر وضو کر رہے ہیں، یہ راز فاش ہو جانے پر انھوں نے مجھ کو تلقین فرمائی کہ اسے کسی سے بیان نہ کرنا میں نے اسکا عہد کیا اور خدا کی قسم انکی زندگی بھر اسکا کسی سے ذکر نہیں کیا[1]۔

تصانیف انکی پوری زندگی تعلیم و تدریس میں بسر ہوئی مگر انھیں تحریر و تصنیف سے بھی شغف تھا ابن الندیم نے انکی دو کتابوں کتاب النوادر[2] اور کتاب القرات کا ذکر کیا ہے[3]، انکی نظر سے انکے بعض مخطوطات بھی گزرے تھے[4] انکا بیان ہے کہ کتاب النوادر کا ایک نسخہ جو ابو عمرو نے چھوڑا تھا بعینہ باقی ہے[5] متعدد اہل فن نے ان کے فن پر بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً احمد بن یزید الحلوانی کی کتاب قراۃ ابی عمرو اور ابو ذہل کی تصنیف کتاب قراۃ ابی عمرو بن العلاء وغیرہ[6]

اقوال زریں ابو عمرو بن العلاء سے بعض زریں اقوال منقول ہیں، مثلاً امام اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عمرو کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اہل خیر سے خیر لے لو اور اہل شر کیلئے شر چھوڑ دو[7] ابن مناذر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ حصول علم کی مدت کیا ہے، فرمایا زندگی بھر[8]، نیز فرماتے ہیں۔

اول العلم الصمت ثم حسن	خاموشی اولین علم ہے، پھر عمدہ سوال کرنا
السوال ثم حسن اللفظ ثم نشرہ	پھر الفاظ کا حسن پھر لائق و اہل لوگوں میں
عند اھلہ وقال احتمال الحاجۃ	اسکی اشاعت ہے اور فرمایا کہ ضرورت مند

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۹۱ [2] الفہرست ص ۴۱ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱/ ۸۷
[3] الفہرست ص ۵۳ ۔ [4] ایضاً ص ۴۱ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱/ ۸۷
[5] ایضا [6] الفہرست ص ۴۲
[7] معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۲ [8] وفیات الاعیان ۲/ ۱۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر من طلبها من غیر اھلھا قال وما تساب اثنان الا غلب الأمھما وقال اذا تمکن الاخاء قبح الثناء وما ضاق مجلس بمتحابین وما اتسعت الدنیا المتباغضین۔[1]

رہ جانا اس سے بہتر ہے کہ نا اہل لوگوں سے حاجت روائی کی درخواست کی جائے دو گالی گلوچ کرنیوالوں میں جو زیادہ کمینہ ہوتا ہے وہی غالب آتا ہے، دوستی جب پختہ ہوتی ہے تو درستی، تعریف بری لگتی ہے دو آپس میں محبت کرنے والوں کیلئے کوئی مجلس تنگ نہیں ہوتی، لیکن نفرت کرنیوالوں کیلئے دنیا بھی تنگ ہو جاتی ہے۔

انتقال

امام ابو عمرو بصری نے ۱۵۴ھ میں عباسی خلیفہ منصور کے زمانہ میں ۸۶ برس کی عمر میں کوفہ میں انتقال کیا[2] بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کا انتقال شام کے راستے میں ہوا[3] ابن خلکان اور دوسرے تذکرہ نگاروں کے مطابق یہ گورنر شام عبدالوہاب بن ابراہیم سے ملاقات کر کے آئے تھے کہ کوفہ میں انتقال ہوا[4]، کوفہ میں ان کی قبر پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ ابو عمرو بن العلا کی قبر ہے[5]۔

گو وفات کے متعلق متعدد اقوال ملتے ہیں مگر اکثر لوگوں کے نزدیک ان کی وفات ۱۵۴ھ میں ہوئی ہے[6] علامہ دانی نے بھی اسی کو درست قرار دیا ہے[7]، انکی وفات پر عبداللہ ابن مقفع نے مرثیہ لکھا تھا جس کے چند اشعار یہ ہیں ۔

---

[1] شذرات الذہب ۱ / ۲۳۸

[2] معرفۃ القراء ۱ / ۱۰۵ وغایۃ النہایہ ۱ / ۲۹۲ ونزہۃ الالبار ص ۳۸۔

[3] المعارف ص ۵۴۰ وتہذیب التہذیب ۱۲ / ۱۸۰ والاعلام ۳ / ۴۱ ووفیات الاعیان ۲ / ۱۰۷

[4] ایضاً ۲ / ۱۰۶ وشذرات الذہب ۱ / ۲۳۸۔

[5] معرفۃ القراء ۱ / ۱۰۵۔

[6] غایۃ النہایہ ۱ / ۲۹۲۔ [7] التیسیر ص ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رزئنا اباعمرو ولاحی مثلہ فللّٰہ ریب الحادثات بمن وقع

فان تک قد فارقتنا وترکتنا ذوی خلۃ مافی انسداد لہا طمع

فقد جر نفعا فقدنا لک اننا امنا علی کل الرزایا من الجزع[1]

یہ اشعار دوسروں سے بھی منسوب کئے گئے ہیں مگر صحیح قول کے مطابق یہ ابن مقفع ہی کے اشعار ہیں۔

---

[1] وفیات الاعیان ۱۰۷/۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حفص بن عمر دوری رحمہ اللہ

نام ونسب

حفص نام، ابو عمر کنیت، دوری نسبت اور نسب نامہ یہ ہے:-

ابو عمر حفص بن عمر بن عبد العزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان ازدی دوری[1]

انکے شجرہ نسب میں قدرے اختلاف ہے یاقوت حموی نے صہبان بن عدی کے بجائے صہبان بن عیسیٰ لکھا ہے[2]

ولادت ووطن اورنسبت

ابو عمر دوری ۱۵۰ھ/۷۶۷ء میں دور میں پیدا ہوئے[3]، دور مشرقی بغداد کا ایک محلہ ہے یہی انکا وطن اور جائے پیدائش ہے اور اسی کی طرف منسوب ہوکر وہ دوری کہلائے[4] ، ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ سامرا میں رہتے تھے[5] ممکن ہے سامرا میں رہے ہوں مگر دور کی نسبت اسقدر مشہور ہے کہ اس میں کلام کی گنجائش نہیں

حصول علم اورشیوخ

امام ابو عمر دوری نے حصول علم میں بڑی سعی وکوشش کی اور کثیر التعداد اصحاب علم وفضل سے اکتساب فیض کیا، یاقوت رومی لکھتے ہیں:-

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۵۵ معرفۃ القراء الکبار ۱/۱۹۱ [2] یاقوت رومی، معجم الادباء ۴/ ۱۱۸ مطبوعہ ہندیہ بالموسکی مصر ۱۳۲۷ھ [3] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۵۵ وشرح شاطبی ص ۱۳ وصلاح الدین صفدی، نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۱۴۶ [4] معجم الادباء ۴/ ۱۱۸ وعلامہ ابن الاثیر اللباب فی تہذیب الانساب ۱/ ۴۲۸ مکتبہ القدسی قاہرہ ۱۳۵۷ھ
[5] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۸ دائرۃ المعارف حیدرآباد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحل فی طلب القرأت وقراۃ بالحروف السبعۃ وبالشواذ وسمع من ذالک شیئاً کثیرا[1]

قرأتوں کے حصول کیلئے انھوں نے سفر کئے اور قرأت سبعہ اور شاذ قرأتوں کا علم حاصل کیا اور اس سلسلہ میں کافی معلومات حاصل کیں۔

ابن نفاح کا بیان ہے کہ میں نے دوری کو فرماتے ہوتے سنا کہ میں نے امام نافع مدنی کی زندگی کو پایا مگر ان کی قرأت اسماعیل بن جعفر سے حاصل کی اور اگر میرے پاس دس درہم ہوتے تو میں سفر کر کے انکے پاس ضرور پہونچتا[2] انکے چند شیوخ کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

اسماعیل بن جعفر مدنی، یعقوب بن جعفر انصاری، علی بن حمزہ کسائی، مسلم بن عیسی، یحیی بن المبارک یزیدی، شجاع بن ابو نصر خراسانی، سلیم بن عیسی، ابن عیینہ، ابو بکر البکراری، امام وکیع، ابی عمارہ حمزہ بن قاسم الاحول اور کچھ حروف کی سماعت ابو بکر بن عیاش سے بھی کی[3]

امام دوری کا یہاں تذکرہ اس لیئے کیا گیا ہے کہ یہ ابو عمرو زبان بن العلاء بصری کی قرأت کے پہلے راوی ہیں حالانکہ انھوں نے امام ابوالحسن علی کسائی کی قرأت کی خاص طور سے تحصیل کی اور مدۃ العمر انھیں کی قرأت کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے اور ان کی قرأت کے راوی کہلائے ۔

سلسلہ قرأت

امام دوریؒ نے تعلیم قرأت یحیی یزیدی سے حاصل کی اور انھوں نے امام ابو عمرو بن العلاء بصری سے فن قرأت کے نکات سیکھے اسطرح امام دوری اور امام بصری کے درمیان صرف ایک

---

[1] معجم الادباء ۴ / ۱۱۸

[2] معرفۃ القراء ۱ / ۱۹۱ [3] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱ / ۵۵ و نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۱۴۶ و تہذیب التہذیب ۲ / ۴۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واسطہ ہوا اور اگر امام ابوعمرو بصری کے سلسلہ قرأت کو ملا دیا جائے تو امام دوری کا سلسلہ قرأت پانچ واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔

تلامذہ امام دوریؒ کثیر التلامذہ ہیں انکے پاس اہل علم دور دراز سے علم قرأت کی تحصیل کیلئے آتے تھے، صلاح الدین صفدی لکھتے ہیں :

وتصد من الآفاق وازدحم علیه الحذاق لعلو سنده وسعة علمه۔[1] انکے علوئے سند اور وسعت علم کی وجہ سے ماہرین فن بکثرت اور دور دور سے انکے پاس آتے۔

انکے تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

احمد بن حرب شیخ مطوعی، احمد بن فرج، احمد بن محمد بن حماد بن ماہان، احمد بن یزید الحلوانی، احمد بن مسعود السراج، اسحاق بن ابراہیم عسکری، اسمٰعیل بن احمد، اسمٰعیل بن یونس بن یٰسین، بکر بن احمد السراویلی، جعفر بن عبداللہ بن الصباح جعفر بن محمد بن اسد، جعفر بن محمد بن عبداللہ الفارض، جعفر بن محمد بن ہیثم، حسن بن علی بن بشار بن علاف، حسین بن حسین صواف، حسن بن عبدالوہاب، حسن بن حداد، خفر بن ہیثم طوسی، سعید بن عبدالرحیم، ابوعثمان ضریر، صالح بن یعقوب، عباس بن محمد، عبدالرحمٰن بن عبدوس، عبداللہ بن احمد فسطاطی، عبداللہ بن احمد بلخی، عبداللہ بن احمد بن حبیب نحوی، عبداللہ بن بکار، عثمان بن خرزاذ، علی بن سلیم دوری، علی بن محمد بن فارس بن عبیدل، علی بن حسین فارسی، عمر بن احمد بن نصر کاغذی، عمر بن محمد بن برزہ اصبہانی، قمر بن محمد کاغذی، قاسم بن زکریا المطرز، قاسم بن عبدالوارث، قاسم بن محمد بن سنان دوری کے صاحبزادے محمد بن حفص، محمد بن احمد برکی، محمد بن احمد بن ابو واصل، محمد بن حمدان النستری، محمد بن حمدون قطیبی، محمد بن فرج غسانی، محمد بن محمد بن نفاح، ابوالحسن باہلی، محمد بن ہارون متقی، نوح بن منصور، ہارون بن علی مرزق، محمد بن عبید رازی، ابوعبداللہ حداد، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن ابراہیم البرقی،

[1] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن العلاف شاگرد وغیرہ۔[1]

فن قرأت امام دوریؒ کا اصل سرمایہ امتیاز فن قرأت ہے اس میں انھیں کمال درجہ کا ملکہ حاصل تھا، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان اقرا اھل زمانہ واعلاھم استادا[2] — اپنے عہد کے سب سے بڑے قاری اور بلند مرتبہ استاد تھے۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ:۔

کان عالما بالقرآن وتفسیرہ[3] — وہ قرأت وتفسیر کے عالم تھے۔

مورخین اور تذکرہ نگاروں نے انکی فنی بصیرت کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ علامہ ابن الجزری نے امام القرأت، شیخ الناس، اور علامہ ذہبیؒ نے شیخ القرار، شیخ المقرئین فی عصرہ اور قاری اسلام لکھا ہے، یاقوت رومی نے امام القرار، شیخ العراق فی زمانہ لکھا ہے اور صلاح الدین صفدی نے شیخ المقرئین بالعراق کے خطاب سے سرفراز کیا ہے[4]

احادیث امام ابوعمر دوری کو قرآن کے ساتھ حدیث سے بھی گہرا لگاؤ تھا انھوں نے ابواسماعیل المؤدب، ابوتمیلہ یحیٰی بن واضح، ابراہیم بن سلیمان حجاج بن الاعور، اسماعیل بن عیاش، سفیان بن عیینہ، ابومعاویہ ضریر، محمد بن مروان السدی، علی بن قدامہ، یحیٰی بن ابوکثیر، عفان بن مسلم، عثمان بن عبدالرحمٰن الوقاصی، اور یزید بن ہارون وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ہے[5] اور انھیں سے روایت بھی کرتے ہیں، خود ان سے ابن ماجہ، ابوزرعہ رازی، حاجب بن اراکین اور محمد بن حامد وغیرہ نے احادیث روایت کی ہے[6]

---

[1] معرفتہ القرار ۱/۱۹۱-۱۹۲ وغایتہ النہایہ ۱/۲۵۵-۲۵۶ وخطیب بغدادی تاریخ بغداد ۸/۲۰۳ مکتبہ الخانجی قاہرہ مصر ۱۳۴۹ھ [2] میزان الاعتدال ۱/۲۶۵ [3] تہذیب التہذیب ۲/۴۰۸ [4] غایتہ النہایہ ۱/۲۵۵ ومعرفتہ القرار ۱/۱۹۱ والعبر فی خبر من غبر ۱/۴۴۶ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸ ونکت الہمیان فی نکت العمیان/۱۴۶ [5] ایضاً ومعرفتہ القرار ۱/۱۹۱ وتاریخ بغداد ۸/۲۰۳ [6] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو داؤد کا بیان ہے کہ میں نے احمد بن حنبلؒ کو امام دوریؒ کی روایتوں کو لکھتے ہوئے دیکھا ہے[1] ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے کہ انکی مرویات نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[2] مگر علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ثبت فی القراۃ ولیس ھو فی الحدیث[3] — وہ فن قرأت میں تو قابل اعتماد ہیں مگر محدث نہیں۔

امام دارقطنی نے ضعیف کہا ہے[4]

ضبط وثقاہت امام ابو عمر دوری عادل ثقہ اور ضابط تھے انکی ثقاہت وعدالت پر ائمہ جرح وتعدیل کی آرا ربہت اچھی ہیں، چنانچہ حاتم اور عقیلی نے ثقہ بتایا ہے[5] علامہ ابن الجزری نے ثقہ، ثبت کبیر اور ضابط لکھا ہے[6] ابو علی اہوازی کا بیان ہے کہ دوری اپنی مرویات میں ثقہ ہیں[7]

صلاح الدین صفدی لکھتے ہیں کہ:۔

وھو ثقۃ فی جمیع مایرویہ[8] — دوری اپنی تمام مرویات میں ثقہ ہیں۔

ابن حبان نے انکا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[9] علامہ ذہبی اور ابن العماد حنبلی نے وکان صدوقاً۔ لکھا ہے[10]

نحو امام دوریؒ کو تذکرہ نگاروں نے مقری کے ساتھ نحوی بھی لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نحو میں بھی ممتاز تھے۔

فتنہ خلق قرآن امام دوریؒ کے آخری دور میں فتنہ خلق قرآن اپنے عروج پر تھا اور عقیدہ باطل کے حاملین زور وجبر سے اپنے عقیدہ

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۲ وغایۃ النہایہ ۱/ ۲۵۶۔ [2] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۸۔
[3] میزان الاعتدال ۱/ ۲۶۵ [4] ایضاً ۔ [5] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۲ وتہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۸ [6] غایۃ النہایہ / ۲۵۵۔ [7] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۲۔ [8] نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۱۴۶۔ [9] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۸۔
[10] العبر فی خبر من غبر ۱/ ۴۴۶ وشذرات الذہب ۲/ ۱۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی علمائے حق سے تائید و حمایت چاہتے تھے، بصورت انکار ان علماء و قراء کو زبردست تکالیف و مصائب برداشت کرنے پڑے مگر وہ اپنے صحیح عقیدہ سے منحرف نہ ہوئے گو امام دوری ان مصائب و مشکلات کا شکار نہ ہوئے تاہم اس باطل عقیدہ کو باطل سمجھتے تھے، احمد بن فرح کا بیان ہے کہ میں نے امام دوریؒ سے دریافت کیا کہ قرآن پاک سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے تو انھوں نے فرمایا۔

کلام اللہ غیر مخلوق[1] — اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

دینداری امام ابو عمر دوریؒ بقول ابو علی اہوازی دیندار اور نیک تھے[2]

تصانیف امام ابو عمر دوری نے درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی حصہ لیا، ابن الندیم نے انکی کتاب القرآت[3] اور یاقوت رومی نے کتاب اجزاء القرآن کا ذکر کیا ہے[4]

فن قرأت میں انکی تصانیف کو اولیت کا فخر حاصل ہے، شیخ علی بن محمد کا قول ہے کہ امام دوریؒ نے سب سے پہلے قرآت جمع کیں، ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔

جمع السبعة وصنف فیها کتابا وکتب الحدیث وسمع کثیرا[5] — انھوں نے قرأت سبعہ پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی اور احادیث کی تدوین میں حصہ لیا اور بکثرت سماع کیا۔

صلاح الدین صفدی لکھتے ہیں۔

انه کان اول من جمع القرآت والفها[6] — امام دوری کو فن قرأت کی جمع و تالیف میں شرف اولیت حاصل ہے۔

www.kitabosunnat.com

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۹۲ و غایۃ النہایہ ۱/۲۵۶ و تاریخ بغداد ۸/۲۰۳ [2] معرفۃ القراء ۱/۱۹۲۔
[3] الفہرست ص ۵۳۔ [4] معجم الادباء ۴/۱۱۸۔
[5] شرح شاطبی ص ۱۳۔ [6] نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۱۴۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ شمس الدین ذہبیؒ اور علامہ ابن الجزریؒ نے بھی لکھا ہے کہ امام دوری کو قرأت جمع کرنے اور اسے تالیف کرنے کے سلسلے میں اولیت کا فخر حاصل ہے[1]

وفات

امام دوریؒ نے طویل عمر پائی آخر عمر میں آنکھوں کی روشنی جاتی رہی تھی،[2] ۹۶/سال کی عمر میں شوال ۲۴۶ھ/۸۶۰ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی،[3] کسی تاریخ گو نے لفظ مَاھِر سے تاریخ وفات نکالی ہے۔

علامہ دانیؒ نے سنہ وفات ۲۵۰ھ/۸۶۴ء اور ابن حبان نے ۲۴۸ھ لکھا ہے،[4] مگر ذہبیؒ نے ابن حبان کے قول کو غلط قرار دیا ہے[5]

اولاد

امام دوری کے ایک صاحبزادے محمد بن حفص کا ذکر ملتا ہے انھوں نے اپنے والد ہی سے علم قرأت کی تحصیل وتکمیل کی[6]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۱ وغایۃ النہایہ ۱/۲۵۵۔ [2] نکت الہمیان فی نکت العمیان ص ۱۴۹
[3] ایضاً وغایۃ النہایہ ۱/۲۵۷ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸ واللباب ۱/۴۲۸ وشرح شاطبیؒ /۱۳
[4] التیسیر ص ۵ وتہذیب التہذیب ۲/۴۰۸ ۔ [5] معرفۃ القراء ۱/۱۹۲ ۔
[6] غایۃ النہایہ ۱/۱۵۵ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام صالح بن زیاد سوسیؒ

نام ونسب

صالح نام، ابوشعیب کنیت اور شجرہ مندرجہ ذیل ہے۔
ابوشعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن جارود بن الرستمی[1] صاحب تاریخ بغداد نے انکا تذکرہ محمد بن شعیب سوسی کے نام سے کیا ہے اور انکی کنیت ابوشعیب کے بجائے ابوالمعصوم اور ان کے جداعلی کا نام مسرح کے بجائے مقترح لکھا ہے[2]

ان کے جداعلی مسرح الرستمی کے نام ونسبت میں بھی اختلاف ہے چنانچہ علامہ ذہبی اور علامہ ابن الجزریؒ نے نسبت الرستبي لکھا ہے جبکہ خطیب بغدادی نے مقترح الرشتکی اور علامہ دانی نے الرسیبتی لکھا ہے[3] مگر ہم نے معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار کے محققین بشارعواد معروف، شعیب الارناؤط اور صالح مہدی عباس کی تحقیق کو صحیح مان کر الرستمی لکھا ہے[4]

خاندان اور ولادت ووطن

صالح بن زیاد کے خاندانی حالات مفقود ہیں، ابن حجر عسقلانی نے صرف انکے ایک بھائی عبدالواحد کا نام لکھا ہے[5]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۹۳ وغایۃ النہایہ ۱/۳۳۲-۳۳۳ [2] ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ۵/۳۶۰-۳۶۱، مکتبۃ الخانجی مصر ۱۳۴۹ھ [3] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۹۳ وغایۃ النہایہ ۱/۳۳۳ والتیسیر ص ۵ [4] حاشیہ معرفۃ القراء ۱/۱۹۳۔
[5] ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان ۲/۱۶۹ دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۳۰ھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صالح بن زیاد سوسی کی تاریخ پیدائش تذکرہ نگاروں نے نہیں لکھی ہے، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ۲۶۱ھ میں بعمر ۹۰ سال وفات پائی اس لحاظ سے اگر تاریخ ولادت کا تعین کیا جائے تو ۱۷۱ھ سنہ ولادت ہوگا۔

امام سوسیؒ اہواز کے قریب ایک شہر سوس میں پیدا ہوئے، وہ ارض ربیعہ کے شہر رقہ جو دریائے فرات کے کنارے واقع تھا رہتے تھے[1] لیکن علامہ سمعانی نے لکھا ہے کہ جزیرہ میں رہتے تھے[2]

ابو بکر خطیب بغدادی کی یہ تحریر کہ صالح بن زیاد سوسیؒ ۱۳۶ھ میں اپنے سفر حج کے دوران بغداد آئے[3] ناقابل یقین ہے کیونکہ سوسیؒ کی ولادت ہی ۱۷۱ھ یا اس کے بعد ہوئی۔

نسبت صالح بن زیاد نسبت سوسی سے معروف ہیں انکی یہ نسبت جائے تولد سوس کی طرف ہے سوس خوزستان کا ایک شہر ہے اور خوزستان بلاد فارس میں سے ہے یہ اہواز کے علاقہ میں پڑتا ہے یہاں بہت سے علماء و محدثین پیدا ہوئے اور سوسی کہلائے ان میں صالح بن زیاد سوسی زیادہ مشہور ہیں، اسی شہر میں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر بھی ہے[4]

انکی زندگی ہی میں انکی شہرت سوسی سے ہوگئی تھی مورخین اور تذکرہ نگاروں نے بھی اسی نسبت سے انکا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ امام صالح بن زیاد سوسی نے ابو محمد یحییٰ بن المبارک یزیدی سے علم قرأت کے رموز و نکات کی تحصیل و تکمیل کی یزیدی امام ابو عمرو بن العلا کے شاگرد رشید تھے۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ۴/ ۳۹۲ دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۲۵ھ۔
[2] علامہ سمعانی، الانساب ۷/ ۲۹۸۔
[3] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ۵/ ۳۶۰
[4] اللباب فی تہذیب الانساب ۱/ ۵۷۷ والعبر فی خبر من غبر حاشیہ ۲/ ۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ قرأت امام موسیٰؒ نے یحییٰ یزیدی سے تحصیل علم کیا اور انھوں نے امام ابوعمرو بصری سے اس فن کے رموز و نکات سیکھے تھے اس طرح امام موسیٰؒ کی قرأت ایک واسطہ سے امام بصریؒ تک پہونچتی ہے اور امام بصری کے سلسلہ قرأت کو لے کر موسیٰؒ کی قرأت پانچ واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔

فن قرأت امام صالح بن زیاد سوسیؒ نے امام القراء ابوعمرو بن العلا بصریؒ کی قرأت کی تحصیل یحییٰ یزیدی سے کی اور اس کی ترویج و اشاعت میں اس قدر حصہ لیا کہ امام بصریؒ کی قرأت کے راوی کہلائے۔ اسی فنی مہارت و صلاحیت کی بنیاد پر اس فن کے امام قرار پائے تذکرہ نگاروں نے امام اور مقری اہل الرقہ لکھا ہے[1]

تلامذہ امام موسیٰ کثیر التلامذہ ہیں ان سے بہت سے لوگوں نے اپنی علمی پیاس بجھائی جنکے نام معلوم ہوسکے وہ یہ ہیں۔

ابو المعصوم محمد، ابو عمران موسیٰ بن جریر نحوی، ابو الحارث محمد بن احمد طرسوسی عرقی، احمد بن محمد رافقی، احمد بن حفص مصیصی، محمد بن سعید الحرانی، علی بن محمد سعدی، احمد بن یحییٰ الشمشاطی، علی بن احمد بن محمد الثغری، محمد بن اسماعیل قرشی، علی بن حسین رقی، محمود بن محمد الادیب انطاکی، موسیٰ بن جمہور، ابو الحسن بن زرعہ، اسماعیل بن یعقوب علی بن موسیٰ بن یزیغ، احمد بن شعیب نسائی الحافظ، جعفر بن سلیمان المشحلائی، ابو عثمان نحوی، حسین بن علی خیاط[2]

حدیث امام موسیٰؒ کو قرأت کے ساتھ حدیث سے بھی اشتغال تھا انھوں نے عبیداللہ بن موسیٰ، عبداللہ بن نمیر، اسباط بن محمد، سفیان بن عیینہ، محمد بن عبید، ابو اسامہ، یحییٰ بن صالح الوحاظی، اور یحییٰ بن المبارک یزیدی،

---

[1] مرآۃ الجنان ۲/ ۲۰۳، شذرات الذہب ۲/ ۱۴۲ [2] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے احادیث کی روایت کی اور خود ان سے ابوعروبہ الحرانی، ابوبکر بن ابوعاصم، ابوعلی محمد بن سعید رقی، مطین، ابوحاتم وغیرہ نے روایت کی ہے[1]

ان سے روایت کرنے والوں میں نسائی کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر ابن حجر نے اسکی صحت و علام صحت سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا ہے[2]

ثقاہت امام صالح بن زیاد سوسیؒ ثقہ و ثبت تھے ابن الجزری اور نسائی نے ثقہ اور ابوحاتم نے صدوق قرار دیا ہے[3] ابن حبان نے انکا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[4] لیکن کچھ لوگوں نے نقد و جرح بھی کیا ہے، چنانچہ امام دارقطنی نے غیر ثقہ[5] اور مسلم بن قاسم الاندلسی نے ضعیف قرار دیا ہے[6] مگر اندلسی کے اس بیان کو علامہ ابن حجر نے غیر مستند قرار دیا ہے[7]

وفات امام سوسیؒ نے محرم ۲۶۱ھ میں موضع رقہ میں وفات پائی[8]

اولاد سوسیؒ کے ایک صاحبزادے ابوالمعصوم محمد کا نام ملتا ہے انھوں نے سوسی ہی سے علم و فضل کا اکتساب کیا تھا[9]

---

۱ اللباب ۱/ ۵۷۷ و معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۳ تہذیب التہذیب ۴/ ۳۹۲۔ ۲ تہذیب التہذیب ۴/ ۳۹۲۔
۳ معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۳ و تہذیب التہذیب ۴/ ۳۹۲ و غایۃ النہایہ ۱/ ۳۳۲ ۴ لسان المیزان ۲/ ۱۶۹
۵ ایضاً۔ ۶ تہذیب التہذیب ۴/ ۳۹۲ ۷ ایضاً ۸ معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۳ و غایۃ النہایہ ۱/ ۳۳۲ و اللباب ۱/ ۵۷۷ و ابراز المعانی/ ۲۲ ۹ غایۃ النہایہ ۱/ ۳۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عبداللہ بن عامر شامیؒ

نام ونسب اورکنیت عبداللہ نام ، ابوعمران کنیت اور سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔
ابوعمران عبداللہ ابن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعہ بن عامر بن عبداللہ بن عمران یحصبی[1]،
یحصبی ، یحصب بن دہمان بن عامر بن حمیر بن سباب بن یشجب بن یعرب بن
قحطان بن عابر یعنی حضرت ہود علیہ السلام کیطرف نسبت ہے[2]، ایک قول کے مطابق
یحصب بن مالک بن اصبح بن ابرہہ بن الصباح ہیں[3]، علامہ شمس الدین ذہبیؒ کا بیان ہے
کہ یحصب بن دہمان تک انکا نسب ثابت ہے[4] اور انھیں کیطرف نسبت کرکے یحصبی کہے
جاتے ہیں[5] بعض لوگوں نے ان کے شجرہ نسب پر کلام کیا ہے اور اسی نسب ہی کو
لے کر عبداللہ ابن عامر کی زندگی میں ایک اہم واقعہ پیش آیا۔

ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا تو لوگوں نے کہا کہ ہماری امامت کون کرے گا۔
لوگوں نے مہاجر بن ابو المہاجر کا نام لیا تو کہا گیا کہ وہ تو مولی ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ کوئی
مولی ہماری امامت کرے یہ بات سلیمان بن عبدالملک تک پہونچی وہ جب خلیفہ ہوا تو
اس نے مہاجر کو بلایا اور ان سے کہا کہ جب رمضان کی پہلی تاریخ ہو تو امام کے پیچھے کھڑے
ہو جاؤ اور جب ابن عامر آگے بڑھیں تو ان کے کپڑے پکڑ کر ان کو پیچھے کھینچ لو اور ان سے

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۳ ـ ۴۲۴ ـ [2] ایضاً ـ
[3] ایضاً
[4] معرفۃ القراء ۱/ ۸۲ ـ ۸۴ ـ
[5] التیسیر ص ۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو کر جس کے نسب میں شبہ ہو وہ ہماری امامت نہیں کریگا چنانچہ مہاجر نے ایسا ہی کیا[1] مگر علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ ثابت النسب ہیں[2]

ان کی کنیت میں بھی اختلاف ہے گیارہ کنیتیں ملتی ہیں جو یہ ہیں :۔

ابو عمران ، ابو عبداللہ ، ابو عامر ، ابو نعیم ، ابو عثمان ، ابو سعد ، ابو محمد ، ابو موسیٰ ، ابو علیم ، ابو عبید ، اور ابو معبد[3] ان میں اول الذکر ابو عمران ہی مشہور اور صحیح کنیت ہے[4]

خاندان

ابن عامر شامی کا تعلق خاندان حمیر سے تھا جیسا کہ شجرہ نسب سے ظاہر ہے ، حمیر قحطان کی ایک شاخ تھی[5] ہیثم بن عمران کا بیان ہے کہ خود ابن عامر کا بیان ہے کہ میں حمیر کی نسل سے ہوں[6]

ولادت و وطن

امام ابن عامر شامی کے سنہ ولادت میں بھی کئی روایتیں ہیں ، یحیٰی بن حارث زماری کا بیان ہے کہ ابن عامر کی ولادت ۲۱ھ میں ہوئی[7] لیکن خالد بن یزید فرماتے ہیں کہ :۔

" میں نے عبداللہ ابن عامر یحصبی کو کہتے ہوئے سنا کہ میری ولادت ۸ھ میں بلقا کے مقام رحاب میں ہوئی جب میں دو سال کا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ، یہ فتح دمشق کے پہلے کا واقعہ ہے جب میں دمشق گیا تو دمشق فتح ہو چکا تھا اسوقت میری عمر نو سال تھی[8]

علامہ ذہبیؒ نے خالد بن یزید کا اسی طرح کا ایک اور بیان ان الفاظ میں نقل کیا ہے ۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۸۵ ۔ [2] ایضاً ۱/ ۸۲ و ۸۴ ۔
[3] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۴ تہذیب التہذیب ۵/ ۲۷۴ [4] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۴ ۔
[5] معرفۃ القراء ۱/ ۸۲ ۔ [6] ایضاً ۱/ ۸۴ [7] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵ ۔
[8] ایضاً ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمعت عبد اللہ ابن عامر یقول	میں نے عبداللہ ابن عامر کو کہتے ہوئے سنا کہ
قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا
ولی سنتان وانتقلت الی دمشق	تو میں دو سال کا تھا اور جب دمشق گیا تو میری
ولی تسع سنین [1]	عمر نو سال تھی۔

خالد بن یزید کا یہ بیان درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یحییٰ بن حارث ذماری کا بیان ہے کہ ابن عامر نے ۱۱۸ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی [2] اگر ۸ھ کو سنہ ولادت تسلیم کیا جائے تو ۱۱۸ھ میں ان کی وفات کے وقت انکی عمر ۹۷ سال نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ ۶۳۲ء میں ہوئی تھی [3]، اگر ابن عامر کی ولادت ۸ھ میں ہوئی ہوتی تو ان کی عمر اسوقت دو سال کے بجائے تین سال ہوتی۔

اسے درست تسلیم نہ کرنے کی تیسری وجہ یہ ہے دمشق ۱۴ھ ۶۳۵ء میں فتح ہوا اور بقول ابن عامر جب میں دمشق گیا تو دمشق فتح ہو چکا تھا اور اسوقت میری عمر ۹ سال تھی، اگر فتح دمشق کے وقت ابن عامر کی عمر ۹ سال تسلیم کر لیا جائے تو ابن عامر کی تاریخ پیدائش ۵ھ ہوتی ہے نہ کہ ۸ھ۔

علامہ ابن الجزری نے ۸ھ کے قول کو صرف اس لیے درست قرار دیا ہے کہ یہ خود ابن عامر کا قول ہے [4] تاہم اس قول کی حقیقت اوپر گذر چکی۔

ملا علی قاری کے اس بیان کی کہ ابن عامر کی ولادت ۲۱ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال قبل ہوئی [5]، کی غلطی خود ہی ظاہر ہے۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۸۳ [2] خلاصہ تہذیب الکمال ص ۲۰۲
[3] علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبیؐ ۲/ ۱۷۰ مطبع معارف اعظم گڑھ۔
[4] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵
[5] شرح شاطبیؒ ص ۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابو شامہ رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ انکی ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی[1]، مگر جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے یہ درست نہیں صحیح یہ ہے کہ امام ابن عامر شامی کی ولادت ۲۱ھ میں ہوئی، یحییٰ بن حارث ذماری کا واضح بیان بھی یہی ہے کہ عامر کی ولادت ۲۱ھ میں ہوئی، ان کے قول کو تمام تذکرہ نگاروں نے نقل بھی کیا ہے[2]

ان کے جائے پیدائش میں بھی اختلاف ہے، علامہ ابن الجزری نے خالد بن یزید کا قول نقل کیا ہے کہ ابن عامر شامی بلقا کے مقام رحاب میں پیدا ہوئے[3] اور رحاب ہی کو خیر الدین زرکلی نے بھی ان کا مولد بتایا ہے[4]، مگر ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ابن عامر شامی موضع جابیہ میں پیدا ہوئے[5]

بہر حال وہ رحاب یا جابیہ کو خیر آباد کہہ کر دمشق چلے گئے اور بقول علامہ شاطبیؒ ۔

واما دمشق الشام دار ابن عامر
فتلک بعبد اللہ طابت محللا

ترجمہ :۔ اور شام کا دمشق جو ابن عامر کا وطن ہے انکی وجہ سے زینت والا ہوگیا ۔

علامہ دانی اور صاحب الاقناع کا بیان ہے کہ قراء سبعہ میں امام ابن عامر شامی اور ابو عمرو بصری ہی ایسے ہیں جو غلام نہیں اور جنہیں آزاد اور خالص عرب ہونے کا فخر حاصل ہے[6]

ابن عامر تابعی ہیں[7] اور ان کا شمار دمشقی تابعین کے پہلے طبقے میں کیا جاتا ہے[8]

علامہ ابن مجاہدؒ نے گو انکا شمار ائمہ سبعہ میں چوتھے نمبر پر کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے علم وفضل، عہد وزمانہ اور جلیل القدر شیوخ کی بنیاد پر قراء سبعہ میں اپنے پیشروؤں سے کم نہیں۔

---

[1] ابراز المعانی ص ۱۲ ۔ [2] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵ و تہذیب التہذیب ۵/ ۲۷۴ و معرفۃ القراء ۱/ ۸۳ ۔ [3] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵ [4] الاعلام ۴/ ۹۵ ۔ [5] شرح شاطبیؒ ص ۱۲ ۔ [6] التیسر ص ۵ و حاشیہ الاستکمال ص ۱۰۵ ۔ [7] ایضاً ۔ [8] الفہرست ص ۴۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول علم اور شیوخ

امام ابن عامر نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک مقدس جماعت سے علوم وفنون خصوصاً قرآن وحدیث کی تحصیل وتکمیل کی، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابن عامر کے شیوخ کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہیں، لیکن بقول علامہ ابن الجزری یہ غلط ہے۔[1]

ابن عامر نے فن قرأت کی تحصیل حضرت ابو درداء عویمر بن عامر، ابو الہاشم بن مغیرہ بن ابو شہاب مخزومی اور حضرت فضالہ ابن عبید سے کی۔[2]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابن عامر نے حضرت عثمان غنیؓ سے قرآن پڑھا،[3] مگر یحییٰ بن حارث ذماری کہتے ہیں کہ ابن عامر نے حضرت عثمانؓ سے باقاعدہ پڑھا نہیں تھا، بلکہ ان کی قرأت کو نماز میں سنا تھا،[4] علامہ ابن الجزری نے بھی اسے ممکن قرار دیا ہے۔[5]

علامہ ابن الجزری نے ابن عامر کے شیوخ اور حصول علم قرأت کے متعلق نو اقوال نقل کر کے ان پر تبصرہ بھی کیا ہے جو حسب ذیل ہیں

(۱ - ۲) حضرت ابو درداءؓ سے پڑھا، یہ سب سے صحیح اور قرین قیاس ہے، علامہ ابو عمرو دانی نے اسکو ثابت کیا ہے[6] حافظ ابو عبداللہ نے حضرت ابو درداءؓ سے پڑھنے کو مشکل سمجھا ہے، حافظ ابو عبداللہ کی اس رائے پر علامہ ابن الجزری نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میری فہم میں اسکی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ انھوں نے اسکو کیوں مشکل سمجھا جبکہ دوسرے ائمہ نے اسکو درست قرار دیتے ہوئے اس پر اعتماد ظاہر کیا ہے۔

(۳) حضرت فضالہ ابن عبید سے پڑھا۔

۱۔ غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵ ۲۔ معرفۃ القراء ۱/ ۸۳۔
۳۔ ایضاً و ابراز المعانی ص ۵ وغایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۴۔
۴۔ معرفۃ القراء ۱/ ۸۴۔ ۵۔ غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۴
۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) حضرت عثمان غنیؓ سے پڑھا، ہو سکتا ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے پڑھا ہو یہ بعید از قیاس نہیں ہے

(۵) حضرت عثمانؓ سے قرآن کا کچھ حصہ پڑھا، یہ ممکن ہے۔

(۶) حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے پڑھا۔ یہ بھی قرین قیاس ہے۔

(۷) حضرت عثمانؓ سے پورا قرآن پڑھا، یہ بعید از قیاس ہے اور ثابت بھی نہیں۔

(۸) حضرت معاویہؓ سے پڑھا، یہ غلط ہے۔

(۹) معاذ سے پڑھا، یہ بھی غلط ہے[1]

ہشام بن عمار نے یحییٰ بن حارث ذماری کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے ابن عامر سے پڑھا اور انھوں نے مغیرہ بن شہاب سے اور مغیرہؓ نے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ سے پڑھا ہشام بن عمار فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ درست ہے[2]

سلسلہ قرأت امام ابن عامر شامیؒ نے ابو الہاشم مغیرہ بن شہاب مخزومی سے علوم القرآن کی تحصیل کی اور انھوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے فن قرأت کے رموز و نکات اور اسرار و غوامض کو سیکھا تھا اور حضرت عثمانؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل و دماغ کو روشن و منور کیا تھا اسطرح ابن عامر کا شجرہ قرأت دو واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔

تلامذہ ابن عامر سے جن لوگوں نے علم قرأت کی تحصیل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

اسماعیل بن عبد اللہ بن ابو المہاجر، ابو عبد اللہ مسلم بن مشکم، عبد الرحمان بن عامر، ربیعہ بن یزید، ولید بن عقبہ، ولید بن مسلم عبد الرزاق الوراق، ابو عمر و یحییٰ بن حارث زماری، جعفر بن ربیعہ سعید بن عبد العزیز، خلاد بن یزید بن صبیح المری، یزید بن ابو مالک وغیرہ[3]

علم و فضل امام عبد اللہ ابن عامر شامی علم و فضل میں سلف کی بہترین مثال تھے، ابو علی اہوازی فرماتے ہیں کہ:۔

---

[1] ایضاً [2] معرفۃ القراء ۱/۸۳ [3] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/۴۲۵ و تہذیب التہذیب ۵/۲۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ ابن عامر امام عالم ثقہ حافظ متقن عارف فہیم اور منقولات میں سچے ہیں جس کو انھوں نے افاضل مسلمین خیار تابعین اور جلیل القدر راویوں سے نقل کیا ہے ان کی مرویات میں انھیں متہم نہیں کیا جاسکتا ان کے یقین اور امانت میں کوئی شک نہیں انکی رداتیوں پر تنقید بھی نہیں کی جاسکتی ان کی نقل کی ہوئی باتیں درست ہیں انکا قول فصیح اور عزت ومرتبہ ارفع ہے امر میں درست علم میں مشہور اور فہم میں مرجع خلائق ہیں اپنے مذہب (قرأت) میں نقل سے تجاوز نہیں کیا اور خلاف حدیث کوئی بات نہیں کہی[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

حضرات صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح کی عقیدت ومحبت تھی وہ بے مثال ہے ابن عامر کو بھی آپؐ سے بے پناہ عقیدت تھی، ابن عامر نے ایک مرتبہ حضرت ابن الاسقعؓ کی زیارت کی تو ان سے دریافت کیا کہ آپ نے انھیں ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی تو انھوں نے فرمایا ہاں بس ابن عامر نے ان کا ہاتھ چوم لیا[2]

قرأت میں درجہ ومرتبہ

امام ابن عامر کا رتبہ فن قرأت میں بہت بلند ہے قرآن پاک کے شغف وانہماک ہی نے انھیں فن قرأت کے ایک طرز خاص کا موجد وامام بنادیا، انکی قرأت پر اجماع واتفاق ہوگیا تھا حالانکہ یہ تابعین کا دور تھا علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

امام اهل الشام فی القرأة[3]۔ وہ فن قرأت میں اہل شام کے امام تھے۔

علامہ ابن الجزری تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

امام اهل الشام فی القرأة والذی انتهت الیه مشیخة الاقرا بها[4] ابن عامر قرأت میں اہل شام کے امام تھے اور شیخت قرأت انہی کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۴۲۵ [2] شرح شاطبی ص ۱۴ ۔ [3] معرفۃ القراء ۱/۸۲ ۔ [4] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر ان کی قرأت پر ابن جریر طبری، ابوالہاشم اور ابن مجاہد وغیرہ نے تنقید کی ہے، ان کی تنقیدوں کا علامہ ابن الجزری نے جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن جریر طبری کی تنقید غیر معتبر ہے اور بقول سخاوی، ابوالقاسم شاطبی کا بیان ہے کہ ابن جریر طبری کی تنقید قابل توجہ نہیں ہے، ابوالہاشم اور ابن مجاہد کے اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہیں اور نہ قابل توجہ ہیں بلکہ اہل شام اور جزیرہ عرب کا انکی قرأت پر متفق ہونا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ انکی قرأت درست ہے۔ اہل شام برابر اس پر عمل پیرا رہے انکی قرأت پر نماز روزہ تلاوت وغیرہ میں تقریباً پانچ سو سال تک اجماع رہا[1]

حدیث انھیں علم قرأت کے علاوہ حدیث میں بھی وافر دستگاہ حاصل تھی، تذکرہ نگاروں نے امام فی الحدیث لکھا ہے انھوں نے صحابہ کرامؓ حضرت معاویہؓ بن ابوسفیان، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت فضالہ بن عبید اوسیؓ، حضرت واثلہ بن الاسقعؓ ابوادریس الخولانی، قیس بن حارث غامدی، مذحجی، اور حضرت ابوامامہ سے سماع و روایت کیا ہے اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمٰن کے بھائی ربیعہ بن یزید، عبداللہ بن العلاء ابن زبیر، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، جعفر بن ربیعہ، محمد بن ولید زبیدی وغیرہ قابل ذکر ہیں[2]

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ انکی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے[3] البتہ وہ قلیل الحدیث تھے جیسا کہ ابن سعد و ابن حجر نے لکھا بھی ہے[4]

مرویات میں پایہ ان کا شمار ثقہ اور صدوق لوگوں میں کیا جاتا ہے، عجلی، نسائی اور ابن حجر عسقلانی نے ثقہ قرار دیا ہے[5] ابن حجر نے طبقہ سادسہ یعنی ایسے تابعین میں شمار کیا ہے جنکی صحابہ کرام سے ملاقات ثابت نہیں تعجب ہے کہ ان سے

---

[1] ایضاً۔ [2] ایضاً و تہذیب التہذیب ۵/۲۷۴ و معرفۃ القراء ۱/۸۲۔ [3] ایضاً۔
[4] طبقات ابن سعد ۷/۴۵۰ و تہذیب التہذیب ۵/۲۷۴ [5] خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال ص ۲۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تسامح کیونکر ہوا جبکہ ابن عامر نے نہ صرف صحابہ کرام کا دور پایا اور ملاقات کی بلکہ انسے استفادہ بھی کیا، بعض تذکرہ نگار ... نے تو حضرت عثمان غنیؓ سے بھی قرآن پڑھنے کا ذکر کیا ہے اوپر اس سلسلہ میں بحث کی جا چکی ہے۔

خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں کہ :-

مقرئ الشامیین صدوق فی روایۃ الحدیث[1] — وہ شامی قراء میں حدیث کی روایت میں صدوق تھے۔

ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[2]

عہدہ قضا امام ابن عامر شامی مختلف علوم وفنون اور گوناگوں کمالات وامتیازات کے حامل تھے احکام ومسائل میں انکی وسعت نظر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دارالخلافت دمشق صحابہ وتابعین سے معمور تھا اس کے باوجود اس مرکزی شہر میں حضرت بلال بن ابوالدرداء کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک کے عہد میں وہ قاضی مقرر ہوئے، علامہ ابن الجزری اور علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ ابو ادریس الخولانی کی وفات کے بعد قاضی بنائے گئے ہے[3] خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں کہ :-

ولی قضاء دمشق فی خلافۃ الولید بن عبد الملک[4]

علامہ دانی اور ملا علی قاری نے قاضی دمشق[5] ابن العماد حنبلی نے قاضی الشام[6] اور یحییٰ بن حارث ذماری نے قاضی جند لکھا ہے[7]

بہرحال یہ طے ہے کہ وہ قاضی تھے چاہے ابوادریس خولانی کے بعد بنائے گئے ہوں یا جند کے قاضی رہے ہوں۔

---

[1] الاعلام ۴/ ۹۴ [2] تہذیب التہذیب ۵/ ۲۷۵
[3] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵ ومعرفۃ القراء ۱/ ۸۳ - ۸۴ [4] الاعلام ۴/ ۹۵۔
[5] التیسیر، ص ۵ شرح شاطبی ص ۱۴۔ [6] شذرات الذہب ۱/ ۱۵۶
[7] معرفۃ القراء ۱/ ۸۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت وخطابت

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد حکومت میں ان کو جامع الاموی دمشق کی امامت وخطابت سے بھی سرفراز کیا گیا۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے دور خلافت میں انکی امامت میں نماز ادا کرتے تھے[2] ہشیم بن عمران کا بیان ہے کہ ابن عامر ولید کے زمانہ میں جامع الاموی دمشق کے منتظم تھے علامہ ذہبی اور ابن الجزری نے بھی اسکی تائید کی ہے[3] اسی بات کو ہشیم بن عمران نے اس طرح بیان کیا ہے۔

کان عبد اللہ بن عامر رئیس اھل المسجد زمان الولید بن عبد الملک[4]

عبداللہ ابن عامر ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں اہل مسجد کے سردار تھے۔

یحییٰ بن حارث ذماری کا بیان ہے کہ اگر مسجد میں کسی ایسے عمل کو دیکھتے جو بدعت کے درجہ میں آتا ہو تو اس سے روک دیتے[5]

وفات

امام ابن عامر کی وفات ۱۰/ محرم الحرام (یوم عاشورہ) کو سنہ ۱۱۸ھ میں بزمانہ ہشام بن عبدالملک دمشق میں ہوئی[6]

---

[1] شرح شاطبی ص ۱۲ – [2] ایضاً۔ [3] معرفۃ القراء ۱/ ۸۳ – ۸۴ –
[4] تہذیب التہذیب ۵/ ۲۷۴ [5] معرفۃ القراء ۱/ ۸۴ –
[6] التیسیر ص ۶ والفہرست ص ۴۴ ومیزان الاعتدال ۲/ ۵۱ وغایۃ النہایہ ۱/ ۴۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوالولید ہشام بن عمار دمشقی

نام و نسب ہشام نام، ابوالولید کنیت اور سلسلہ نسب یوں ہے۔
ابوالولید ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرہ بن ابان سلمی[1]
یہ اپنے نام ہشام سے معروف ہیں تذکرہ نگاروں نے انکی اور کئی نسبتیں مثلاً سلمی، ظفری اور دمشقی وغیرہ لکھی ہیں[2]

ولادت و وطن ان کی ولادت ۱۵۳ھ میں دمشق میں ہوئی[3] یہ ایک طویل مدت تک دمشق میں رہے، سوائے مدینہ منورہ کے کسی اور مقام پر ان کے جانے کا ذکر نہیں ملتا، دمشق ہی میں فن قرأت و حدیث کا درس دیا اور جامع دمشق کے خطیب و امام بھی رہے اور یہیں وفات بھی پائی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً ان کا وطن دمشق تھا

علم و فضل امام ہشام بن عمار اپنے وقت کے شیخ الاسلام تھے تذکرہ نگاروں نے انکو گوناگوں القاب سے نوازا ہے یہ قرآن و حدیث، قرأت و تجوید فقہ اور خطابت و قضا میں اہل دمشق کے مرجع و امام تھے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

شیخ اهل دمشق و مفتیهم و خطیبهم و مقرئهم و محدثهم[4] — امام ہشام اہل دمشق کے شیخ، مفتی خطیب، اور قاری و محدث تھے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۱ ۔ [2] ایضاً و معرفتہ القراء ۱/ ۱۹۵ ۔
[3] ایضاً و تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۳۷ و تہذیب التہذیب ۱۱ / ۵۲ ۔
[4] معرفتہ القراء ۱/ ۱۹۵ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو الولید السلمی خطیب دمشق وقارئھا وفقیھھا ومحدثھا[1]

ابو الولید سلمی دمشق کے خطیب، قاری، فقیہ، اور محدث تھے۔

ابو علی اوزاعی کا بیان ہے کہ

مشتھر بالعقل والفصاحۃ والروایۃ والعلم والدرایۃ[2]

وہ ذہانت، فصاحت، فن روایت، علم اور درایت میں مشہور تھے۔

خود امام ہشام کا بیان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سات چیزوں کی درخواست کی تھی جس میں پہلی بات یہ تھی کہ میرے والدین کی مغفرت فرما۔ اسکے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ پوری ہوئی یا نہیں بقیہ چھ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا وہ یہ ہیں۔

(۱) حج کی سعادت نصیب ہو
(۲) تقریباً سو سال تک حیات میسر آئے
(۳) احادیث نبویہ کا مصدق بنایا جاؤں
(۴) دمشق کے منبر پر خطبہ دوں
(۵) ایک ہزار دینار رزق حلال مرحمت ہو
(۶) اور لوگ میرے پاس طلب علم کیلئے حاضر ہوں

امام ہشام کی یہ تمام تمنائیں پوری ہوئیں، انھوں نے حج[1] کیا، طویل[2] عمر پائی، بے شمار لوگوں کو احادیث[3] کا درس دیا، اور محدثین میں شمار ہوئے، دمشق[4] کے منبر پر خطبہ دیا اور خطیب دمشق کہلائے خلیفہ متوکل سے ایک ہزار[5] دینار حلال بغیر طلب وجستجو کے انکو ملا، اور بے شمار لوگ ان کے پاس طلب[6] علم کیلئے آئے اور فیضیاب وبہرور ہو کر اپنی علمی تشنگی بجھائی[1]

علامہ ذہبیؒ نے ان کے علم وفضل کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

وکان طلابۃ للعلم، واسع الروایۃ، متجرا فی العلوم[3]

وہ بہت زیادہ طلب علم والے تھے اور بہت زیادہ روایتیں انکو یاد تھیں، مختلف علوم میں ان کو تبحر حاصل تھا۔

---

[1] العبر فی خبر من غبر ۱/ ۴۴۵۔ [2] تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۴۔
[3] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۷۔ [4] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ

وکان من ائمۃ العلم والزھد[1] — امام ہشام علم وزہد کے ایک امام تھے

عبدان اہوازی کہتے ہیں کہ

ماکان فی الدنیا مثلہ[2] — ہمنے امام ہشام کا دنیا میں مثل نہیں دیکھا۔

امامت وخطابت

امام ابوالولید ہشام ایک زمانہ تک جامع دمشق کے خطیب وامام رہے انھوں نے دمشق کے منبر پر خطبہ دینے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی، یہ نہایت فصیح وبلیغ تھے، عبدان اہوازی کا بیان ہے کہ امام ہشام فصیح وبلیغ، زبان داں اور وسیع العلم تھے[3] خود امام ہشام کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال تک کوئی خطبہ دہرایا نہیں ہے[4] محمد بن حریم کا بیان ہے کہ میں نے امام ہشام کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ

قولوا الحق ینزلکم الحق منازل اھل الحق یوم لایقضی الا بالحق[5] — لوگو! حق بات کہو اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بندوں کے مقام پر رکھیں گے اس روز جس دن صرف حق کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

حصول علم اور شیوخ

امام ابوالولید ہشامؒ نے ائمہ قرأت سے فن قرأت کی تحصیل وتکمیل کی انکو جن بزرگوں سے فن قرأت کے حصول کا شرف حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ابوالعباس صدقہ بن خالد اموی، ابومحمد سوید بن عبدالعزیز واسطی، ابوضحاک عراک بن خالد بن یزید مری، ابوسلیمان ایوب بن تمیم تیمی وغیرہ[6]

امام ہشامؒ نے احادیث کے حصول میں بڑی سعی وکوشش کی، خود امام ہشام کا

---

[1] میزان الاعتدال ۳/۲۵۶۔ [2] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۹۶۔

[3] میزان الاعتدال ۳/۲۵۶۔ [4] تذکرۃ الحفاظ ۲/۳۷۔

[5] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۹۶ [6] معرفۃ القراء ۱/۱۹۵ وتذکرۃ الحفاظ ۲/۳۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے کہ میرے والد نے بیس ۲۰ دینار میں اپنا ایک مکان فروخت کر کے حج کیلئے بھیجا چنانچہ میں مدینہ منورہ پہونچا، اور امام مالک کی مجلس میں حاضر ہوا، وہ اپنی مجلس میں بادشاہوں کیطرح بیٹھے تھے، اور طالب علم ان کے ارد گرد کھڑے تھے لوگ ان سے سوال کرتے اور وہ انکا جواب دیتے میں نے بھی ان سے سوال کیا جسطرح بچے سوال کرتے ہیں، امام مالک نے اپنے غلام سے کہا اسے مارو پھر انھوں نے مجھے سترہ درہ مارا جس طرح اساتذہ مارتے ہیں میں رونے لگا اور کہا کہ میرے والد نے اپنا مکان فروخت کیا تاکہ میں آپ کے پاس جاکر احادیث کا سماع کردوں لیکن آپ نے میری پٹائی کردی، پھر انھوں نے سترہ حدیثیں بیان کیں اور میرے سوالات کے جوابات دیئے[1]

ایک دوسری روایت کے مطابق امام ہشام نے امام مالک سے عرض کیا کہ حدیث بیان کریں انھوں نے کہا پڑھو میں نے کہا بیان کریں انھوں نے پھر کہا پڑھو میں نے پھر اصرار کیا تو انھوں نے اپنے غلام سے کہا اسے مارو چنانچہ اس نے مجھ کو پندرہ درہ مارا میں نے عرض کیا کہ مجھ پر ظلم ہوا میں معاف نہیں کردونگا، پھر امام مالکؒ نے پوچھا اسکا کفارہ کیا ہے، میں نے کہا پندرہ حدیثیں، چنانچہ انھوں نے پندرہ حدیثیں بیان کیں تو میں نے کہا مجھے اور ماریئے تاکہ کچھ اور حدیثیں آپ سے سن سکوں اس پر امام مالکؒ ہنسے اور کہا جاؤ[2]

سلسلہ قرأت

امام ابو الولید ہشام نے ابو العباس صدقہ بن خالد اموی سے پڑھا جنھوں نے ابوعمرو یحییٰ بن حارث زماری سے کسب فیض کیا تھا اور زماری نے امام ابن عامر شامیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا اسطرح امام ہشام کا سلسلہ قرأت دو واسطوں سے امام ابن عامر شامی تک پہونچتا ہے، اور امام ابن عامر شامیؒ کے سلسلہ قرأت کو ملا کر امام ہشام کی قرأت چار سلسلوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہونچتی ہے۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۶ ـ ۱۹۷

[2] ایضاً ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ شیخ الاسلام امام ابو الولید ہشام سے بہت سے لوگوں نے علم قرأت کی تحصیل و تکمیل کی چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

ابو عبید قاسم بن سلام ، احمد بن یزید الحلوانی ، ہارون بن موسیٰ الاخفش ، ابو علی اسماعیل بن الحویرس ، احمد بن محمد بن ماموبہ وغیرہ[1]

فن قرأت فن قرأت میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے ، امام ابن عامر شامی کی قرأت کی ترویج واشاعت ان کا بڑا کارنامہ ہے چنانچہ وہ انکی قرأت کے راوی کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور اسی بنا پر تذکرہ نگاروں نے انکو امام القرأت شیخ الاسلام اور قاری دمشق کے خطاب سے نوازا ہے ۔

حدیث امام ابو الولید ہشام کو حدیث میں بھی بڑی مہارت اور درک حاصل تھا ، تذکرہ نگاروں نے امام حدیث اور محدث دمشق کے خطاب نوازا ہے انھوں نے جن بزرگوں سے حدیث کی خوشہ چینی کی ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

مالک بن انس ، ابی الخطاب دمشقی ، مسلم بن خالد زنجی ، عبد الحمید بن جبیب ابی العشرین عبد اللہ بن ابی الرجال ، سلیم بن مطر ، رودیح بن عطیہ ، اسماعیل بن عیاش ، یحییٰ بن حمزہ ، ہیثم بن حمید ، ہقل بن زیاد ، حاتم بن اسماعیل ، عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم ، ولید بن مسلم ، ابن عیینہ ، شعیب بن اسحاق ، حکم بن ہشام ثقفی ، عبد العزیز بن ابو حازم ، صدقہ بن خالد ، دراوردی ، مسلمہ بن علی ، عیسیٰ بن یونس ، محمد بن شعیب بن شابور جراح بن ملیح وغیرہ[2]

اور خود ان سے بے شمار لوگوں نے اکتساب فیض کیا ، چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں :

ولید بن مسلم ، محمد بن شعیب[3] امام بخاری ، ابو داؤد ، نسائی ، ابن ماجہ ، احمد بن ہشام ، ابو عبید قاسم بن سلام ، مؤمل بن فضل حرانی ، محمد بن سعد کاتب الواقدی ، بقی بن

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۹۵ و تذکرۃ الحفاظ ۲/۷۳ ۔
[2] ایضاً و تہذیب التہذیب ۱۱/۵۱ و خلاصہ تہذیب الکمال ص ۴۱۰ ۔
[3] یہ دونوں حضرات امام ہشام کے شیخ بھی ہیں (تہذیب التہذیب ۱۱/۵۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلد، ابوبکر بن ابی عاصم، یحییٰ ابن معین، جعفر بن محمد الفریابی، قدامہ بن احمد بن عبید بن وقاص، دحیم، عبدان اہوازی، محمد بن حسن ابن قتیبہ عسقلانی، ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، ابوحاتم رازی، ابوزرعہ رازی، الذہلی، محمد بن عوف، محمد بن خریم، العقیلی، عبداللہ بن عتاب زفتی، یعقوب بن سفیان، یزید بن محمد بن عبدالصمد، ابوزرعہ دمشقی، عمر بن خرزاد، محمد بن وضاح، صالح بن محمد اسدی، فضل بن عباس رازی، ابوعمران موسیٰ بن سہیل جونی، اسحاق بن ابراہیم، جعفر بن احمد بن عاصم، زکریا ساجی، عبداللہ بن محمد بن مسلم ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد بن الولید الازرقی وغیرہ[1]

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے چار روایتیں نقل کی ہیں[2]، امام دارقطنی نے واسع الروایۃ لکھا ہے امام ابوزرعہ رازی کا بیان ہے کہ جس نے امام ہشامؒ بن عمار کو نہیں دیکھا وہ دس ہزار احادیث سے محروم ہوگیا[3]

عدالت وصداقت

امام ہشام کو اگرچہ بعض لوگوں نے ہدف تنقید بنایا ہے اور بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے اور بعض لوگوں نے ان کی حدیث فروشی کا بھی ذکر کیا ہے[4] مگر عموماً ائمہ نقد وجرح نے انکی ثقاہت وصداقت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ جرح وتعدیل کے شہرہ آفاق امام، یحییٰ ابن معین نے ثقہ وصدوق[5] اور عجلی نے ثقہ بتایا ہے[6] امام دارقطنی کا بیان ہے کہ امام ہشامؒ صدوق اور بلند مقام کے حامل تھے[7]، امام نسائیؒ کا قول ہے کہ انکی مرویات نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[8]، ابن حبان نے انکا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[9]، ابوحاتم اور صاحب میزان الاعتدال نے بھی صدوق قرار دیا ہے[10]، مسلمہ فرماتے ہیں۔

---

[1] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۹۵۔۱۹۶۔ [2] تہذیب التہذیب ۱۱/۴ ۵۔ [3] ایضاً ومیزان الاعتدال ۳/۲۵۶۔ [4] تہذیب التہذیب ۱۱/۵۳ [5] ایضاً ۱۱/۵۲۔ [6] تہذیب الکمال ص ۴۱۰۔ [7] تہذیب التہذیب ۱۱/۵۲ ومیزان الاعتدال ۳/۲۵۵۔ [8] ایضاً۔ [9] ایضاً وتہذیب التہذیب ۱۱/۵۶ [10] میزان الاعتدال ۳/۲۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وهو جائز الحديث صدوق[1] — انکی حدیثیں جائز ہیں اور وہ صدوق تھے۔

ائمہ اہل سنت کی پیروی امام ہشام کے دور میں دمشق میں یہ بحث زوروں پر تھی کہ خلفائے راشدین میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا کیا مقام ہے امام ہشام اپنے شہر کی عام رائے کے برعکس ائمہ حدیث کی تائید واتباع میں حضرت علیؓ کو خلیفہ چہارم تسلیم کرتے تھے ابن الفقیف کا بیان ہے کہ:۔

کان هشام یربع بعلی[2] — وہ حضرت علیؓ کو خلیفہ چہارم مانتے تھے۔

وفات شیخ الاسلام ابوالولید ہشام نے بقول امام بخاریؒ آخر محرم ۲۴۵ھ میں دمشق میں وفات پائی[3]

اولاد انکے ایک صاحبزادے احمد بن ہشام کا نام تذکروں میں ملتا ہے جنھوں نے اپنے والد یعنی امام ہشام ہی سے علم حدیث کی تحصیل کی تھی[4]

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۴ [2] معرفتہ القراء ۱/ ۱۹۷۔

[3] ایضاً ص ۱۹۸ و امام بخاری تاریخ الصغیر ص ۲۴۵ و دول الاسلام ۱/ ۱۱۵ و میزان الاعتدال ۳/ ۲۵۶

[4] تہذیب التہذیب ۱۱/ ۵۲۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام ابن ذکوان قرشیؒ

نام ونسب عبداللہ نام، ابوعمرو کنیت اور معلوم نسب نامہ یہ ہے۔
ابوعمرو عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان قرشی[1]

دوسرے قول کے مطابق یہ سلسلہ اس طرح ہے۔ بشیر بن ذکوان بن عمرو بن حبان بن داؤد بن حسنون بن سعد بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر قرشی[2]

ان کی کنیت میں قدرے اختلاف ہے تذکرہ نگاروں نے ابوعمروؒ کے علاوہ ابو محمد بھی لکھا ہے[3] لیکن اکثر تذکرہ نگاروں نے ابوعمرو ہی لکھا ہے۔ شہرت انہیں ابن ذکوان کی نسبت سے ملی ذکوان ان کے جد اعلیٰ کا نام تھا

ولادت و وطن امام ابن ذکوان کی ولادت ۱۰ محرم الحرام (یوم عاشورہ) ۱۷۳ھ میں ہوئی[4] ان کا وطن دمشق ہے، علامہ ذھبی نے سنہ ولادت صرف ۱۷۳ھ لکھا ہے[5] جو صریحاً طباعت کی غلطی ہے۔

شیوخ و تلامذہ امام ابن ذکوان نے فن قرأت کی تحصیل ابوسلیمان ایوب بن تمیم اور ابوالحسن علی کسائی سے کی، ایوب بن تمیم کی شاگردی پر تمام تذکرہ نگار متفق ہیں مگر کسائی کی شاگردی پر بعض لوگوں نے شک ظاہر کرتے ہوئے اسے بعید از قیاس

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۴۰۴
[2] ایضاً
[3] ایضاً محمد اسحٰق بھٹی مضمون چند قراء ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۸۔
[4] غایۃ النہایہ ۱/۴۰۴
[5] معرفۃ القراء ۱/۱۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے، مگر خود ابن ذکوان کا بیان ہے کہ امام کسائیؒ کے پاس میں نے سات ماہ قیام کیا اور قرأت پڑھا۔[1] ابن ذکوان سے اکتساب فیض کرنے والے چند ممتاز اہل علم کے نام یہ ہیں۔

احمد، احمد بن انس، احمد بن معلی، احمد بن محمد بن ماموید، احمد بن یوسف ثعلبی، احمد بن محمد، محمد بن احمد بن محمد البیسانی، احمد بن نصر بن شاکر بن ابی رجاء، اسحٰق بن داؤد، اسماعیل بن الحویرس، حسین بن اسحٰق، جعفر بن محمد بن کرار، سہل بن عبداللہ بن فرخان الزاھد ابو زرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی، عبداللہ بن عیسیٰ اصفہانی، عبداللہ بن خلد رازی عثمان بن خرزاد، علی بن حسن بن جنید، محمد بن اسماعیل ترمذی، محمد بن قاسم الاسکندرانی، محمد بن موسیٰ صوری، مضر بن محمد ضبی، موسیٰ بن موسیٰ ختلی اور امام ابوعبداللہ ہارون بن موسیٰ الاخفش وغیرہ۔[2]

سلسلۂ قرأت

امام ابن ذکوان نے ابوسلیمان ایوب بن تمیم سے قرآن پڑھا اور انہوں نے یحییٰ بن حارث ذماری سے پڑھا۔ اور یحییٰ نے امام ابن عامر شامی کے چشمۂ فیض سے اپنی تشنگی بجھائی تھی ابن ذکوان اور امام ابن عامر کے درمیان دو واسطے ہیں ابن عامر کے سلسلۂ قرأت کو ملا کر ابن ذکوان کی روایت قرأت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔

امامت و مشیخت اور فن قرأت میں درجہ

امام ابن ذکوانؒ جامع دمشق کے امام تھے[2] اس وقت ان کے شیخ امام ھشام بن عمار جامع کے خطیب اور ابن ذکوان ان کے نائب تھے، ھشام کے بعد ابن ذکوان دمشق کے شیخ القراء قرار دیئے گئے، علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں کہ:

کان ابن ذکوان اقرأ من ھشام بکثیر وکان ھشام اوسع علما	امام ابن ذکوان ھشام سے بڑے قاری تھے اور ھشام ابن ذکوان سے بڑے عالم تھے

---

[1] غایۃ النھایہ ۱/۴۰۵

[2] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۹۹

[3] غایۃ النہایہ ۱/۴۰۱ شذرات الذھب ۲/۱۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من ابن ذکوان بکثیر[1]۔

ولید بن عتبہ دمشقی فرماتے ہیں

ما بالعراق اقرأ من ابن ذکوان[2] | پورے عراق میں ابن ذکوان سے بہتر کوئی قاری نہ تھا۔

لیکن علامہ ابن الجزری نے اس بیان پر بڑے لطیف انداز میں تنقید کی ہے اور لکھا ہے کہ اس عہد میں ابن ذکوان سے بڑے قاری ابوعمر والدوری تھے[3] ابو زرعہ دمشقی فرماتے ہیں۔

لم یکن بالعراق ولا بالحجاز ولا بالشام ولا بمصر ولا بخراسان فی زمان ابن ذکوان اقرأ عندی منہ[4] | عراق، حجاز، شام، مصر اور خراسان میں ابن ذکوان کے زمانہ میں میری نظر میں ان سے بڑا کوئی قاری نہ تھا۔

ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:

ما فی الوقت اقرأ من ابن ذکوان[5] | ابن ذکوان سے بڑھ کر قاری ان کے عہد میں نہیں تھا۔

حدیث امام ابن ذکوان کا شمار طبقہ محدثین میں بھی ہوتا ہے اور اس باب میں ان کی جلالت کا اندازہ ان کے اساتذہ و تلامذہ کے ناموں سے ہوتا ہے۔ انہوں نے حدیث کی تحصیل بقیہ بن ولید، عراق بن خالد، سوید بن عبدالعزیز، ولید بن مسلم، وکیع بن

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۹۹

[2] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/۴۰۵

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۹۹

[4] ایضاً تذھیب تہذیب الکمال ص ۱۹۰ و سوانح قراء سبعہ ص ۱۲

[5] شذرات الذھب ۲/۱۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجراح وغیرہ سے کی[1] اور خود ان سے امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں احادیث روایت کی ہے چند اور تلامذہ حدیث کے نام یہ ہیں :

ان کے صاحبزادے ابو عبیدہ احمد بن عبداللہ، اسماعیل بن قیراط، عبداللہ بن محمد بن مسلم مقدسی، اور محمد بن اسحٰق بن جریص وغیرہ[2]

صداقت وثقاہت امام ابن ذکوان ثقہ وصدوق تھے، ابوحاتم کا قول ہے کہ وہ صدوق تھے[3] ابن معین نے لیس بہ بأس کہا ہے[4] ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے[5]

تصنیف امام ابن ذکوان کا گو سب سے بڑا کارنامہ فن قرأت کی ترویج واشاعت اور درس وتدریس ہے تاہم ان کو تصنیف وتالیف کا بھی ذوق تھا انکی ایک کتاب " اقسام القرآن وجوابھا وما یجب علی قاری القرآن عند حرکۃ لسانہ" کا تذکرہ ملتا ہے[6]

عصا ابن ذکوان عصا لے کر چلتے تھے محمد بن فیض کا بیان ہے کہ ایک روز میرے ہاتھ میں ابن ذکوان کا عصا تھا امام ابوالولید ھشام نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ عصا کس کا ہے میں نے کہا ابن ذکوان کا اس پر امام ھشام نے فرمایا کہ بخدا میں ابن ذکوان کے باپ سے بڑا ہوں لیکن عصا لے کر نہیں چلتا[7]

وفات امام ابن ذکوان نے ۲۸ رشوال ۲۴۲ھ ۸۵۶ء میں دمشق میں بزمانہ متوکل عباسی وفات پائی[8] ایک قول ۲۴۳ھ کا بھی ملتا ہے مگر اسے علامہ ابن الجزری نے غلط قرار دیا ہے[9]

اولاد تذکرہ نگاروں نے ان کی اولاد واحفاد کا تذکرہ نہیں کیا ہے صرف صاحب غایۃ النہایہ نے ان کے ایک صاحبزادے احمد کا نام لکھا ہے[10]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۹۹ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] تہذیب التہذیب ۵/ ۱۴۰
[5] ایضاً ۵/ ۱۴۱ [6] غایۃ النہایہ ۱/ ۴۰۵ [7] ایضاً [8] ایضاً
[9] ایضاً [10] ایضاً ۱/ ۴۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عاصم بن ابی النجود کوفیؒ

قرات وتجوید کے چمنستان علم وفن کو جنت نشاں بنانے میں جن اصحاب کمال بزرگوں نے نمایاں کردار ادا کیا ان میں ایک امام عاصم کوفی بھی ہیں۔ قرآن پاک کی جن قراتوں پر امت کا اتفاق واجماع ہے ان میں امام عاصم کی قرائت بھی شامل ہے۔ یہ تابعی ہیں اور ان کا شمار تابعین کے اس طبقہ میں کیا جاتا ہے جنہوں نے حضرات صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا اور ان سے کسب فیض کیا قراء سبعہ میں اپنی جلالت شان اور یکتائے روزگار ہونے کیوجہ سے ان کو امام حمزۃ الزیات کوفی اور امام علی بن حمزہ کسائی جیسے نادرۂ عصر اور بلند مرتبہ قراء پر اولیت دی جاتی ہے۔

ان کی زندگی فن قرأت کے علاوہ زہد وتقوی کا بہترین نمونہ تھی ان کی کتاب۔ زندگی ان ہی دونوں ابواب سے عبارت ہے۔

نام اور ولدیت نام عاصم، کنیت ابوبکر، والد کا نام ابوالنجود اور ماں کا نام بہدلہ تھا[1] ان کے والد کے نام میں قدرے اختلاف ہے، تذکرہ نگاروں نے ابوالنجود کے علاوہ عبید اور بہدلہ بھی لکھا ہے[2] امام احمد کا بیان ہے کہ بہدلہ ہی ابوالنجود ہیں[3] لیکن یہ درست نہیں کیوں کہ متعدد تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ بہدلہ ان کی ماں کا نام تھا[4]

یہ بنی جزیمہ بن مالک بن نصر بن قعین بن اسد کے آزاد کردہ غلام تھے[5] اسلئے اسدی اور کوفہ میں مستقبل سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے کوفی کہے جاتے ہیں، عجلی کا بیان

---

[1] طبقات ابن سعد ۶/۲۲۴ وتہذیب التہذیب ۵/۳۸۔
[2] ایضاً والاعلام ۳/۲۴۸۔
[3] تہذیب التہذیب ۵/۳۸
[4] ایضاً ووفیات الاعیان ۲/۹ [5] المعارف ص ۲۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ امام عاصم بن ابی النجود عثمانی تھے[1] مگر ان کے علاوہ کسی اور نے اس بات کا ذکر نہیں کیا ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے انہیں الحناط یعنی گندم فروش بھی لکھا ہے۔

وطن امام عاصم کوفی کے ابتدائی حالات نہیں ملتے ہیں چونکہ کوفہ میں سکونت پذیر رہے یہیں درس قرآن دیا، اور وفات بھی یہیں پائی، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ یہی مرکز علم وفن شہر کوفہ ان کا وطن اصلی تھا۔

شیوخ امام عاصم کوفی نے جن مشائخ واساتذہ فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابومریم زربن جبیش اسدی، ابوعمرو الشیبانی وغیرہ[2]

ایک روایت کے مطابق حضرت حارث بن حسان البکریؓ اور رفاعہ بن یثربی تمیمیؓ سے بھی روایت کیا ہے اور اسی بناپر زمرہ تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں[3]

سلسلہ قرأت امام عاصم کوفی نے فن قرأت کی تعلیم ابوعبدالرحمٰن سلمی سے حاصل کی جو تابعی ہیں اور بلا واسطہ ان صحابہ کرام سے کسب فیض کیا۔ جن سے حصول علم کی ترغیب خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرچشمہ فیضان سے حاصل ہوئی تھی اس طرح ان کا سلسلہ قرأت دو واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔

درس وتدریس اور تلامذہ امام عاصم کوفی حصول علم کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہوگئے اپنے شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کی وفات کے بعد مسند کوفہ پر متمکن ہوئے اور پچاس سال تک لوگوں کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے، لوگ دور دراز سے سفر کرکے حصول علم کیلئے ان کے پاس آتے اور بے شمار لوگوں نے کسب فیض کیا، ان

---

[1] تہذیب التہذیب ۵/ ۴۰ ووفیات الاعیان ۳/ ۹

[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۴۷ وتہذیب التہذیب ۵/ ۳۸

[3] معرفۃ القراء ۱/ ۸۹ وغایۃ النہایہ ۱/ ۳۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یں چند تو ایسے ہیں جو آسمان علم دفن پر آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہوئے، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

ابان بن ابی ثعلب، ابان بن یزید عطار، اسمٰعیل بن مجالد، حسن بن صالح، حکم بن ظہیر حماد بن زید، حماد بن ابی زیاد، حماد بن عمرو، سلیمان بن مہران، سلام بن سلیمان، ابو منذرہ، سہیل بن شعیب، شیبان بن معاویہ، ضحاک بن میمون، عصمہ بن عروہ، عمرو بن خالد، مفضل بن محمد، مفضل بن صدقہ، محمد بن زریق، نعیم بن میسرہ، نعیم بن یحییٰ، ابوبکر بن عیاش اسدی، حفص بن سلیمان کوفی، حماد بن سلمہ، ابو عمرو بن العلاء، خلیل بن احمد، حارث بن نبہان، حمزہ بن حبیب زیات، حماد بن زید، مغیرہ ضبی، محمد بن عبداللہ العرزمی، ہارون بن موسیٰ، شعبہ، سفیان بن عیینہ، سعید بن ابی عروبہ، ابو خیثمہ شریک، ابو عوانہ، ابو حنیفہ، اسرائیل بن یونس وغیرہ [1]

ایک روایت کے مطابق عطا بن ابی رباح، اور ابو صالح السمان جو ان کے شیخ بھی تھے ان سے استفادہ کیا تھا [2]

رواۃ قرأت امام عاصم کوفی کی قرأت کے دو راوی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) امام ابوبکر بن عیاش اسدی رح

(۲) امام حفص بن سلیمان اسدی کوفی رح

تبحر علمی امام عاصم کوفی گوناں گوں کمالات کا مجموعہ تھے قرآن و حدیث، قرأت و تجوید فقہ و لغت اور نحو و صرف کے امام تھے عجلی کا بیان ہے کہ امام عاصم صاحب سنت وقرأت، ثقہ اور رئیس القراء تھے [3] ابو اسحاق السبیعی کا قول ہے کہ میں نے امام عاصم سے بڑھ کر کوئی قاری و عالم نہیں دیکھا۔

امام عاصم کوفی فن قرأت کے علاوہ حدیث میں بھی درک رکھتے تھے۔ علماء نے انکی

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۳۴۷، ۳۴۸، ومعرفۃ القراء ۱/۸۹ وتہذیب التہذیب ۵/۳۸ وسوانح قراء سبعہ ص ۱۲

[2] معرفۃ القراء ۱/۸۹

[3] ایضاً ۱/۹۱

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثقاہت وعدالت کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابو شامہ نے قرآن وحدیث دونوں کا سردار قرار دیا ہے ملا علی قاری نے ان کی جامعیت اور علمی تبحر کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

فالامام عاصم بن ابی النجود کان اماما فی الکتاب والسنة لغویا نحویا فقیها تابعیا لقی الحارث بن حسان وافد النبی بکر وکانت له صحبة، وکان عاصم عابداً کثیر الصلوة یلازم الجامع یوم الجمعة حتی یصلی العصر، وکان فی حسن الصوت غایة فی الفصاحت نهایة [1]

امام عاصم بن ابی النجود کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے امام لغت نحو اور فقہ کے واقف کار تھے، وہ تابعی تھے ان کی ملاقات صحابی رسول حضرت حارث بن حسان رضی سے ہوئی تھی جو بنو بکر کے قاصد بن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے امام عاصم نہایت عبادت گذار اور نمازوں کا خاص اہتمام کرتے تھے جمعہ کے دن جامع مسجد سے عصر کی نماز پڑھنے کے بعد ہی باہر آتے تھے خوش الحانی کیساتھ فصاحت وبلاغت میں اوج کمال پر تھے۔

ان کی فصاحت وبلاغت کا اعتراف تمام تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، سلمہ ابن عاصم فرماتے ہیں۔

کان عاصم بن ابی النجود ذا نسک و ادب وفصاحة وصوت حسن۔ [2]

امام عاصم زہد وتقوی، ادب وانشاء اور فصاحت کے ساتھ خوش الحانی میں ممتاز تھے۔

حسن بن صالح فرماتے ہیں

ما رأیت احدا قط کان افصح من عاصم اذا تکلم۔ [3]

میں نے امام عاصم سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں پایا

---

[1] شرح شاطبی ص ۱۴۔
[2] معرفة القراء ۱/ ۹۲
[3] غایة النهایه ۱/ ۳۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن عیاشؒ کہتے ہیں

کان عاصم نحویا فصیحا انا تکلم مشہور الکلام [1]	امام عاصم نحوی اور فصیح تھے اور کلام میں ممتاز و نمایاں تھے۔

اور یہی وجہ تھی کہ ان کے عہد میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، خود امام عاصم کا بیان ہے کہ جب میں کسی سفر سے ابو وائل کے پاس آتا تو وہ میرا ہاتھ چوم لیتے تھے۔[2]

امام عاصم کوفی کا عہد وہ زمانہ ہے جس میں مختلف فرقوں اور جماعتوں خصوصاً اہل تشیع سے فکری و اعتقادی اختلافات کی گرم بازاری تھی اور اس کے نتیجہ میں اس عہد کے علماء سے اس قسم کے سوالات عام طور سے کئے جاتے تھے، ایک بار امام عاصمؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت علیؓ کا یہ قول مشہور ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس امت کے سب سے بہتر افراد ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کے بعد تیسرا سب سے بہتر شخص کون ہے" تو اس میں اس تیسرے شخص سے ان کی مراد کیا ہے؟ امام عاصمؒ نے فرمایا کہ تیسرے شخص سے حضرت علیؓ کی مراد حضرت عثمانؓ ہیں، اس لئے کہ وہ (حضرت علیؓ) اس بات سے کہیں برتر ہیں کہ آپ اپنی زبان سے خود کو اس کا مستحق قرار دیں۔[3]

قرأت میں درجہ و مرتبہ امام عاصم کوفی اگرچہ گوناگوں خصوصیات و کمالات کے حامل تھے لیکن ان کا اصل طغرائے امتیاز فن قرأت ہے وہ اس فن کے ماہر و مشاق تھے اور اس کے رموز و نکات پر ان کی گہری نظر تھی ان کی جلالت شان اور علوئے مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی قرأت پر جمہور علمائے امت کا اتفاق و اجماع ہے، آج بھی پورے عالم اسلام میں ان کی قرأت ان کے شاگرد امام حفص بن سلیمان کوفی کی روایت کے مطابق ہی رائج و شائع ہے۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۹۱

[2] طبقات ابن سعد ۶/۲۲۴

[3] معرفۃ القراء ۱/۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے دوسرے راوی قرآت امام ابوبکر بن عیاش اسدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحٰق السبیعی کو بارہا کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام عاصم سے بہتر کوئی قاری نہیں دیکھا۔[1] عبداللہ ابن احمد اپنے والد کا قول بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

عاصم صاحب قرآن وحماد صاحب فقہ وعاصم احبھا الینا[2] — عاصم صاحب قرآن اور حماد صاحب فقہ ہیں اور میرے نزدیک امام عاصم زیادہ پسندیدہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا کہ آپکی پسندیدہ قرآت کس کی قرأت ہے تو انھوں نے فرمایا۔

قراۃ اھل المدینۃ فان لم یکن فقراۃ عاصمؒ — اہل مدینہ کی قرآت اور اسکے بعد امام عاصمؒ کی قرآت۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ۔

اھل الکوفۃ یختارون قراتہ وانا اختارھا وکان خیراثقۃ[3] — اہل کوفہ اور خود میں ان کی قرآت کی اتباع کرتے ہیں اور وہ نیک اور ثقہ تھے۔

تذکرہ نگاروں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے چنانچہ ابن العماد حنبلی نے حجۃ فی القرآت[5] یافعی نے وکان صالحا حجۃ للقرآن[6] اور قاریٔ کوفۃ فی زمانہ[7] اور خیر الدین زرکلی نے کان ثقۃ فی القرأت لکھا ہے[8] علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

وکان ھوالامام الذی انتھت الیہ ریاسۃ الاقراء بالکوفۃ بعد ابی — ابوعبدالرحمٰن سلمی کے بعد کوفہ کی ریاست قرآت انہی پر ختم ہوئی، انہوں نے ہی ابوعبدالرحمٰن سلمی کی

---

[1] النشر فی القرآت العشر ۱/۱۵۵
[2] تہذیب التہذیب ۵/۳۹
[3] معرفۃ القراء ۱/۹۰
[4] تہذیب التہذیب ۵/۳۹
[5] شذرات الذہب ۱/۷۵
[6] مرآۃ الجنان ۱/۲۷۱
[7] ایضاً
[8] الاعلام ۳/۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمن السلمی جلس موضعہ[1] جانشینی کی۔

خوش الحانی امام عاصم کوفی نہایت خوش الحان تھے، چنانچہ ملا علی قاری کا بیان ہے کہ وہ اچھی آواز والے تھے[2] علامہ جزری لکھتے ہیں کہ قرأت کی حسن ادائگی میں وہ سب سے بہتر تھے[3] قاری محی الاسلام پانی پتی نے لکھا ہے کہ خوش الحانی میں ان کی نظیر نہ تھی۔

امام ابوبکر بن عیاش عاصم کے مرض الموت میں عیادت کو گئے امام عاصم پر بے ہوشی طاری تھی جب کچھ افاقہ ہوا تو آیت کریمہ ثم ردوا الی اللہ مولٰھم الحق الا لہ الحکم وھو اسرع الحاسبین۔ بار بار تلاوت کر رہے تھے جیسے حالت نماز میں ہوں[4]

حدیث امام عاصم کوفی نے زمانہ کے دستور کے مطابق حدیث پاک کا علم بھی حاصل کیا تھا مورخین اور تذکرہ نگاروں نے اس فن میں بھی ان کی مہارت وصلاحیت کی داد دی ہے، چنانچہ حافظ ابوشامہ نے ان کو قرآن وحدیث دونوں علوم کا سردار قرار دیا ہے امام عاصم نے جن اصحاب علم وکمال سے فن قرأت کی تحصیل وتکمیل کی تھی ان سے احادیث کا سمع بھی کیا تھا ان کے علاوہ چند دوسرے شیوخ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ابو وائل، ابو صالح السمان، زر بن حبیش اسدی، مسیب بن رافع، مصعب بن سعد، معبد بن خالد، ان کے علاوہ امام اوزاعی اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں[5]

امام عاصم سے بھی ایک کثیر جماعت نے روایت احادیث کی ہے، ایک قول کے مطابق اعمش اور منصور نے بھی ان کے واسطہ سے روایت کی ہے گویہ حضرات امام عاصم

---

[1] النشر ۱/۱۵۵
[2] شرح شاطبی ص ۱۴
[3] النشر ۱/۱۵۵
[4] ایضاً ۱/۱۵۶
[5] تہذیب التہذیب ۵/۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوفی کے ہمعصر تھے۔

ثقاہت وعدالت امام عاصم کوفی کی ثقاہت وعدالت کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی رائیں بہت اچھی ہیں، چنانچہ ابن سعد، عجلی، ابوزرعہ، ابن معین، ابن حبان، ابن شاہین، ابن احمد اور یعقوب بن سفیان وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ثقہ لکھا ہے [1] ابن معین فرماتے ہیں۔

ثقۃ لا باس بہ من نظراء الاعمش [2] ثقہ ہیں ان سے روایت کرنے میں مضائقہ نہیں اور امام اعمش کے ہم پایا لوگوں میں سے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ

رجل صالح خیر ثقۃ۔ [3] امام عاصم صالح، نیک اور ثقہ تھے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ وہ مقام صداقت پر فائز ہیں، اور انکی مرویات صحاح ستہ میں موجود ہیں، [4] ان کا ذکر ابن حبان نے کتاب الثقات میں کیا ہے۔ [5]

قوت حفظ بعض لوگوں نے امام عاصم کے حفظ پر تنقید کی ہے مثلاً امام نسائی کا بیان ہے کہ وہ حافظ نہیں تھے [6] امام دارقطنی کا بیان ہے کہ ان کے حفظ میں کچھ کمی تھی، [7] مقبلی کا بیان ہے کہ امام عاصم کے اندر سوائے سوئے حفظ کے اور کوئی عیب نہیں تھا، [8] اس سلسلہ میں ابن علیہ کا قول بھی دلچسپ ہے کہ عاصم نام کے جتنے بھی آدمی ہیں ان

---

[1] تہذیب التہذیب ۳۹/۵ وخلاصہ تہذیب الکمال ص ۱۸۲۔

[2] تہذیب التہذیب ۴۰/۵

[3] غایۃ النہایہ ۳۴۸/۱

[4] ایضاً

[5] تہذیب التہذیب ۴۰/۵

[6] میزان الاعتدال ۵/۲

[7] تہذیب التہذیب ۳۹/۵

[8] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا حافظہ ٹھیک نہیں ہے [1] ابو بکر البزاز کا بیان ہے کہ:۔

لم یکن بالحافظ ولا نعلم احدا ترک حدیثہ علی ذالک وھو مشھور [2]

وہ گو حافظ نہیں تھے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کسی نے اس بنا پر ان سے حدیث نہ لیا ہو اور وہ خود بہت مشہور رہیں۔

ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام عاصم کا درجہ حفاظ حدیث کے مرتبہ سے کم تھا لیکن حماد بن سلمہ کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ سوئے حفظ کی شکایت امام عاصم کی زندگی کے آخری حصہ میں لاحق ہوئی تھی، [3] شاید اسی وجہ سے امام نسائی نے بھی ان کو لیس بہ بأس کہا ہے [4] ابو حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ امام عاصم کا مقام میرے نزدیک صداقت اور حدیث کی درستگی کا مقام ہے اور ان کا یہ مقام نہیں کہ کہا جائے کہ وہ ثقہ تھے حافظ نہ تھے۔ [5] علامہ ذھبی نے ان کو حسن الحدیث لکھا ہے [6] جبکہ علامہ یافعی، ابن العماد حنبلی اور خیر الدین زرکلی نے صدوقا فی الحدیث لکھا ہے۔ [7]

زہد و تقوی امام عاصم کوفی بڑے عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے، نمازیں بکثرت پڑھتے تھے جمعہ کے دن جامع مسجد میں عصر تک رہنا معمول تھا۔ عبادات میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ اگر کہیں کسی کام سے جاتے ہوتے راستہ میں مسجد نظر آجاتی تو کہتے اے مسجد آ د مجھ سے ملو ضرورت پوری ہی ہو جائے گی پھر مسجد میں داخل ہوتے

---

[1] ایضاً ۵/۴۰۔
[2] ایضاً ۵/۳۹
[3] ایضاً ۵/۴۰
[4] ایضاً ۵/۳۹
[5] میزان الاعتدال ۲/۵
[6] مرآۃ الجنان ۱/۲۷۱ و شذرات الذھب ۱/۱۷۵ والاعلام ۳/۲۴۸
[7] ملا علی قاری، شرح شاطبی ص ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نماز میں مصروف ہو جاتے۔[1]

ابو بکر بن عیاش کی ایک روایت کے مطابق امام عاصم نابینا تھے ایک دفعہ کسی شخص کے ساتھ کہیں جا رہے تھے راستہ میں اس شخص کی بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی سخت حادثہ پیش آگیا مگر امام عاصم نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔[2]

امام عاصم کے نابینا ہونے کی کسی اور نے صراحت نہیں کی ہے۔

وفات پوری زندگی خدمت قرآن کے بعد ۱۲۸ھ میں سماوہ میں وفات پائی۔[3] سماوہ عراق اور شام کے درمیان دریائے فرات کے کنارے ایک مقام ہے۔ وفات کے متعلق ۱۲۰ھ ۱۲۷ھ ۱۲۹ھ اور ۱۳۰ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں۔[4]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۴۸

[2] معرفۃ القراء ۱/ ۹۳

[3] الفہرست ص ۴۲ والتیسیر ص ۶ تاریخ الصغیر ص ۱۴۹ والاعلام ۳/ ۲۴۸

[4] وفیات الاعیان ۱/ ۲۴۴ وتہذیب الکمال ص ۱۸۲ وغایۃ النہایہ ۱/ ۳۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوبکر بن عیاش اسدیؒ

امام ابوبکر بن عیاش اسدیؒ نہ صرف فن قرأت کے امام تھے. بلکہ حدیث و فقہ، شعر وادب اور زہد واتقاء میں بھی بے مثل تھے اور علم وفضل کے اعتبار سے وہ اپنے عہد کے اجلہ روزگار لوگوں میں تھے۔

نام ونسب ابوبکر نام وکنیت والد کا نام عیاش اور جد اعلی کا سالم تھا[1] کوفی وطن کی طرف نسبت ہے مکمل شجرہ نسب نامعلوم ہے۔

ان کے نام میں بہت اختلاف ہے اور اس سلسلہ میں متعدد اقوال تذکرہ نگاروں نے نقل کئے ہیں علامہ ذھبیؒ نے لکھا ہے کہ ان کے نام سے متعلق دس اقوال ملتے ہیں، علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ ان کے ناموں سے متعلق تیرہ اقوال ملتے ہیں، ابن حجر عسقلانی، خطیب بغدادی، اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی اس سلسلہ میں بہت سی روایتیں اور اقوال تحریر کئے ہیں خود ان کے عہد میں ان کا صحیح نام علماء و محدثین کے یہاں زیر بحث رہا، تعدد واختلاف کا اندازہ ان کے مندرجہ ذیل ناموں سے لگایا جا سکتا ہے۔

ابوبکر، شعبہ، محمد، عبداللہ، سالم، رو بۃ، مسلم، خداش، مطرف، حماد، جلیب احمد عنترہ، قاسم، عتیق، عطار وغیرہ[2]

مذکورہ بالا تمام ناموں میں ابوبکر اور شعبہ کا ذکر اور ناموں کی بہ نسبت زیادہ

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۲۵

[2] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۳۴ وتہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۴ وتاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۲ - ۳۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے، مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابو بکر بن عیاش کا کوئی نام ہی نہیں تھا، عمر بن ہانی کا بیان ہے کہ میں نے ابو بکر بن عیاش سے سوال کیا کہ بخدا آپ کا کیا نام ہے تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا میرے نام کے اوپر میری کنیت غالب ہے۔[1] فضل بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے یہ دلچسپ جواب دیا کہ:۔

ولدت وقد قسمت الاسماء۔[2] میں پیدا ہوا تو تمام نام تقسیم ہو چکے تھے۔

ابو بکر بن عیاش مرض الموت میں تھے تو ان کے صاحبزادے ابراہیم نے پوچھا اے میرے والد آپ کا نام کیا ہے تو انہوں نے فرمایا۔

یا بنی ان اباک لم یکن لہ اسم[3] اے میرے بیٹے تیرے باپ کا کوئی نام نہیں۔

لیکن انہیں کا دوسرا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا نام و کنیت ایک ہی ہے۔[4] ابو ھشام رفاعی کا بیان ہے کہ میں نے ابو بکر بن عیاش سے پوچھا کہ اے ابو بکر آپ کا نام کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ[5] ان کے صاحبزادے ابراہیم فرماتے ہیں

لم یکن لابی اسم غیر ابی بکر[6] ابو بکر کے علاوہ میرے والد کا کوئی نام نہیں

یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ ابو بکر سے ان کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

یوم وضعتنی امی سمتنی ابا بکر[7] پیدائش کے دن ہی میری ماں نے میرا نام ابو بکر رکھا

۔۔۔بہر حال درست یہی ہے کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے، ابن حبان، فضل بن

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۴

[2] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۴

[3] ایضاً۔ ۱۲/۳۵

[4] ایضاً

[5] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۴

[6] ایضاً ۱۴/ ۳۷۳۔

[7] ایضاً ۱۴/ ۳۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسی، ابن حجر عسقلانی اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی ان کی کنیت ہی کو ان کا نام قرار دیا ہے۔ لہ علامہ ذھبی لکھتے ہیں :۔

فی اسمہ اقوال اصحھا کنیۃ او شعبۃ نعلی الکنیۃ جماعت ثقات عنہ۔ لہ۲

ان کے نام میں کئی اقوال ہیں لیکن سب سے درست یہ ہے کہ انکی کنیت ہی انکا نام ہے یا پھر شعبہ نام ہے، لیکن کنیت والے نام کو ایک ثقہ جماعت نے اولی کہا ہے۔

احمد بن عبداللہ الخزرجی رقمطراز ہیں :۔

مختلف فی اسمہ جدا والصحیح ان اسمہ کنیۃ۔ لہ۳

ان کے نام میں بہت اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔

امام ابوبکر بن عیاش واصل بن حیان الاحدب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لہ۴ ایک دوسرے قول کے مطابق بنی کاہل بن اسد بن خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لہ۵ مگر اسے قیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جسکا ضعف ظاہر ہے۔

ولادت امام ابوبکر بن عیاش ۹۵ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے لہ۶ صاحب تذکرۃ الحفاظ نے ان کا سنہ ولادت ۴۶ھ لکھا ہے۔ لہ۷ جو صریحاً غلط ہے تعجب ہے کہ علامہ ذھبی سے یہ تسامح کیوں کر ہوا، اس کے علاوہ ۹۴ھ، ۹۶ھ اور ۱۰۰ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں لہ۸ مگر یہ اس لئے درست نہیں ہیں کہ خود ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ

لہ۱ ایضاً تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۶

لہ۲ تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۱

لہ۳ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۴۴۵

لہ۴ الفہرست ص ۴۳

لہ۵ وفیات الاعیان ۱/ ۳۵۴

لہ۶ معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۴ وغایۃ النہایۃ ۱/ ۳۲۶

لہ۷ تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۲

لہ۸ تہذیب التہذیب ۱۲/ ۲۶ والتیسیر ص ۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی[1] ابن الربیع کا بھی بیان ہے کہ ان کی ولادت ۹۵ھ میں ہوئی[2]

وطن اور خاندان یہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور علم و فضل کے لحاظ سے یہ خانہ ہمہ آفتاب تھا، چنانچہ ابوبکر نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ابوبکر کے بھائی حسن بن عیاش رح کوفی کوفہ کے نامور اہل علم تھے قرأت قرآن و علم حدیث کے ماہر اور عظیم المرتبت مقری تھے، ان کی ثقاہت و عدالت کا بھی ائمہ فن نے اعتراف کیا ہے۔

طلب علم اور شیوخ امام ابوبکر بن عیاش نے امام عاصم کوفی سے علم قرأت کی تحصیل و تکمیل کی، علامہ ابن القاصح بغدادی لکھتے ہیں کہ۔

هو ابوبکر بن عیاش بن سالم الکوفی تعلم القرآن من عاصم خمسا خمسا کما یتعلم الصبی من المعلم ۔[3]

امام ابوبکر عیاش بن سالم کوفی نے امام عاصم سے قرآن مجید کی پانچ پانچ آیتیں اسطرح پڑھیں جسطرح ایک طالب علم اپنے استاذ سے پڑھتا ہے

خود ابوبکر بن عیاش نے اپنے شاگرد یحیٰی بن آدم سے کہا کہ میں نے امام عاصم سے قرآن ویسے ہی پڑھا جس طرح طلبہ اپنے اساتذہ سے پڑھتے ہیں ان کی قرأت کے علاوہ کسی اور کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور جو قرآن میں نے تم کو پڑھایا وہ میں نے امام عاصم سے پڑھا ہے[4] عبید بن نعیش کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام عاصم سے بڑا کوئی قاری نہیں دیکھا اس لئے ان سے پڑھا،

امام ابوبکر بن عیاش امام عاصم کے شاگرد رشید ہیں ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۳۴
[2] تاریخ بغداد ۱۴/۳۸۴
[3] سراج القاری المبتدی ص ۱۲
[4] معرفۃ القراء ۱/۱۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کان اجل اصحاب عاصم۔ [1] امام ابوبکر امام عاصم کے اجل تلامذہ میں سے تھے

ان کے اساتذہ کے بارے میں قدرے اختلاف ہے علامہ ذھبی رح اور ابن الجزری نے امام عاصم رح کے علاوہ ان کے شیوخ میں عطاء بن ابی السائب اور اسلم منقری کا بھی ذکر کیا ہے۔ [2] ہارون بن حاتم کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا کہ میں نے ابوبکر بن عیاش سے دریافت کیا کہ آپ نے امام عاصم کے علاوہ بھی کسی سے قرآن پڑھا تو انہوں نے کہا ہاں عطاء بن ابی السائب اور اسلم منقری سے پڑھا [3] مگر علامہ ذھبی نے اس روایت کو مہمل قرار دیا ہے، [4] شاید ان کے سامنے ابوبکر بن عیاش کا وہ بیان رہا ہو کہ میں نے امام عاصم سے پانچ پانچ آیتیں کر کے پڑھا اور کسی دوسرے سے نہیں پڑھا اور تین سال تک مسلسل سردی، گرمی، اور برسات میں مستقل پڑھتا رہتا۔ [5] ملا علی قاری رقمطراز ہیں۔

شعبۃ بن عیاش بن سالم الاسدی تعلم من عاصم خمسا خمسا کان یاتیہ فی الحر والقر وربما خاض من المطر فیبلغ حقویۃ او اکثر۔ [6]

شعبہ بن عیاش بن سالم اسدی نے امام عاصم سے پانچ پانچ آیتیں پڑھیں گرمی اور بارش میں بھی ناغہ نہ کیا بسا اوقات بارش کے زمانہ میں پانی سے گذرنا پڑتا تھا اور پانی کبھی کمر تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتا۔

ابوبکر بن عیاش نے جن ائمہ کرام سے کسب حدیث کیا انکے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔
ان کے والد عیاش بن سالم، ابی اسحاق السبیعی، سلیمان تیمی، سلیمان الاعمش

---

[1] شذرات الذھب ۱/۳۳۴
[2] معرفۃ القراء ۱/۱۳۶ و غایۃ النہایہ ۱/۱۲۶
[3] معرفۃ القراء ۱/۱۳۷
[4] ایضاً ۱/۱۳۸
[5] ایضاً۔
[6] شرح شاطبی ص ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل بن ابی خالد، ابی حصین عثمان بن عاصم، عبدالعزیز بن رفیع، ھشام بن عروہ، عبدالملک بن عمیر، یزید بن ابی زیاد، حصین بن عبدالرحمٰن اسلمی، حمید طویل، سفیان التمار، ابی اسحاق الشیبانی، صالح بن صالح، عاصم بن بہدلہ، مطرف بن طریف، اسماعیل السدی، محمد بن عمرو بن علقمہ، مغیرہ بن مقسم وغیرہ [1]

درس وتدریس امام ابو بکر بن عیاش نے طویل عمر پائی اور حیات مستعار کا بیشتر حصہ درس وتدریس اور تعلیم وتعلم میں گذارا اور بے شمار لوگوں نے قرأت وحدیث کا اکتساب کیا، خود ابو بکر بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو پچاس سال تک پڑھایا [2]

آخر عمر میں ابو بکر بن عیاش نہایت ضعیف ہوگئے تھے جسم میں رعشہ پیدا ہوگیا تھا اور نماز ٹیک لگا کر پڑھتے تھے وفات سے ۱۹ سال پہلے غالباً اسی کمزوری اور ضعف کیوجہ سے سلسلہ درس بند کردیا تھا، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

قطع الاقراء من قبل موتہ بتسع عشرۃ سنۃ [3]	امام ابو بکر نے وفات سے ۱۹ سال قبل پڑھانا چھوڑ دیا تھا۔

اسحاق بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ایک شخص ابو بکر بن عیاش کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو بکر آپ لوگوں کو حدیث کیوں نہیں پڑھاتے تو انہوں نے کہا میں نے لوگوں کو پچاس سال تک پڑھایا پھر انہوں نے کہا پڑھو قل ھو اللہ احد اس نے پڑھا پھر دوبارہ پڑھنے کو کہا یہاں تک کہ اسی طرح بیس مرتبہ پڑھوایا تو اس شخص کو ناگوار ہوا۔ تو ابو بکر نے کہا میں نے لوگوں کو پچاس سال تک پڑھایا اور ناگواری درقت محسوس نہ کی اور تم ایک ہی لمحے میں پریشان ہوگئے [4]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۳۵ وتہذیب التہذیب ۱۲/۳۴ وتاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۲
[2] ایضاً ۱۴/ ۳۷۷ [3] العبر فی خبر من غبر ۱/ ۳۱۱
[4] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ | امام ابوبکر بن عیاش سے بے شمار لوگوں نے اپنی علمی تشنگی سرد کی علم قرآت کی تحصیل کرنیوالے تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

ابویوسف بن یعقوب بن خلیفہ الاعشی، عبدالرحمٰن بن ابی حماد، عروہ بن محمد اسدی، یحییٰ بن محمد علیمی، سہل بن شعیب، اسحٰق بن عیسیٰ، اسحٰق بن یوسف الازرق احمد بن جبیر، برید بن عبدالواحد، حسین بن عبدالرحمٰن، حسین بن علی الجعفی، حماد بن ابی زیاد طاہر بن ابی احمد زبیری، عبداللہ بن عمرو بن ابی امیہ، عبدالمؤمن بن ابی حماد بصری، عبدالجبار بن محمد العطاردی، عبدالحمید بن صالح عبید بن نعیم، علی بن حمزہ کسائی، المعانی بن یزید، یحلی بن منصور رازی، میمون بن صالح دارمی، ہارون بن حاتم، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن سلیمان جعفی، خلاد بن خالد صیرفی، عبید بن صالح، احمد بن عبدالجبار العطاردی اور ابو عمرو الدوری وغیرہ [1]

امام ابوبکر بن عیاش سے جن لوگوں نے احادیث کا سماع و روایت کیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

امام سفیان ثوری، عبداللہ ابن المبارک، ابوداؤد الطیالسی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، علی بن محمد الطنافسی، احمد بن عمران اخنسی، اسود بن عامر شاذان، یحییٰ بن آدم، یعقوب القمی، عبدالرحمٰن ابن مہدی، احمد بن یونس، ابونعیم، علی بن المدینی، احمد بن حنبل ابوبکر ابن معین، عثمان ابنا ابی شیبہ، اسماعیل بن ابان الوراق، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری خالد بن یزید کاہلی، یحییٰ بن یوسف زمی، منصور بن ابی مزاحم، احمد بن منیع، حسین بن جعفی، عمرو بن زرارہ نیشاپوری، ابوکریب محمد بن العلاء، ابوھشام رفاعی، حسن بن عرفہ، احمد بن عبدالجبار العطاردی وغیرہ [2]

---

[1] غایۃ النہایۃ ۱/۳۲۶ و معرفۃ القراء ۱/۱۳۵

[2] ایضاً و تہذیب التہذیب ۱۲/۳۴ و تاریخ بغداد ۱۴/۳۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ قرأت امام ابو بکر بن عیاش کا سلسلہ قرأت اس طرح ہے کہ انہوں نے امام عاصم کوفی سے پڑھا اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضہ سے پڑھا اور حضرت عثمان غنی رضہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا اور سیکھا تھا، اسطرح امام ابو بکر کا سلسلہ قرأت تین واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا ہے۔

فضل وکمال امام ابو بکر بن عیاش فضل وکمال کے بلند ترین مقام پر تھے، ابن المبارکؒ اور ابن مہدی نے ان کی تعریف کی ہے، علامہ ابن الجزری لکھتے ہیں کہ وہ امام کبیر اور عالم وعامل اور حجت تھے، ان کا شمار کبار ائمہ سنت میں ہوتا ہے، [۱] نیز فرماتے ہیں :-

وکان اماما کبیرا عالما عاملا وکان یقول انا نصف الاسلام۔ [۲]	وہ بڑے عالم وفاضل اور عامل تھے خود فرماتے تھے کہ میں نصف اسلام ہوں۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

وکان سیدا اماما حجۃ کثیر العلم و العمل منقطع القرین ۔[۳]	وہ مقتدی وپیشوا تھے، حجت تھے علم وعمل میں تونگر اور اپنے عہد کے بے مثال عالم تھے۔

یافعی رقمطراز ہیں

شیخ الکوفۃ فی القراءۃ والحدیث [۴]	وہ علم قرأۃ وحدیث میں کوفہ کے شیخ تھے۔

یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے

وکان لہ فقہ وعلم بالاخبار [۵]	وہ فقہ اور تاریخ کا بھی علم رکھتے تھے

---

[۱] النشر ۱/۱۵۶
[۲] غایۃ النہایہ ۱/۳۲۶
[۳] معرفۃ القراء ۱/۱۳۵
[۴] مرآۃ الجنان ۱/۴۴۴
[۵] تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو عام طور پر شیخ القراء اور شیخ الاسلام جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے

ابن عدی کا بیان ہے کہ۔

وھو من مشھوری مشائخ الکوفۃ وقرائھم ۔[1]

ابو بکر کوفہ کے مشاہیر بزرگوں میں شمار ہوتے تھے اور وہاں کے بلند پایہ قاری تھے ۔

ابو عیسیٰ نخعی کا قول ہے کہ : ۔

رایت ابا بکر بن عیاش، فکانما رایت رجلا من صدر ھذہ الامۃ ۔[2]

میں نے ابو بکر بن عیاش کو جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا گویا اس امت کے قرن اول کے کسی شخص کو دیکھ رہا ہوں ۔

خیر الدین زرکلی تحریر کرتے ہیں

من مشاھیر القراء کان عالما فقیھا فی الدین ۔[3]

"مشہور قراء میں سے تھے وہ دین کے عالم وفقیہہ تھے

قرآن پاک اور علم قرآت سے تعلق

امام ابو بکر بن عیاش کو قرآن پاک سے بڑا شغف وتعلق تھا اور دراصل قرآن کی قرأت ہی ان کی زندگی کی کلاہ افتخار بھی ہے، امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ابو بکر صاحب قرآن وخیر ہیں ۔[4]

امام ابو بکر قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے کئی سندوں سے مروی ہے کہ وہ چالیس سال تک مسلسل شب و روز میں ایک قرآن ختم کرتے،[5] ایک دوسری

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵

[2] تاریخ بغداد ۱۴/۳۸۰

[3] الاعلام ۳/۱۶۵

[4] تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۶۱

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے مکان کے گوشے میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا۔[1] ایک اور قول کے مطابق چوبیس ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا۔[2] یحییٰ حمانی کا بیان ہے کہ میں ابوبکر کے انتقال کے وقت ان کے پاس گیا اس وقت ان کی بہن رونے لگیں تو ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا کیوں روتی ہو اس گوشہ کو دیکھو میں نے وہاں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ہے۔[2]

بیشتر تذکرہ نگاروں نے اس واقعہ کے ذکر میں ان کی بہن ہی کے رونے کا تذکرہ کیا ہے، صرف ادبیائے رجال الحدیث کے مؤلف نے ان کی بہن کے بجائے ان کی صاحبزادی کے رونے کا تذکرہ کیا ہے جو صریحاً غلط ہے۔[3]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوبکر نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ گھر کے اس گوشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا میں نے اس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔[4] ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی وفات کے وقت ان کے صاحبزادے رونے لگے تو ابوبکر نے فرمایا اے بیٹے کیوں روتے ہو کیا اللہ تعالیٰ تمہارے والد کے ان چالیس سالوں کو جس کی تمام راتوں کو قرآن مجید کی تلاوت کی ہے ضائع کر دیگا۔[5]

امام اعمش جو جلیل القدر قاری و محدث ہیں اپنے مزاج و معمول کے برخلاف ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے، ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ ان کیساتھ یہ معاملہ کیوں کرتے ہیں تو انہوں نے کہا قرآن کی وجہ سے۔[6]

---

[1] مرآۃ الجنان ۱/۴۴۲
[2] معرفۃ القراء ۱/۱۲۸ و تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۴۲ والنشر ص ۱۵۶
[3] عبدالمصطفیٰ اعظمی ادبیائے رجال الحدیث ص ۶۳
[4] شرح شاطبی ص ۱۴
[5] تاریخ بغداد ۱۴/۳۸۲
[6] معرفۃ القراء ۱/۱۳۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں بلند پائیگی

قرأت قرآن کے علاوہ حدیث میں بھی وافر دستگاہ حاصل تھی علامہ ابن سعد نے عارفا بالحدیث لکھا ہے[1] ابن الجزری نے وکان من ائمۃ السنۃ قرار دیا ہے،[2] ابن المبارک فرماتے ہیں۔

مارایت احدا اسرع الی السنۃ من ابی بکر بن عیاش[3]

میں نے اتباع سنت میں ابو بکر بن عیاش سے زیادہ بہتر کسی کو نہیں پایا۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ان سے مروی حدیثیں منکر نہیں ہیں اور وہ ثقہ ہیں[4]

نقد و جرح

امام ابو بکر بن عیاش کی ثقاہت وعدالت کا اکثر ائمہ جرح و تعدیل نے اعتراف کیا ہے، چنانچہ ابو داؤد، ابن معین، حمزہ بن سعید، عبداللہ بن احمد، عجلی اور احمد بن حسن نے ثقہ[5] اور ساجی اور علامہ ذہبیؒ نے صدوق قرار دیا ہے،[6] عثمان دارمی نے ابو بکر بن عیاش اور ان کے بھائی حسن بن عیاش دونوں کو اہل صدق وامانت کہا ہے[7] علامہ ابن سعد لکھتے ہیں :۔

وکان ابو بکر ثقۃ صدوقا۔[8] ابو بکر ثقہ وصدوق تھے

ان کا ذکر ابن حبان نے کتاب الثقات میں کیا ہے،[9] ابن عدی کا بیان ہے کہ ابو بکر نے جو روایتیں امام عاصم سے کی ہیں اسے روایت کرنے میں کوئی حرج

---

www.kitabosunnat.com

[1] طبقات ابن سعد ۶/۲۶۹

[2] غایۃ النہایہ ۱/۳۲۶

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۳۵

[4] خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ص ۴۴۵

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۳۵ وتہذیب التہذیب ۱۲/۳۵

[6] میزان الاعتدال ۱/۴۴۶

[7] تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵

[8] طبقات ابن سعد ۶/۲۶۹

[9] تہذیب التہذیب ۱۲/۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ۔[۵۲]

مگر بعض لوگوں نے نقد جرح کرتے ہوئے سوء حفظ اور وہم وخطاء کا مرتکب بتایا ہے ، یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ ان کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے ،[۵۲] امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ وہ بسا اوقات غلطی بھی کرتے تھے ،[۵۳] اور حاکم ابو احمد کا قول ہے کہ وہ حافظ نہیں تھے ،[۵۴] مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی توجیہ یوں کی ہے ۔

وذالک انہ لما کبر ساء حفظہ فکان یہم اذا روی والخطاء والوہم شیئا لا ینفک عنہا البشر فمن کان لا یکثر ذالک منہ فلا یستحق ترک حدیثہ بعد تقدم عدالتہ[۵۵]	ابو بکر بن عیاش کی روایتوں میں وہم کی وجہ انکی کبر سنی ہے جسکی بنا پر انکا حافظہ برقرار نہ رہ سکا خطاء اور وہم دو الگ چیزیں ہیں جو انسان سے متعلق ہوتی ہیں تو جب انکی ثقاہت معلوم ہے تو پھر ان کی حدیث کو نہ لینا مناسب نہیں ہے ۔

ابن حبان نے بھی حافظ اور متقن قرار دیا ہے ۔[۵۶]

بعض لوگوں نے ان کی حدیث کی تضعیف بھی کی ہے ، اور کچھ لوگوں نے نہ صرف ضعیف بتایا ہے بلکہ زیادہ غلطی کرنے والا اور کثیر عسقلانی لکھا ہے ۔[۵۷] مگر علامہ ابن حجر عسقلانی اس سے متفق نہیں وہ لکھتے ہیں :۔

والصواب فی امرہ مجانبۃ ما علم انہ اخطا فیہ والاحتجاج بما یرویہ	ان کے معاملہ میں درست بات یہ ہیکہ جن مرویات میں غلطیوں کا علم ہو چکا ہے انکو نہ لیا جائے ان کی بقیہ

---

[۵۱] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۵

[۵۲] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۶

[۵۳] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۱

[۵۴] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۷

[۵۵] ایضاً ۱۲/ ۳۶

[۵۶] ایضاً

[۵۷] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سواء، وافق الثقات او خالفهم ۔[1] مرویات خواہ وہ ثقات کے موافق ہوں یا مخالف قابل حجت ہوں گی ۔

فقہ امام ابوبکر بن عیاش کو فقہ میں بھی درک و بصیرت حاصل تھی حافظ یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ انہیں علم فقہ اور حدیث دونوں میں مہارت حاصل تھی ،[2] فقہ میں ان کے شیخ مغیرہ تھے جن کے متعلق انہوں نے کہا کہ مغیرہ سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا اس لئے ان کیساتھ رہا ،[3] ایک موقع پر کوفہ کے گورنر موسیٰ بن عیسیٰ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے ان کو فقیہہ الفقہا کہا ہے[4]

عبادت امام ابوبکر بن عیاش کی پاکیزہ زندگی کا سب سے تابدار پہلو اُن کی عبادت وریاضت ہے وہ نہایت عابد وزاہد اور صاحب تقویٰ وصلاح تھے اور مسلسل ساٹھ سال تک اور ایک روایت کے مطابق ستر سال تک عبادت میں مصروف رہے ہ[5] یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش بڑے عالم اور صاحب فضل تھے ، چالیس سال تک اپنے پہلو کو زمین سے نہیں لگایا ،[6] امام عبداللہ نخعی اور یحییٰ ابن معین کا بیان ہے کہ پچاس سال ابوبکر کے لئے بستر نہیں بچھایا گیا ،[7] ابن سعید نے ان کا شمار علمائے کوفہ کے ساتویں طبقہ میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابوبکر عبادت گذاروں میں سے تھے ،[8] ابن سعد نے بھی وکان من العباد لکھا ہے ،[9]

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۲ / ۳۶
[2] معرفۃ القراء ۱ / ۱۳۶
[3] ایضاً ۱ / ۱۳۸
[4] تاریخ بغداد ۱۴ / ۳۷۵
[5] تہذیب التہذیب ۱۲ / ۳۶
[6] معرفۃ القراء ۱ / ۱۳۶ و تاریخ بغداد ۱۴ / ۳۸۰
[7] معرفۃ القراء ۱ / ۱۳۶ و غایۃ النہایہ ۱ / ۳۲۶
[8] ابراز المعانی ص ۲۴
[9] طبقات ابن سعد ۶ / ۲۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے کہ ابوبکر نیکی اور تقویٰ کی صفت میں معروف تھے[1] یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش سے بڑا متقی نہیں دیکھا ،[2] ان کے شاگرد عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والا نہیں دیکھا، عجلی کا بیان ہے کہ وہ صاحب سنت وعبادت تھے[3] خود ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی فحش کام نہیں کیا۔[4]

نماز اور روزہ امام ابوبکر بن عیاش صوم وصلوٰۃ کے بڑے پابند تھے، نوافل میں شب گذاری ان کا معمول تھا امام وکیع کا بیان ہے کہ ابوبکر بن عیاش جمعہ کو امام کے سلام کے بعد عصر تک نماز پڑھتے ہیں اور ان کا یہ معمول چالیس سال سے ہے ۔[5] انہوں نے ستر سال تک روزہ رکھا اور راتوں کو مسلسل نماز پڑھی ہے[6] احمسی کا بیان ہے کہ میں نے ان سے بہتر نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا ،[7] ابن عمار کا بیان ہے کہ ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے اسی رمضان میں روزے رکھے۔[8]

کرامت ان کی بعض کرامتیں بھی مشہور ہیں، یحییٰ بن حماد کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا کہ ایک رات میں زمزم کے کنوئیں پر آیا تو ایک بالٹی شہد اور دودھ نوش کیا۔[9] ایک دوسری روایت ان کے الفاظ یہ ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۱ ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۳۶
[2] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۷
[3] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۶
[4] ایضاً
[5] طبقات ابن سعد ۶/ ۲۶۹
[6] تہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۶
[7] ایضاً ۱۲/ ۳۷
[8] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۸۲
[9] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۶ وتہذیب التہذیب ۱۲/ ۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتیت زمزم فاستقیت منہا — میں نے زمزم کے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو
عسلاً و اتیتہا فاستقیت منہا — ایک ڈول دودھ نکالا دوبارہ ڈالا تو شہد
لبنا، و اتیتہا فاستقیت منہا ماءً[1] — نکالا اور تیسری بار ڈالا تو پانی نکالا ۔

ذوق شعری

امام ابوبکر بن عیاش کو شعر و ادب سے بھی دلچسپی تھی خود فرماتے ہیں کہ میرے اوپر ایک مصیبت آئی جس سے مجھے سخت تکلیف پہونچی تو میں نے ذوالرمہ کا یہ شعر پڑھا ۔

لعل انحدار الدمع یعقب راحۃ — من الوجد او یشفی نجی البلابل

اور میں تنہائی میں جاکر رویا تو مجھے آرام مل گیا[2] ابن خلکان نے ایک اور قول نقل کیا ہے جس میں مزید ایک اور شعر ہے ۔

خلیلی عوجا صدور الرواحل — بمجور خروی نابکیا فی المنازل

ہو سکتا ہے ذوالرمہ کا پورا قصیدہ ہو اور تذکرہ نگاروں نے صرف دو ہی شعر لکھنے پر اکتفا کیا ہو، صاحب مرآۃ الجنان نے بھی دو ہی شعر لکھا ہے[3]

ان اشعار کے علاوہ بھی کچھ اور اشعار تذکروں میں ملتے ہیں جنھیں ابوبکر بن عیاش پڑھا کرتے تھے، علی بن خشرم کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ۔

بلغت الثمانین، او جزتہا — فماذا اؤمل او انتظر؟
علتنی السنون، فابلیننی — ودقت عظامی، وکل البصر
اما فی الثمانین من مولدی — ودون الثمانین ما یعتبر؟[4]

ابن یحیٰی نہشلی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے فرمایا ۔

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۸۰ ۔ [2] وفیات الاعیان ۱/ ۳۵۴ ۔
[3] مرآۃ الجنان ۱/ ۴۴۴ ۔ [4] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۸۲ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرمت من ضعفی کالثوب الخلق   طورا یرفیه وطورا ینفتق
من صحب الدھر تقی بالعلق[1]

ان اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا شعری ذوق بلند اور بڑا صاف ستھرا تھا اور انھیں بر محل اشعار پڑھنے پر بھی قدرت تھی، مذکورہ اشعار میں انھوں نے کتنے عمدہ انداز سے اپنے ضعف اور پیرانہ سالی کا ذکر کیا ہے۔

بنوامیہ کی حمایت

امام ابوبکر بن عیاش گو بنو عباس کے دور حکومت میں تھے اور اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے ایوان حکومت میں بھی اثر و رسوخ رکھتے تھے تاہم وہ بنوامیہ کے حمایتی اور ان کیلئے کلمہ خیر کہنے والے تھے اور ان کے عہد کو عوام کیلئے نفع بخش تصور کرتے تھے ایک مرتبہ ابوبکر بن عیاش کو خلیفہ ہارون رشید نے طلب کیا وہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ امام وکیع بھی تھے، خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر بن عیاش آپ نے بنوامیہ کا دور بھی دیکھا ہے اور ہمارا بھی ان میں سے کون بہتر ہے تو ابوبکر بن عیاش نے کہا۔

اولئک کانوا انفع للناس وانتم   وہ (بنوامیہ) لوگوں کے لیے نفع بخش تھے اور
اقوم بالصلوۃ۔   تم ان کے اچھے جانشین ہو۔

خلیفہ ہارون رشید نے پھر انھیں واپس کر دیا اور انھیں چھ ہزار دینار اور امام وکیع کو تین ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔[2]

اسی طرح ابوبکر بن عیاش ایک مرتبہ کوفہ کے گورنر موسی بن عیسی کے یہاں گئے وہاں عبداللہ ابن مصعب زبیر بھی تھے گورنر نے ان کے لئے تکیہ منگایا جس سے انھوں نے ٹیک لگائی اور پیر پھیلا دیئے تو عبداللہ ابن مصعب زبیری نے گورنر سے مخاطب ہو کر کہا یہ کون شخص ہے جو بغیر اجازت داخل ہوا ٹیک لگائی اور پھر پیر پھیلا دیئے گورنر نے کہا۔

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴/۳۸۲ [2] تاریخ بغداد ۱۴/۳۷۵ و معرفۃ القراء ۱/۱۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هذا فقيه الفقهاء والرأس عند اهل المصر ابوبكر بن عياش ۔

یہ فقیہ الفقہاء اور اہل مصر کے امام ابوبکر بن عیاش ہیں ۔

اس پر زبیری نے کہا کہ آپ نے ان کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ نہ بہتر ہے اور وہ نہ اس کے مستحق ہیں اس پر ابوبکر بن عیاش بولے ۔

يا ايها الامير من هذا الذی سأل عنی بجهل، ثم تابع فی جهله بسوء قول وفعل؟ فنسبه له فقال اسكت مسكتا فبابيك غدر ببيعتنا وبقول الزور خرجت امنا، وبابنه هدمت كعبتنا، وبك احرى ان يخرج الدجال فينا ۔

اے امیر یہ کون ہے جو مجھ سے ناواقف ہو کر میرے بارہ میں پوچھتا ہے پھر اپنی عدم واقفیت کے باوجود میرے بارہ میں نامناسب باتیں کہتا ہے، تو امیر نے ان کا تعارف کرایا تب ابوبکر بن عیاش بولے، چپ رہ تمہارے باپ ہی کیوجہ سے ہماری بیعت توڑی گئی اور غلط بیانی کیوجہ سے ہماری ماں (حضرت عائشہ رض) میدان میں آئیں اور ان کے بیٹے (حضرت عبداللہ ابن زبیر رض) کیوجہ سے ہمارا کعبہ منہدم کیا گیا اب تم اس بات کے مستحق ہو کہ یہ اعلان کرو کہ دجال کا خروج ہم میں ہو گا ۔

اس پر گورنر ہنس دیئے اور زبیری سے کہا کہ خوب جانتا ہوں کہ وہ ابوبکر بن عیاش تمہارے خاندان اور آباء واجداد سے بخوبی واقف ہیں اور ان کے خیر خواہ بھی ہیں مگر تم اپنے آباء واجداد کے حق میں برا کر رہے ہو[1]

فضیلت شیخین

حسن ابن عیسیٰ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مبارک اور فضیل ابوبکر بن عیاش کی فضیلت کے قائل تھے اور ان کی یہ رائے اس لئے اہم ہے کہ اگر یہ لوگ فضیلت شیخین کے قائل نہ ہوتے تو عبداللہ ابن مبارک ان کو تعظیم

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴ / ۳۷۵-۳۷۹ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مستحق نہ سمجھتے۔[1]

ایک اور روایت کے مطابق خود ابوبکر بن عیاش فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس حضرت ابوبکر رضؓ و حضرت عمر رضؓ اور حضرت علی رضؓ کسی ضرورت کے تحت تشریف لاتے تو میں حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ سے پہلے حضرت علی رضؓ کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت رکھتے تھے، اس کے باوجود وہ حضرت ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کے مرتبہ شناس بھی تھے جس کا اظہار ان کے اس قول سے ہوتا ہے۔

ولان اخرمن السماء الی الارض احب الی من ان اقدمہ علیھما[2] — میں آسمان سے زمین پر پھینک دیا جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے کہ میں حضرت علی رضؓ کو حضرات شیخین پر مقدم سمجھوں۔

ایک مرتبہ انھوں نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی میری مخالفت کریگا تو اس سے مطلق قطع تعلق کرلونگا حاضرین مجلس نے کہا کہ آپ فرمائیے تو انھوں نے فرمایا نبیوں اور رسولوں کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ سے زیادہ افضل انسانوں میں کوئی اور نہیں پیدا ہوا لوگوں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا لیکن عاصم بن یوسف نے عرض کیا کہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون بھی نہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں یوشع بن نون بھی نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں البتہ اگر وہ نبی ہیں تو اور بات ہے، پھر انھوں نے اپنی بات کی تائید میں آیت کریمہ کنتم خیرا مۃ اخرجت للناس پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول افضل ھذہ الامۃ بعدی ابوبکر بھی نقل کیا۔[3]

ابوہشام رفاعی کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ خلیفہ رسولؐ ہیں اور یہ قرآن سے ثابت ہے اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴/۲۷۵-۲۷۶ [2] ایضاً [3] ایضاً ۱۴/۳۷۷-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ھم الصادقون ۔ (الحشر ۔ ۸)

جنکو اللہ تعالیٰ نے صادق کہا ہے (یعنی صحابہ کرام رض) وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے اور انھیں لوگوں نے حضرت ابو بکر الصدیق رض کو یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے[1]

عقیدہ ومسلک ایک واقعہ سے ان کے عقیدہ و مسلک کا اندازہ ہوتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے ۔

امام ابو بکر بن عیاش کے ساتھ کشتی میں ایک مرجئی ایک رافضی اور ایک حروری تینوں سوار تھے ۔ ان تینوں کے درمیان دوران بحث اختلاف ہو گیا تو انھوں نے امام ابو بکر سے رجوع کیا اور کہا کہ آپ حکم بن جائیے ابو بکر نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میرا مسلک تم تینوں سے جدا ہے ان لوگوں نے کہا کہ پھر بھی آپ فیصلہ کیجیے ، تب ابو بکر بن عیاش رافضی سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ

فی الدنیا قوم اجھل منکم ؟ تزعمون ان ھذا الامر کان بصاحبکم فترکہ حیاتہ وسلمہ لغیرہ ثم تبغون ان تاخذوا بہ بعد وفاتہ ۔

دنیا میں تم سے زیادہ جاہل کوئی قوم ہو گی ؟ تمہارا یہ خیال ہے کہ خلافت تمہارے سردار کا حق ہے مگر انھوں نے تو اپنی زندگی ہی میں اسکو خیرباد کہہ دیا اور دوسرے کے حوالہ کر دیا اب تم ان کی وفات کے بعد اسکو حاصل کرنا چاہتے ہو ۔

پھر حروری سے مخاطب ہو کر کہا ۔

ترعون عن قتل النساء والالدان و تستحلون سفک دماء المسلمین ۔

عورتوں اور بچوں کے قتل سے تو تم بچتے ہو مگر مسلمانوں کی خونریزی جائز سمجھتے ہو ۔

پھر مرجئی سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔

انت احمق الثلاثہ ، ھذا ن

تم توان تینوں میں سب سے بڑے احمق ہو یہ

---

[1] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۱۲۶ و غایۃ النہایہ ۱/ ۳۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزعمان انک فی النار وانت تشھد انھما فی الجنۃ[1] — دونوں تم کو جہنمی قرار دیتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ یہ دونوں جنتی ہیں۔

ابن یونس کا بیان ہے کہ میں نے ابو بکر بن عیاش سے دریافت کیا کہ میرا ایک شیعہ پڑوسی بیمار ہے کیا میں اسکی عیادت کرسکتا ہوں، تو ابو بکر بن عیاش نے فرمایا کہ اسکی عیادت اسی طرح کرو جیسے تم کسی یہودی یا نصرانی کی عیادت کرتے ہو مگر ثواب کی نیت نہ کرنا۔[2]

فتنۂ خلق قرآن مامون ومعتصم کے دور کا بدنام زمانہ فتنۂ خلق قرآن کا ہے، ابو بکر بن عیاش اس عقیدہ کے سخت مخالف تھے، ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ابن علیہ کی قرآن کے سلسلے میں جو رائے ہے اسکے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو انھوں نے فرمایا۔

ویلک من زعم ان القرآن مخلوق وھو عندنا کافر زندیق عدو اللہ لانجالسہ ولا نکلمہ[3] — وہ ہلاک ہو جائے جو خیال کرے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر زندیق اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے ہم اسکے ساتھ نہ بیٹھینگے اور نہ بات کرینگے۔

مقولے ان سے بعض مفید اور دلچسپ مقولے بھی منقول ہیں ابو ہشام رفاعی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش نے فرمایا۔

الخلق اربعۃ معذور ومخبور ومجبور ومثبور فالمعذور البھائم والمخبور بنو آدم والمجبور الملائکۃ والمثبور ابلیس[4] — مخلوق کی چار قسمیں ہیں معذور، آزمودہ، مجبور وبےبس، اور ہلاکت زدہ، معذور بہائم ہیں آزمودہ انسان ہیں، مجبور اور بےبس فرشتے ہیں اور ہلاکت زدہ شیاطین ہیں۔

---

[1] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۷۷ [2] ایضاً۔
[3] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۲۶ [4] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انھیں کا دوسرا قول ہے کہ خاموشی کا سب سے چھوٹا فائدہ سلامتی ہے اور یہ عافیت کیلئے کافی ہے، اور بولنے کا سب سے چھوٹا نقصان شہرت ہے اور یہ مصائب کیلئے کافی ہے[1]

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ابوبکر نے کہا کہ علم میں داخل ہونا آسان ہے لیکن اس سے نکل کر خدا کی طرف متوجہ ہونا مشکل ہے[2]

ن پر خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا، ایک مرتبہ فرمایا کہ دنیا میں آنا تو بہت سہل ہے، لیکن یہاں سے منتقل ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جانا بہت سخت ہے[3]

پیشہ امام ابوبکر بن عیاش کو تذکرہ نگاروںؒ نے الحناط اور الخیاط لکھا ہے جس سے یہ بات سمجھ نہیں آتی ہے کہ ابوبکر یا تو سلائی کا کام کرتے تھے یا گیہوں کے تاجر تھے، مگر تذکرہ نگاروں نے ان کے پیشہ کے سلسلے میں کوئی صاف بات نہیں لکھی ہے۔

وفات امام ابوبکر بن عیاش نے طویل عمر پائی اور ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں بعمر ۹۸/ سال مامون الرشید کے دورِ خلافت میں وفات پائی[4]

بعض لوگوں نے انکا سنہ وفات ۱۹۴ھ ، ۱۹۵ھ اور ۱۹۸ھ بھی لکھا ہے۔ مگر بیشتر تذکرہ نگاروں نے ۱۹۳ھ ہی سنہ وفات بتایا اور لکھا ہے[5]،

اولاد امام ابوبکر بن عیاش کی اولاد میں صرف ان کے صاحبزادے ابراہیم بن ابوبکر بن عیاش کا ذکر علامہ ابن حجر عسقلانی اور خطیب بغدادی نے کیا ہے۔

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۷ [2] ایضاً۔ [3] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۲۔

[4] غایۃ النہایہ ۱/ ۳۲۷ والمعارف ص ۲۲۲ ودول الاسلام ۱/ ۹۷۔ [5] طبقات ابن سعد ۶/ ۲۶۹ وتذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۴۲ والفہرست ص ۴۳ وفیات الاعیان ۱/ ۳۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حفص بن سلیمان کوفیؒ

قرن اول میں جن ائمہ کرام نے علم قرأت کے چراغ روشن کئے ان میں امام حفص بن سلیمان کوفی کا نام سرفہرست ہے ان کا شمار اقلیم علم قرأت کے تاجداروں میں ہوتا ہے ان کی تگ ودو، محنت وجانفشانی، اور اخلاص وللہیت سے ان کے طرز قرأت نے وہ قبول عام حاصل کیا کہ آج پورے عالم اسلام میں قرآن مجید انہیں کی طرز قرأت اور لب و لہجے سے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے مولانا قاری شاہ محمد حسین چشتی لکھتے ہیں :۔

"ان کی روایت بلاد مغرب کے علاوہ تمام ملک عرب وعجم میں خصوصیت کے ساتھ رائج ہے اور برصغیر ہندوپاک میں بھی یہی روایت پڑھی جاتی ہے اور قبولیت خداداد ہے کہ صدیاں گذر گئیں مگر آج بھی مکاتب ومدارس میں صرف روایت حفص پڑھائی جاتی ہے اور روئے زمین پر ایک ہزار حفاظ میں سے تقریباً نوسو ننانوے کو صرف یہی روایت حفص یاد ہے، ایسا شاید کوئی نہ ہو جس نے یہ روایت نہ پڑھی ہو ۔"

امام حفصؒ نے اپنے عہد کے یکتائے روزگار تابعی اور امام القراء امام عاصم بن بہدلہ کوفی سے قرأت قرآن کی تحصیل وتکمیل کی اور مدۃ العمر اس کی ترویج وترقی اور نشر واشاعت میں مصروف رہے، محمد بن سعید العوفی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ :۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حفص بن سلیمان لو رأیت لقرت عیناك فهما وعلما [1]

امام حفص بن سلیمان کو اگر تم دیکھتے تو ان کے علم و فہم کی وجہ سے تمہاری نگاہیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

نام ونسب

حفص نام، ابو عمرو کنیت اور معلوم شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔ ابو عمرو حفص بن سلیمان بن المغیرۃ ابو عمر بن ابی داؤد اسدی کوفی [2] اپنے نام حفص اور حفیص سے مشہور ہوئے [3] امام القراء امام عاصم کوفی کے پروردہ اور ان کی بیوی کے لڑکے ہیں استاذ اور شاگرد دونوں بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے [4]

ابو الحسن اعظمی نے انہیں امام عاصم کا متبنی بتایا ہے [5] جو صحیح نہیں ہے بلکہ وہ ان کی بیوی کے پہلے شوہر کے لڑکے تھے جنکو امام عاصم نے پالا تھا جیسا کہ ابن الجزری اور یاقوت رومی نے اس کی تصریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

وکان ربیب عاصم ابن زوجۃ [6]

امام حفص امام عاصم کی گود میں پلے تھے اور حفص ان کی بیوی کی پہلے شوہر کے لڑکے تھے

علامہ ذہبی رقمطراز ہیں:۔

ابن زوجۃ عاصم۔ [7]

امام عاصم کی بیوی کے لڑکے تھے

ولادت ووطن اور تعلیم

امام حفص بن سلیمان کوفی ۹۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے [8] اور یہی کوفہ ان کا وطن بھی ہے۔ انہوں نے

---

۱ تہذیب التہذیب ۲/۴۰۰

۲ غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸ وکتاب الاشکال ص ۱۰۱ وتجوید سبعہ قرات ص ۱۹

۳ النشر ص ۶ وتہذیب التہذیب ۲/۴۰۰ وتقریب التہذیب ص ۷۷

۴ میزان الاعتدال ۱/۲۶۱

۵ علم قرات اور قراء سبعہ ص ۱۰۱

۶ غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸ والنشر ص ۱۵۶

۷ معرفۃ القراء الکبار ۱/۱۴۰

۸ ایضا وغایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عاصم کوفی سے قرأت قرآن کی تعلیم حاصل کی، ابوحسین بن منادی کا بیان ہے کہ حفصؒ نے امام عاصم سے بار بار پڑھا اور اس فن میں بڑی مہارت و صلاحیت پیدا کی علامہ ابن الجزری فرماتے ہیں کہ:۔

کان اعلم اصحاب عاصم بقراءۃ عاصم :۔ [1]	امام حفص امام عاصم کوفی کے تلامذہ میں قرأت عاصم کے سب سے بڑے واقف کار تھے

بعد ازاں بغداد جانے [2] اور تحصیل علم کے بعد مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کرنے کا ذکر تذکروں میں ملتا ہے قیاس ہے کہ یہ سفر بھی حصول علم ہی کے سلسلے میں رہا ہوگا۔

پھر امام حفص بن سلیمان اپنے عہد کے ماحول اور دستور کے مطابق علم حدیث کے حصول میں مشغول ہوئے بعد ازاں خود ان سے علم حدیث کا اکتساب طالبین نے کیا۔ حدیث میں ان کے مقام و حیثیت پر مختلف آراء ہیں امام دانی اور امام وکیع نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

کان ثقۃ اخرج النسائی حدیثہ فی مسند علی متابعۃ ۔ [3]	امام حفص ثقہ تھے نسائی نے مسند علی میں ان کی حدیث تائیداً نقل کی ہے

احمد بن حنبل فرماتے کہ ان کی مرویات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [4]

لیکن اور ائمہ حدیث کے نزدیک وہ قابل جرح ہیں چنانچہ امام بخاری و مسلم کا بیان ہے کہ حفص بن سلیمان محدثین کے نزدیک متروک الحدیث ہیں [5]

ان سے مروی احادیث کو ضعیف کہا گیا ہے حاکم نے ان کو ذاھب الحدیث اور ابن خراش نے متروک یضع الحدیث لکھا ہے، ابن المدینی ابوذرعہ، ابن ابی حاتم، امام نسائی اور امام دارقطنی نے بھی ضعیف الحدیث کہا ہے، [6] امام نسائی فرماتے ہیں:۔

---

[1] معجم الادباء ۴/ ۱۱۸ والنشر ص ۱۵۶

[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۵۴ وکتاب التبصرہ ص ۱۸۳۔

[3] التیسیر ص ۶ و تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۲ [4] معرفۃ القراء ۱/ ۱۳۱

[5] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۲ [6] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۱ و میزان الاعتدال ۱/ ۲۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیس بثقة ولا یکتب حدیثه ؎۱ — ثقہ نہیں ہیں اور ان کی حدیث نہیں لکھی جاتی

امام ابن حبان کا بیان ہے کہ:۔

یقلب الاسانید ویرفع المراسیل وحکی ابن الجوزی فی الموضوعات۔ ؎۲ — حفص سندوں میں الٹ پھیر کر دیتے ہیں اور مرسل روایتوں کو مرفوع روایت کرتے ہیں یہ بات ابن الجوزی نے موضوعات میں بیان کی ہے۔

زکریا ساجی کا بیان ہے کہ:۔

حفص ممن ذھب حدیثه عنده مناکیر۔ ؎۳ — حفص ان لوگوں میں سے ہیں جنکے پاس حدیث کا سرمایہ نہیں ہے بلکہ قابل انکار روایتیں ہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

یحدث عن سماک وغیرہ احادیث بواطیل ؎۴ — حفص سماک وغیرہ سے باطل روایت نقل کرتے ہیں:۔

صالح بن محمد کا بیان ہے کہ:۔

لایکتب حدیثه واحادیثه کلها مناکیر ؎۵ — ان کی بیان کردہ روایتوں کو محدثین کے یہاں ضبط تحریر میں نہیں لایا جاتا وہ سب منکر ہیں۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام حفص فن قرأت میں ثقہ، ثبت اور ضابط تھے مگر احادیث میں یہ حال نہ تھا، اور ان پر کلام کیا گیا ہے۔ ؎۶

؎۱ تہذیب التہذیب ۲/۴۰۱
؎۲ ایضاً
؎۳ ایضاً ۱/۴۰۲
؎۴ ایضاً
؎۵ ایضاً
؎۶ غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان روایتوں کی وجہ سے طبقہ محدثین میں ان کا مقام و مرتبہ متنازع ضرور ہوا مگر فن قرأت میں ان کے علوئے مرتبت پر سب متفق ہیں اور دراصل یہی فن ان کے لئے سرمایہ افتخار ثابت ہوا۔

اساتذہ وشیوخ امام حفص بن سلیمان نے امام عاصم کوفی کے علاوہ بھی متعدد شیوخ سے اکتساب فیض کیا، ان میں بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

عاصم الاحوال، عبدالملک بن عمیر، لیث بن ابی سلیم، کثیر ابن مسنظیر، اسحاق السبیعی، کثیر بن زاذان، قیس بن مسلم، علقمہ بن مرثد، محارب بن دثار، ثابت بنانی، اسماعیل السری وغیرہ۔[1]

تلامذہ امام حفص بن سلیمان کوفی نے ایک طویل مدت تک قرأت قرآن کا درس دیا[2] ان سے اکتساب فیض کرنے والوں کے نام یہ ہیں:۔

ابو محمد عبید بن صباح بن صبیح کوفی، ابو شعیب صالح بن محمد القواس، حفص بن غیاث، علی بن عیاش، آدم بن ابی ایاس، علی بن حجر، ھشام بن عمار، محمد بن حرب خولانی علی بن یزید الصدائی، ہبیرۃ التمار، عمر بن الصباح، حسین بن محمد مروزی، حمزہ بن قاسم الاحول سلیمان بن داؤد زہرانی، حمدان بن ابوعثمان دقاق، عباس بن فضل صفار، عبدالرحمن بن محمد بن واقد، محمد بن فضل زرکان، خلف الحداد، فضل بن یحیٰی بن شاھی بن فراس انباری، حسین بن علی الجعفی، احمد بن جبیر الطاکی، سلیمان الفقیمی۔[3]

فن قرأت میں علوئے کمال و قبولیت امام حفص اگرچہ مختلف النوع خصوصیات کے حامل تھے تاہم انکا اصل طغرائے امتیاز فن قرأت ہی تھا جیساکہ اوپر گذرا دنیا بھر میں انہی کی قرأت پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے

---

[1] تہذیب التہذیب ۲/۴۰۰ و معرفۃ القراء ۱/۱۴۰

[2] غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴

[3] ایضاً ۱/۲۵۴-۲۵۵ و تہذیب التہذیب ۲/۴۰۱ و میزان الاعتدال ۱/۲۶۱ و معرفۃ القراء ۱/۱۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ کبار نے انہی کی قرآت کو اختیار کیا چنانچہ آج بھی اختلاف مسلک و مشرب کے باوجود بلاد اسلامیہ کی اکثریت اور بالخصوص برصغیر ہند و پاک کے مسلمان انہیں کی قرآت پڑھتے اور پڑھاتے ہیں:۔

امام حفص کی قرآت کو مورخین اور تذکرہ نگاروں نے صحیح ترین روایت قرار دیا ہے اس سے فن قرآت میں ان کی بلند پائیگی کا اندازہ ہوتا ہے اور بحیثیت امام قرآت ان کے بلند مرتبہ کی شہادتیں ملتی ہیں، علامہ ذھبی کا بیان ہے کہ "قرأت میں ثقہ ثبت اور ضابط تھے امام ابوالہاشم رفاعیؒ کا بیان ہے کہ:۔

کان حفص اعلمھم بقراۃ عاصم۔ [1] امام حفص قرأت عاصم کے زیادہ واقف کار تھے

علامہ ابن الجزری فرماتے ہیں کہ

واقراد الناس دھراً۔ [2] امام حفص اپنے زمانہ کے سب سے بڑے قاری تھے

امام وکیع فرماتے ہیں

وما القراءۃ فھو فیھا ثبت بالاجماع۔ [3] امام حفص فن قرأت میں متفقہ طور پر قابل اعتبار ہیں۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ان پر جو مضمون لکھا گیا ہے اس کا مضمون نگار لکھتا ہے:۔

ان کی شہرت کا دار و مدار اس قرأت پر ہے جو انہوں نے اپنے کوفی استاد (عاصم) سے جن کے وہ داماد بھی تھے حاصل کی تھی موخرالذکر کی وفات اور بغداد کی تاسیس کے بعد وہ دارالخلافۃ میں مقیم ہو گئے جہاں ان کے بہت سے شاگرد تھے پھر اپنے خسر کی قرأت کی ترویج و اشاعت کی جس میں شعبہ بن عیاش (م ۱۹۴ھ - ۸۵۹ء) کا حصہ

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۴۱ و غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ و کتاب التبصرہ ص ۱۸۳

[2] غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ والنشر ص / ۱۵۶

[3] تقریب التہذیب ص ۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تھا۔ لیکن حفص کو زیادہ مستند خیال کیا جاتا ہے اور ان کی مساعی سے جو سلسلۂ قرأت منقول ہوتا چلا آیا ہے اسی کو قرآن مجید کے اس نسخے کے متن متعین کے لئے انتخاب کیا گیا جو ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۳ء میں شاہ فواد کی سرپرستی میں قاہرہ میں شائع ہوا اور تب سے عہد حاضر میں مستند ترین تصور کیا جاتا ہے R. BLACHERE (INTROD. AU. CORAN) پیرس (۱۹۴۷ء ص ۴۲ تا ۱۲۵۱) نے اس کی طرف خاص توجہ دلائی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مستقبل میں ملت اسلامیہ غالباً صرف اسی قرأت کو تسلیم کرنے لگے جو حفص کے واسطے سے ہم تک پہونچی ہے[1]"

حفظ و ثقاہت امام ابوعمرو حفص بن سلیمان کوفی کی قوت حفظ و ضبط بے مثل تھی علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

امام فی القراٰۃ ثقۃ ثبت ضابط	امام حفص قرأت کے امام ثقہ ثبت اور ضابط تھے
بخلاف حالہ فی الحدیث۔[2]	البتہ حدیث میں یہ حال نہ تھا۔

امام ابوبکر خطیبؒ فرماتے ہیں کہ متقدمین حضرات قرأت کے بارے میں حفص کو شعبہ سے زیادہ افضل اور قوی الحافظ سمجھتے تھے اور حفصؒ نے جو قرأت امام عاصم سے پڑھی تھی اس کے بارے میں حفصؒ کو ضابط اور حافظ کہتے ہیں[3] علامہ شاطبی نے بھی ان کو اعلیٰ درجہ کا ضابط اور ثقہ بتایا ہے ان کا مشہور مصرع ہے۔

وحفص بالاتقان کان مفضلا	حفصؒ ضبط و اتقان میں ممتاز ترین ہیں

امام حفص کا خود بیان ہے کہ ضعیف کے ضمہ کے علاوہ میں نے کسی حرف میں بھی امام عاصم کوفی کی مخالفت نہیں کی، لیکن بعض ائمہ نقد و جرح نے مثلاً عثمان الدارمی اور ابن معین وغیرہ نے ان کو غیر ثقہ بتایا ہے[4]

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۴۲۹، دانش گاہ پنجاب لاہور۔
[2] النشر ص ۱۵۶ بحوالہ ماھنا دارالعلوم دیوبند مارچ ۱۹۸۳ء ص ۴۳
[3] شرح شاطبی ص ۱۴ و تذکرہ قاریان ھند ۱/۸۱۔
[4] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زہد و تقویٰ امام حفص بن سلیمان علم کے بلند و رفیع مرتبہ پر فائز تو تھے ہی درجۂ عمل میں بھی کم نہ تھے درحقیقت وہ علم وعمل کے مجمع البحرین تھے ، عملی زندگی میں وہ عابد و زاہد اور صاحب تقویٰ و اعمال صالحہ تھے ان کے ہمعصر و ہم درس شعبہ بن عیاش نے البتہ ان کی بے احتیاطی کا شکوہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حفص نے مجھ سے کتاب لی اور واپس نہیں کیا ، اور کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی کتابیں لیتے تھے تو اس میں ترمیم وتنسیخ کر دیتے تھے ۔[1]

امام حفص کے علم وفضل کی مختلف شہادتوں کے بعد اس قسم کی شکایت کو معاصرانہ رشک پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے ۔

موازنہ شعبہ و حفص امام حفص اور امام شعبہ بن عیاش دونوں نے ایک ہی سرچشمۂ فیض سے استفادہ کیا تھا ، دونوں نے شہرت و مرجعیت حاصل کی اور دونوں کی قرأتوں کو حسن قبول عطا ہوا ، لیکن جمہور علماء نے قرأت میں امام حفص ہی کو برتر مانا ہے بہتر ہو گا کہ ہم یہاں بعض ائمہ قرأت اور جرح وتعدیل کے اقوال نقل کر کے دونوں کا موازنہ کر دیں چنانچہ ابن معین کا بیان ہے کہ :-

کان حفص و ابو بکر من اعلم الناس بقراۃ عاصم وکان حفص اقرأ من ابی بکر وکان کذابا وکان ابو بکر صدوقا[2]	امام حفص اور ابوبکر (شعبہ) امام عاصم کوفی کی قرأت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے ان میں بھی حفص ابوبکر سے زیادہ عالم تھے البتہ حفص دروغ گو اور ابوبکر صادق تھے ۔

ایک جگہ یہ بھی اضافہ ہے کہ قرأت عاصم کی اصح روایت وہ ہے جو امام حفص نے روایت کی ہے اور امام حفص قرأت عاصم کے زیادہ واقف کار تھے ۔ انہیں ضبط قرأت

---

[1] تہذیب التہذیب ۲/ ۴۰۱

[2] ایضاً مضمون چند قراء ، مولانا محمد اسحٰق بھٹی ، ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شعبہ پر فوقیت حاصل ہے۔[1] علامہ ابن القاصح بغدادی تحریر فرماتے ہیں :۔

هو حفص بن سلیمان الکوفی ویکنی اباعمرو ویعرف بحفص قرأ علی عاصم قال ابن معین هو اقرأ من ابی بکر ولهذا قال الشاطبی "وبالاتقان کان مفضلا" یعنی اتقان حرف عاصم رحمه الله ۔[2]

امام حفص بن سلیمان کوفی جن کی کنیت ابو عمرو ہے یہ حفص سے معروف ہیں امام عاصم کے شاگرد ہیں ابن معین کے بیان کے مطابق یہ ابو بکر سے بڑے قاری ہیں اور اسی بنا پر ان کے بارہ میں امام شاطبی کی یہ رائے ہے کہ یہ قرات عاصم کے ضبط و اتقان میں سب سے نمایاں شخص ہیں۔

ابن منادی کا بیان ہے کہ :۔

قرأ علی عاصم مرارا وکان الاولون یعدونه فی الحفظ فوق ابی بکر بن عیاش ویصفونه بضبط الحروف التی قرأ علی عاصم ۔[3]

امام حفص نے امام عاصم سے بارہا پڑھا قوت حفظ میں ان کو ابو بکر بن عیاش پر فوقیت حاصل ہے انہوں نے ان حروف کو یاد رکھا جو امام عاصم سے پڑھا تھا۔

حافظ ابو شامہ اور ملا علی قاری نے بھی کم و بیش اسی طرح کی آراء کا اظہار کیا ہے۔[4]

پیشہ امام حفصؒ اپنے گوناگوں کمالات و امتیازات کے باوجود ایک تاجر تھے، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ساتھ کپڑے کی تجارت کرتے تھے[5] اسی مناسبت سے

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ ومعجم الادباء ۴/۱۱۸

[2] سراج القاری المبتدی ص ۱۵

[3] غایۃ النہایہ ۱/۲۵۴ ومعرفۃ القراء ۱/۱۴۱

[4] ابراز المعانی ص ۲۶ و شرح شاطبی ص ۱۴

[5] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۴۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں البزاز کہا جاتا ہے، اور یہی ان کا ذریعہ معاش بھی تھا۔

وفات امام حفص بن سلیمان نے سنہ ۱۸۰ھ/۷۹۶ء میں کوفہ میں بعمر ۹۰ سال وفات پائی۔ [1]
بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال سنہ ۱۸۰ھ اور سنہ ۱۹۰ھ کے درمیان ہوا، ابوطاہر بن ابوہاشم کا بیان ہے کہ ان کا انتقال طاعون سے پہلے ہوا طاعون سنہ ۱۳۱ھ میں آیا تھا، لیکن علامہ ابن الجزری کا بیان ہے کہ یہ غلط فہمی ہے کیونکہ طاعون سے پہلے ایوب سختیانی کے ہمعصر حفص بن سلیمان المنقری کا انتقال ہوا تھا۔ [2]

---

[1] تہذیب التہذیب ۲/۴۰۱ و میزان الاعتدال ۱/۲۶۲ و معرفۃ القراء ۱/۱۴۱ و مرآۃ الجنان ۱/۳۷۸

[2] غایۃ النہایہ ۱/۲۵۵

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حمزہ بن حبیب الزیات کوفیؒ

امام حمزۃ الزیات کوفیؒ کا شمار ائمہ قرات میں ہوتا ہے. جمہور علماء نے قرآن پاک کی جن سات قراتوں کو صحیح اور مستند قرار دیا ہے ان میں ان کی بھی قرائت شامل ہے، اور دنیا میں جہاں بھی فن قرائت کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں ان کی بھی قرائت پڑھائی جاتی ہے. انہوں نے صحابہ کرام کا آخری زمانہ پایا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام سے ملاقات بھی کی تھی[1] اس بنیاد پر انہیں تابعین کے زمرہ میں شامل کیا جاتا ہے علامہ شاطبی فرماتے ہیں ؎

وحمزۃ ما ازکاہ من متورع
اماما صبورا للقرآن مرتلا

ترجمہ:۔ امام حمزہ پاکیزہ، پرہیزگار اور صابر ہیں قرآن پاک کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے والے ہیں،

ان کی قرائت کو ان کے عہد ہی میں قبول عام حاصل ہو چکا تھا بعد میں بھی وہ خوب پھیلی خصوصیت سے مغرب یعنی مراکش وغیرہ میں اور آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں ان کی قرائت مقبول ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ان پر جو مضمون شامل ہے اس کے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ الخیزران (م ۳۰۶/ ۹۱۸) جو امام نافع مدنی کی قرائت کو پسند کرتا تھا

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے علاقہ میں ان کی قرأت کو ترقی دی اور امام حمزہ کی قرأت کو بے دخل کر دیا[1] مگر یہ بات اس لئے درست نہیں معلوم ہوتی کیونکہ کسی صحیح قرأت کو بے دخل کرنا کسی صاحب فہم کا شعوری کام نہیں ہو سکتا یہ ممکن ہے کہ الجیردن نے امام نافع مدنی کی قرأت کو ترقی دی ہو اور وہاں ان کی قرأت کو زیادہ فروغ حاصل ہوا ہو ،

نام و نسب حمزہ نام، ابوعمارہ کنیت، زیات لقب اور معلوم نسب نامہ یہ ہے :-

ابوعمارہ حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسمٰعیل کوفی[2]

ولادت و وطن امام حمزہ کوفی کی ولادت خلیفہ ھشام بن عبدالملک کے دور خلافت میں ۸۰ھ/۶۹۹ء میں حلوان میں ہوئی[3] حلوان سواد عراق کا ایک شہر تھا جو بلاد جبل کے قریب واقع تھا[4] خود امام حمزہ کا بیان ہے کہ میری پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی۔[5]

ان کا آبائی وطن کوفہ ہے امام حمزہ مدۃ العمر یہیں فروغ قرأت میں مصروف رہے۔

نسبت امام حمزہ وطن کی نسبت سے کوفی اور کوفہ کے مشہور خاندان آل عکرمہ بن ربعی کے غلام تھے[6] جس کا تعلق مشہور قبیلہ تیم اللہ سے تھا اس لئے تیمی کہے جاتے ہیں[7] ایک بیان کے مطابق خالص تیمی ہیں ،[8] اور ایک دوسری روایت کے

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۶۱۹/۸ دانش گاہ پنجاب لاہور پاکستان ۔

[2] غایۃ النہایہ ۲۶۱/۱ والتیسیر ص ۶ ومعرفۃ القراء ۱۱۱/۱

[3] میزان الاعتدال ۲۸۴/۱ وتقریب التہذیب ص ۸۳ وسراج القاری ص ۱۲

[4] وفیات الاعیان ۲۹۷/۱ ومحمد باقر موسوی روضات الجنات ۲۶۲/۳

[5] معرفۃ القراء ۱۱۸/۱

[6] روضات الجنات ۲۶۲/۳ وشذرات الذہب ۲۴۰/۱

[7] علامہ سمعانی، کتاب الانساب ورق ۱۱۳ ویافعی، مرآۃ الجنان ۳۲۲/۱

[8] محمد اسحٰق بھٹی، مضمون "چند قراء" ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق فارسی النسل ہیں، سلیم کا بیان ہے کہ بنو تیم اللہ بن ثعلب بن عکابہ کے آزاد کردہ غلام تھے،[۱] اور محمد بن حسن نقاش کا بیان ہے کہ بنو عجل کے آزاد کردہ غلام تھے،[۲] لیکن یہ سب روایتیں صحیح نہیں ہیں کیونکہ اکثر تذکرہ نگاروں نے آل عکرمہ بن ربعی کا آزاد کردہ غلام اور قبیلہ تیم اللہ سے تعلق کی بنیاد پر تیمی ہی بتایا ہے امام بخاریؒ کا بھی بیان ہے کہ بنو تیم اللہ بن ربیعہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔[۳]

الزیات امام حمزہ کا لقب تھا تیل وغیرہ کی تجارت کی وجہ سے ان کا یہ لقب مشہور ہوا،[۴] علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں:۔

کان یجلب الزیت من الکوفة الی حلوان ویجلب من حلوان الجبن والجوز الی الکوفة[۵]	امام حمزہ کوفہ سے تیل لے جاکر حلوان میں فروخت کرتے اور وہاں سے پنیر واخروٹ کوفہ لایا کرتے تھے۔

صاحب تذکرۃ النحاۃ رقمطراز ہیں:۔

چوں زیت از کوفہ بحلوان می بردواز آنجا پنیر وجوز بکوفہ می آورد معروف بزیات گردید[۶]	امام حمزہ چونکہ کوفہ سے تیل لے جاکر حلوان میں فروخت کرتے اور وہاں سے پنیر واخروٹ کوفہ لایا کرتے تھے اسلئے زیارت سے معروف ہوئے۔

علم فرائض میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے فرضی بھی کہے جاتے تھے۔

فضل وکمال امام حمزہ کوفی بڑے عالم وفاضل متقی وپرہیزگار اور عابد وزاہد تھے قرآن وحدیث قرأت وتجوید اور ادب وفرائض وغیرہ علوم میں غیر معمولی دسترس

---

[۱] معرفۃ القراء ۱/۱۱۲
[۲] ایضاً [۳] ایضاً
[۴] وفیات الاعیان ۱/۲۹۷
[۵] المعارف ص ۵۲۹
[۶] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مہارت حاصل تھی، علامہ ابن الجزری کا بیان ہے کہ امام حمزہ علوم عربیہ کے ماہر تھے[1]
علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔

صدوق زاھد وبما وھم من السابعۃ۔[2] — سچے اور زاہد تھے کبھی کبھی ان کو وہم بھی ہوا طبقہ سابعہ میں سے ہیں۔

علامہ یافعیؒ رقمطراز ہیں:۔

کان راسا فی القرآن والفرائض۔[3] — امام حمزہ علوم القرآن اور فرائض میں بہت ماہر تھے۔

علامہ ابن الجزری نے امام حجہ اور کتاب اللہ کا پابند لکھا ہے[4] ڈاکٹر نعیم صدیقی لکھتے ہیں:۔

> وہ علم وفضل کے بلند ترین مقام پر فائز تھے قرآن وحدیث ادب اور فرائض وغیرہ علوم میں کامل دستگاہ حاصل تھی بالخصوص علوم قرآن اور فرائض میں ان کی مہارت اور دقیقہ رسی پر علماء کا اتفاق ہے۔[5]

جن سات ائمہ نے قرأت میں بڑا نام پیدا کیا اور لائق اقتداء قرار پائے ان میں امام حمزہ کا نام بہت بلند ہے کوفہ میں امام عاصم کوفی اور امام الاعمش کے بعد آپ ہی کو منصب امامت ومشیخت حاصل ہوئی علامہ ذھبیؒ نے شیخ القراء احد السبعۃ لکھا ہے۔[6] ان کے شیخ امام اعمش جو مشہور تابعی اور قاری قرآن ہیں، جب امام حمزہ کو دیکھتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے انت عالم القرآن دوسرا قول ہے کہ امام اعمش کہتے یہ صاحب قرآن ہیں[7]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۲۶۳
[2] تہذیب التہذیب ۳/ ۲۸
[3] العبر فی خبر من غبر ۱/ ۲۲۶
[4] معرفۃ القراء ۱/ ۱۱۲
[5] تبع تابعین ۲/ ۱۶۲
[6] میزان الاعتدال ۱/ ۲۸۴
[7] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منذل کا بیان ہے کہ جب قراء کا تذکرہ ہو تو علم قرأت اور علم فرائض کیلئے امام حمزہؒ ہی کافی ہیں۔[1]

مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں کہ :۔

"قراء کی اس جماعت (قراء سبعہ) میں سب سے زیادہ زاہد امام و مقتدیٰ اور عاقل و فہیم تھے۔"[2]

دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔

"عاصم و اعمش کے بعد علم قرأت کی قیادت انہیں کی طرف منتقل ہو گئی تھی، اور یہ مستند امام ثقہ ثابت قدم، راضی برضائے خدا، قائم بکتاب اللہ، ماہر علم فرائض عالم عربیت حافظ حدیث، عابد و زاہد، اور خاشع تھے، ان خصوصیات کی بنا پر یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال شخص تھے"[3]

مشہور عالم مولانا قاری سید کلیم اللہ حسینی تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"آپ بہت ثقہ اور قرآن پاک کی بین دلیل تھے بڑے مجود عربی و علم فرائض کے ماہر حدیث کے قناعت میں بے نظیر متورع عابد و زاہد اور صابر تھے۔"[4] صاحب سوانح قراء سبعہ لکھتے ہیں :۔

آپ بہت بڑے عالم مجود، عارف، علم فرائض اور ادب عربی میں ماہر ثقہ حافظ حدیث، متورع عابد و خاشع صادق القول اور کثرت سے عبادت کرنے والے تھے اور ان صفات میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔[5]

---

[1] ومعرفۃ القراء ۱/۱۱۳
[2] چند قراء ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۸
[3] ایضاً
[4] کتاب قواعد قرأت سبعہ وعشرہ ص ۶ دار القرأت کلیمیہ بازار نور خاں حیدرآباد ۲۴
[5] سوانح قراء سبعہ ص ۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حمزۃ الزیات کوفی نحو بھی جانتے تھے صاحب تذکرۃ النحاۃ نے ان کا تذکرہ نحوی کی حیثیت سے کیا ہے۔

تحصیل علم اور شیوخ امام حمزہ نے تابعین کی ایک سرکردہ جماعت سے قرأت قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی اور اس میں اس قدر مہارت وصلاحیت پیدا کی کہ خود ان کی شخصیت مرجع انام بن گئی خود امام حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے پندرہ سال کی عمر میں قرآت میں مہارت حاصل کر لی تھی، علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ۔

قرأ علی التابعین وتصدر للاقراء فقرأ علیہ جل اھل الکوفۃ۔[1]	امام حمزہ نے تابعین سے فن قرأت کا اکتساب کیا اور اس کے صدر نشین قرار پائے پھر ان سے اہل کوفہ نے اکتساب کیا۔

امام حمزہ کو جن حضرات سے شرف تلمذ حاصل تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

سلیمان بن مہران الاعمش، حمران بن اعین شیبانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوعبداللہ جعفر صادق وغیرہ[2] ان ائمہ قرات نے ان صحابہ کرام رض سے قرأت قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی جن سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، ان ائمہ کرام کی اسناد قرآن علی الترتیب حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ، اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ تک پہنچتی ہے، یہ صحابہ کرام رض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے اور انہی کی زبان مبارک سے پڑھا تھا۔

امام حمزہ نے جن ائمہ حدیث سے احادیث کا سماع کیا اور روایت کی انکے نام یہ ہیں

---

[1] مرآۃ الجنان ۱/۳۲۲ وتہذیب التہذیب ۳/۲۸

[2] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴ وغایۃ النہایہ ۱/۲۶۱ - ۲۶۲ ومعرفۃ القراء ۱/۱۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم بن عیینہ، حبیب بن ابی ثابت، عمرو بن مرہ، ابو محمد طلحہ بن مصرف، عدی بن ثابت حماد بن اعین، ابو اسحٰق السبیعی، ابو اسحاق شیبانی، اعمش، منصور بن معتمر سلمی، مغیرہ بن مقسم وغیرہ[1]

سلسلۂ قرات امام حمزہ کوفی نے سلیمان بن مہران الاعمش سے پڑھا انہوں نے یحییٰ بن وثاب اسدی سے پڑھا اور اسدی نے علقمہ بن قیس سے پڑھا اور علقمہ نے اس فن کی تحصیل حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے کی تھی اور حضرت ابن مسعودؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان گوہر نشاں سے سنا تھا پس اسطرح امام حمزہ کی قرات چار واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔[2]

درس وتدریس اور تلامذہ امام حمزہ کوفی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا اور ان سے بے شمار لوگوں نے اپنی علمی پیاس بجھائی اور اکتساب کیا، شعیب بن حرب سے مروی ہے کہ امام حمزہؒ نے سو سال تک لوگوں کی امامت کی اور امام سفیان ثوری نے چار مرتبہ ان سے قرآن پڑھا،[3] لیکن یہ روایت درست نہیں معلوم ہوتی کیونکہ امام حمزہ نے سو سال کی عمر ہی نہیں پائی تو امامت کا کیا سوال ہے البتہ مدۃ العمر درس وتدریس میں مصروف رہے۔ علامہ ذہبی تحریر فرماتے ہیں کہ

وتصدر للاقراء مدۃ وقرا علیہ عدد کثیر۔[4]	امام حمزہ نے ایک طویل مدت تک درس دیا اور بے شمار لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔

ان کے حلقہ درس سے وابستہ ارباب کمال کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن مبارک، حسین بن علی الجعفی، عبداللہ بن صالح العجلی، سلیم بن

---

[1] ایضاً
[2] التیسیر ص ۸-۹
[3] معرفۃ القراء ۱/۱۱۳
[4] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ بن محمد بن فضل، عیسیٰ بن یونس، وکیع بن الجراح، تبیصہ بن عقبیٰ، یحییٰ بن یمان، ابراہیم بن ادھم، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ، ابراہیم بن اسحق بن راشد، ابراہیم بن طعمہ، ابراہیم بن علی الازرق، اسرائیل بن یونس السبیعی، اشعث بن عطاف، بکر بن عبدالرحمٰن، جعفر بن محمد خشکنی، حجاج بن محمد، حسن بنت الثانی، حسن بن عطیہ، حسین بن عیسیٰ، حمزہ بن قاسم الاحول، خالد بن یزید طبیب، خلاد بن خالد الاحول ربیع بن زیاد، سعید بن ابوجہم، سلم الابرشؒ مجدر، ابوالاحوص سلام بن سلیم، سلیمان بن ایوب، سلیمان بن یحیی ضبی، سلیم بن منصور، شعیب بن حرب، شعیب بن حرب بن زکریا، یحییٰ بن الجزار، صباح بن دینار، ابوالبشر عائذ بن عائذ کوفی عبدالرحمٰن بن ابوحماد، عبدالرحمٰن بن قلوقا، عبداللہ بن صالح بن سلم عجلی، عبیداللہ بن موسیٰ علی بن حمزہ کسائی، علی بن صالح بن حیی، ابوعثمان عمرو بن میمون القناد، غالب بن فائد، محمد بن حفص حنفی، محمد بن ذکریا، محمد بن عبدالرحمٰن نحوی، محمد بن ابوعبید ہذلی، محمد بن عیسیٰ الرایشی محمد بن فضیل بن غزوان، محمد بن ہیثم نخعی، محمد بن واصل المودب، مندل بن علی، منذر بن صباح، نعیم بن یحییٰ سعیدی، یحییٰ بن زیاد الفراء، یحییٰ بن مبارک یزیدی، یوسف بن اسباط، محمد بن مسلم عجلی، ابومختار طائی، عابد بن ابوعابد، سعید بن ابی الجہم وغیرہ۔ [1]

راوی قرأت امام حمزہ کوفی کی قرأت کے بکثرت راوی گزرے ہیں لیکن ان میں دو کو بڑی عزت و شہرت ملی اور آج تک امت مسلمہ انہیں دونوں حضرات کو بالاتفاق راوی قرأت تسلیم کرتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ امام ابومحمد خلف بغدادیؒ

۲۔ امام خلاد بن خالد کوفیؒ

فن قرأت میں بلند پائیگی امام حمزہ کو قرآن پاک سے خاص شغف تھا انہوں نے اس فن کی تحصیل اپنے عہد کے اکابر علماء سے کی اور اتنا کمال

---

[1] ایضاً ۱/۱۱۲ و غایۃ النہایہ ۱/۲۶۲ - ۲۶۳ و تہذیب التہذیب ۳/۲۷ و علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۶۰ دائرۃ المعارف حیدرآباد و تذہیب تہذیب الکمال ص ۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجاہت پیدا کی کہ خود ان کی ذات وقرأت لائق اقتدار واتباع قرار پائی، ایک مرتبہ ابوسفیان ثوری نے کہا۔

یا ابن عمارۃ اما القراءۃ والفرائض فلا نعرض لک فیھما۔[1]	اے ابن عمارۃ قرأت اور علم فرائض میں ہم آپ سے کوئی تعارض نہیں کریں گے۔

شعیب بن حرب امام حمزہ کی قرأت کو ہمیشہ درآبدار کہہ کر بیان فرمایا کرتے تھے[2] علامہ ذھبی کا بیان ہے کہ حمزہ کی فنی جلالت کا اندازہ لگانے کے لئے امام سفیان ثوری کی یہ شہادت قرأۃ حمزۃ حرفا الا باثر۔[3] کافی ہے، ابوبکر منجویہ فرماتے ہیں کہ امام حمزہ فن قرأت کے جید عالم تھے[4] ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ امام حمزہ وہی ہیں جن کی قرأت پر کوفہ کے ایک بڑے حصہ کا اتفاق ہے[5] لیکن بعض علماء نے ان کی قرات کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور نقد وجرح کیا ہے اور کچھ لوگوں نے تو ان کی قرات کو شدید کراہیت آمیز اور بدعت قرار دیتے ہوئے سخت تنقید کی ہے مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تردید کی ہے اور ناقدین کے کلام کو بے وزن قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "امام حمزہ بن حبیب الزیات کی قرأت کے قبول پر علماء کا اجماع ہے، اور جنہوں نے اس سلسلہ میں کلام کیا ہے وہ پسندیدہ نہیں ہیں"[6] علامہ ذھبی رقمطراز ہیں کہ

قد انعقد الاجماع باخرۃ علی تلقی قرأۃ حمزۃ بالقبول والانکار	امام حمزہ کی قرأت کے اخذ و قبول پر اہل علم کا اجماع ہے اور اس پر کسی قسم کی تنقید کو وہ

---

[1] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد ۶/۲۶۸ مطبع بریل لندن ۱۳۲۵ھ وغایۃ النہایہ ۱/۲۶۳ و معرفۃ القراء ۱/۱۱۴

[2] ایضاً ۱/۱۱۷ و میزان الاعتدال ۱/۲۸۴ والاعلام ۲/۸۹

[3] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴

[4] مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، اولیاء رجال الحدیث ص ۱۲۵۔

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۱۳

[6] تہذیب التہذیب ۳/۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی من تکلم فیہا۔[1] درست نہیں قرار دیتے۔

علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ عبداللہ ابن ادریس اور احمد بن حنبل سے متعلق جو یہ روایت مشہور ہے کہ ان لوگوں نے امام حمزہ کی قرأت کو ناپسند کیا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس شخص کی قرأت سنی تھی جو امام حمزہ کی سند سے قرأت کر رہا تھا[2] ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ محمد بن ہشیمؒ نے اس کی توضیح بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سلیم کا شاگرد ابن ادریس کی مجلس میں آیا اور قرأت کیا جس میں ہمزہ اور مد کی غلطیاں تھیں اس پر ابن ادریس نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے برا بھلا کہا[3] لیکن انہیں کا دوسرا بیان ہے کہ خود امام حمزۃ الزیات کو فی بھی ان چیزوں کو ناپسند کرتے تھے[4] امام حمزہ فرماتے ہیں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ سفید رنگ حد سے بڑھ جاتے تو برص ہو جاتا ہے گھنگھرالے بالوں کو مزید گھنگھرالا کرنے کی کوشش کی جائے تو سخت ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر قرأت میں افراط و تفریط سے کام لیا جائے تو وہ قرأت باقی نہیں رہتی ہے[5] شعیب بن حرب کا بیان ہے کہ امام حمزہ نے فرمایا کہ میں نے کتاب اللہ کا ایک حرف بھی بغیر نقل و اثر کے نہیں پڑھا ہے[6] عبداللہ بن ادریس الاودی وغیرہ امام حمزہ کی قرأت کو لازم سمجھتے تھے، ان کی قرأت پر اجماع ہو گیا تھا۔[7]

خود امام حمزہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کو میں نے اتنی بار دیکھا کہ خود مجھے خوف آنے لگا کہ کہیں میری بینائی نہ چلی جائے ہے[8] ان کی علمی جلالت کا یہ عالم تھا کہ ان کے شیخ محمد بن

---

[1] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴

[2] غایۃ النہایہ ۱/۲۶۳

[3] ایضاً

[4] ایضاً

[5] ایضاً کچھ رد و بدل کے ساتھ یہی بات علامہ ذہبی نے بھی لکھی ہے معرفۃ القراء ۱/۱۱۵

[6] ایضاً

[7] غایۃ النہایہ ۱/۲۶۳

[8] معرفۃ القراء ۱/۱۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ان کی غلطیوں کی اصلاح نہ فرماتے ایک مرتبہ امام حمزہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ میری غلطیوں پر مواخذہ کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا کہ ممکن ہے تم درست پڑھ رہے ہو اور میں ہی غلطی پر ہوں اسی بنا پر تمہیں ٹوکتے ہوئے مجھے خوف خدا دامنگیر رہتا ہے [1]

ابراہیم ازرق فرماتے ہیں کہ امام حمزہ نمازیں ویسے ہی قرأت کرتے تھے جس طرح بغیر نماز کے پڑھتے تھے، اپنی قرأت کے کسی اصول کو نہیں چھوڑتے تھے۔ مد، ہمزہ اور ادغام کا بہت خیال رکھتے تھے [2] عبداللہ بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام حمزہ سے بڑا قاری نہیں دیکھا [3]

اسود بن سالم فرماتے ہیں کہ میں نے کسائی سے دریافت کیا کہ ہمزہ اور ادغام کے معاملہ میں آپ کا کوئی امام بھی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں امام حمزہ، ہمزہ اور امالہ پڑھتے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ

وھو امام من ائمۃ المسلمین و سید القراء والزھاد، لو رأیتہ لقرت عینک بہ من نسکہ۔ [4]	امام حمزہ مسلمانوں کے امام قاریوں اور زاہدوں کے سردار تھے اگر تم انہیں دیکھتے تو تمہاری آنکھیں ان کی عبادت و ریاضت کی وجہ سے ٹھنڈی ہو جاتی۔

علم فرائض امام حمزہ کو علم فرائض یعنی قانون وراثت میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی اس وقت اس فن میں آپ کی کوئی نظیر نہ تھی اور دراصل یہی دونوں علوم یعنی قرأت اور فرائض ان کی شہرت و مقبولیت کی اصل بنیاد بنے امام اعظم ابوحنیفہؒ جو

---

[1] ایضاً ۱/۱۱۴
[2] ایضاً
[3] ایضاً
[4] ایضاً ۱/۱۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے ہمعصر ہیں ان کے امتیازات وخصوصیات کی بنا پر فرمایا کرتے تھے کہ

غلب حمزۃ الناس علی القرآن والفرائض[1]	امام حمزہ قرآن اور فرائض میں تمام لوگوں پر فائق تھے۔

علامہ ابن الجزریؒ نے علم فرائض کا نگہبان[2]، اور ذہبیؒ نے علم فرائض کا ماہر لکھا ہے[3]۔

حدیث امام حمزہ کوفی کو حدیث میں گو کوئی قابل ذکر مقام ومرتبہ حاصل نہ تھا ان کی ذاتی دلچسپی قرأت قرآن اور علم فرائض سے تھی تاہم حدیث نبویؐ کی تحصیل دستور زمانہ کے مطابق چند اہم محدثین سے کی اور خود ان سے احادیث کی روایت ایک جماعت نے کی انہیں علامہ ابن سعد نے محدث ابن الجزری اور ذہبی نے حافظ الحدیث لکھا ہے[4]۔ حافظ ابوشامہ رقمطراز ہیں

ابوعمارۃ حمزۃ بن حبیب الزیات من رجال صحیح مسلم وھو امام اھل الکوفۃ بعد عاصم[5]	ابوعمارہ حمزہ بن حبیب الزیات صحیح مسلم کے ایک راوی ہیں اور عاصم کے بعد اہل کوفہ کے امام تھے۔

سوید بن سعید کا بیان ہے کہ مجھ سے علی بن مسہر نے بتایا کہ میں اور امام حمزہ نے ابان بن ابوعیاش سے پانچ سو حدیثیں سماعت کیں یا اس سے کچھ زاید، مجھ سے امام حمزہ نے بتایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو وہ تمام احادیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ یا چھ ہیثوں کو صحیح بتایا تو میں نے

---

[1] ایضاً و میزان الاعتدال ۱/۲۸۴ و غایۃ النہایہ ۱/۲۶۳۔

[2] ایضاً۔

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۱۲۔

[4] ایضاً وطبقات ابن سعد اردو ۶/۴۰۹ وغایۃ النہایہ ۱/۲۶۳۔

[5] ابراز المعانی ص ۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابان بن ابوعیاش سے احادیث روایت کرنا ترک کر دیا، امام مسلم نے اپنی کتاب میں سوید کی سند سے اسے نقل کیا ہے[1]

جرح وتعدیل امام حمزہ ثقہ ثبت اور صدوق تھے ساجی کا بیان ہے کہ

وھو صدوق فی الحدیث لیس بمتقن[2] — امام حمزہ حدیث میں صدوق تھے مگر متقن نہ تھے۔

ابن سعد لکھتے ہیں :۔

وکانت عندہ احادیث وکان صدوقا صاحب سنۃ[3] — امام حمزہ متعدد حدیثوں کے راوی تھے صدوق اور متبع سنت تھے۔

ابن معین، ابن حبان اور عجلی نے ثقہ اور ساجی نے صدوق قرار دیا ہے، امام نسائی کا بیان ہے کہ ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں[4]۔ علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ ان کی احادیث صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں نقل کی گئی ہیں[5]

استغنا وبے نیازی امام حمزہ باوجود اپنی شہرت ومقبولیت اور علم وفضل کے لوگوں سے بے نیاز رہتے تھے، خصوصاً امراء وسلاطین سے، ان کے تحائف سے بھی بیزار وبے نیاز تھے بلکہ عمر بھر کبھی کسی کا نذرانہ قبول نہیں فرمایا[6]۔

زہد وورع امام حمزہ کوفی متقی وپرہیزگار عابد وزاہد اور کثیر الصلوٰۃ تھے، کہا جاتا ہے کہ امام حمزہ کثرت عبادت وریاضت میں صلحائے امت کا اعلیٰ اور بہترین نمونہ تھے

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۵۔ [2] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴۔

[3] طبقات ابن سعد ۶/۲۶۸۔

[4] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴ و تہذیب التہذیب ۳/۲۸۔

[5] معرفۃ القراء ۱/۱۱۴۔

[6] اولیائے رجال الحدیث ص ۱۲۵ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گذارتے اور بہت کم سوتے تھے محمد بن علی بن عفان کی روایت ہے کہ مجھ سے ان کے بعض پڑوسیوں نے بتایا کہ امام حمزہ رات میں نہیں سوتے اور لوگ ان سے ترتیل کے ساتھ قرآن سنتے تھے[1] صاحب میزان الاعتدال کا بیان ہے کہ امام حمزہ پر صدق و ورع اور تقویٰ ختم ہوگیا علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ

کان من اجل عباد اللہ عبادۃ وفضلا و نسکا[2] — امام حمزہ عبادت و ریاضت اور فضل و کمال میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

امام سفیان ثوری اور شریک بن عبداللہ امام حمزہ کے ارشد تلامذہ میں ہیں ان کا بیان ہے کہ امام حمزہ کو جب بھی کوئی دیکھتا تو وہ درس و تدریس میں مصروف یا نماز پڑھتے ہوئے ملتے، اختتام درس پر چار رکعت نفل ادا فرماتے[3] کثرت عبادت کا یہ عالم تھا کہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے درمیان بھی نوافل پڑھتے رہتے[4] قرآن پاک کی تلاوت بکثرت کرتے تھے، ہر ماہ ترتیل سے کم از کم پچیس مرتبہ قرآن پاک ختم فرماتے، محمد بن فضل کا بیان ہے کہ امام حمزہ کے تدین، جلالت علم اور عبادت کی وجہ سے کوفہ کی بلائیں دور ہوتیں یا اللہ تعالیٰ اہل کوفہ سے صرف حمزہ کی وجہ سے مصیبت کو دور کرتے ہیں[5]، عبید اللہ بن موسیٰ کا بیان ہے کہ جب امام حمزہؒ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے تو لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور جب بھیڑ ختم ہو جاتی تو امام حمزہ اٹھتے اور نماز فرض ادا کرتے پھر ظہر سے عصر تک اور مغرب سے عشاء تک نوافل پڑھتے رہتے[6] علامہ ذھبی کا بیان ہے کہ صدق و ورع اور تقویٰ وغیرہ جیسے اوصاف ان کی ذات پر ختم ہو گئے تھے[7] انہیں کا دوسرا بیان ہے کہ

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۵۔ [2] کتاب الانساب ورق ۱۱۴

[3] شرح شاطبی ص ۱۵۔

[4] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۱۱۵۔

[5] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴ و غایۃ النہایہ ۱/۲۶۲

[6] ایضاً

[7] میزان الاعتدال ۱/۲۸۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عابداخاشعا قانتا اللہ ،تخین وہ عابد وزاہد اور خشوع وخضوع میں

الورع عدیم النظیر[1] بے مثل تھے۔

ابن العماد حنبلی امام حمزہ کو زھد وورع کے اعتبار سے نمونہ عمل اور حجت راہ بنائے جانے کا مستحق قرار دیتے ہیں[2]، ابن معین کا بیان ہے کہ عبادت، زھد، نفل، دین اور تقویٰ میں بہترین بندوں میں سے تھے[3] ابن الجزری کا قول ہے کہ امام حمزہ متقی و پرہیزگار، عابد و زاہد، اور خوف خدا رکھنے والے بے مثل بزرگ تھے[4] ابن منجوب فرماتے ہیں کہ امام حمزہ اپنے عہد کے علمائے قرأت میں بے مثل اور بہترین عبادت گذار و پرہیزگار تھے[5] صاحب تقریب التہذیب نے بھی صدوق اور زاھد لکھا ہے[6]

ذریعہ معاش امام حمزہ مدۃ العمر قرآن پاک کی تعلیم بلا اجرت دیتے رہے احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ میرے والد نے فرمایا کہ امام حمزہ ایک سال کوفہ میں رہتے اور دوسرے سال حلوان اسی مدت میں حلوان کے ایک رئیس نے قرآن پاک ختم کیا تو ان کی خدمت میں ایک ہزار دینار بھجوائے اسے دیکھ کر امام حمزہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں عقلمند خیال کرتا تھا کیا میں قرآن پاک کی تعلیم کی اجرت لوں گا میں تو اس کے صلہ میں صرف قرآن لوٹنگا۔ مگر اپنی ذاتی ضروریات کیلئے تجارت بھی کرتے رہے اوپر گذر چکا ہے کہ امام حمزہ کوفہ سے تیل حلوان لے جاکر فروخت کرتے تھے اور وہاں سے پنیر و اخروٹ کوفہ لایا کرتے تھے[7] اور یہی ان کا ذریعہ معاش بھی تھا لیکن تجارت اتنی محدود

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۳۔

[2] شذرات الذہب ۱/۲۴۰۔

[3] تہذیب التہذیب ۳/۲۸۔

[4] غایۃ النہایۃ ۱/۲۶۳۔

[5] تہذیب التہذیب ۳/۲۷۔

[6] تقریب التہذیب ص ۸۳۔

[7] معرفۃ القراء ۱/۱۱۳۔ [8] المعارف ص ۵۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی کہ اس سے صرف کھانے وغیرہ کا انتظام ہو سکے اور جسم و روح کا رشتہ استوار رہ سکے بقیہ اوقات درس و تدریس اور عبادت و ریاضت میں گذارتے اس کے باوجود انکی وفات کے وقت ان پر ایک ہزار درہم قرض تھا جسے یعقوب بن داوٗد نے ادا کیا[1]۔

علامہ ابن الجزری نے بھی انکی تجارت کی تفصیل لکھی ہے مگر انہوں نے کوفہ کے بجائے عراق لکھا ہے[2]، محمد بن حسن بھی فرماتے ہیں کہ امام حمزہ تیل کا کاروبار کرتے تھے[3]۔

خواب امام حمزہ نے ایک مرتبہ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی اور مالک حقیقی نے مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ تلاوت کرو اور ترتیل کے ذریعہ خوب ظاہر کرکے پڑھو، چند جگہوں پر آپ نے جس طرح پڑھا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ دوسری طرح بھی بتایا انہیں میں وانا اخترناك بھی ہے جس کو امام حمزہ نے وانا اخترك پڑھا تھا اور تنزیل المعزیز بھی ہے جسے امام حمزہ نے رفع کے ساتھ پڑھا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے نصب کے ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا[4]۔

یہ خواب محل نظر ہے اور اس کی کسی معتبر کتاب سے تصدیق نہیں ہوتی۔

مناقب امام حمزہ مختلف النوع خصوصیات و امتیازات کے مالک تھے اور بقول نعیم صدیقی "امام حمزہ کی زندگی میں اور بہت سی ایسی خوبیاں مجتمع تھیں جو انسان کے باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کرکے اسے مثل آئینہ مجلی کر دیتی ہیں[5]"۔

امام حمزہ باوجود کمال درجہ کے علم و فضل کے اپنا کام خود کرتے اور کسی سے خدمت لینا گوارا نہیں کرتے حتیٰ کہ شدید ترین گرمی کے موسم میں بھی دوران درس اگر کبھی پیاس

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۱۲۔
[2] غایۃ النہایہ ۱/۲۶۳۔
[3] معرفۃ القراء ۱/۱۱۲۔
[4] علم القرآت اور قراء سبعہ ص ۱۰۹۔
[5] تبع تابعین ۲/۱۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسوس ہوتی تو اپنے کسی شاگرد سے پانی مانگنا گوارا نہ کرتے بلکہ خود اٹھتے اور اپنی تشنگی سرد کرتے[1] جریر بن عبدالحمید کا بیان ہے کہ " ایک مرتبہ شدید گرمی کے دنوں میں امام حمزہ کا ہمارے پاس سے گذر ہوا تو میں نے پینے کا پانی پیش کیا مگر انہوں نے اسے صرف اس لئے قبول نہیں کیا کہ میں ان سے قرآن پڑھتا تھا[2]" حسین بن علی الجعفی کا بیان ہے کہ امام حمزہ کو کبھی پیاس لگتی تو وہ پانی نہیں پیتے اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے شاگرد پانی پلا دیں[3]، اسحاق بن الجراح فرماتے ہیں کہ خلف بن تمیم نے کہا کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو وہ مقروض تھے، میں امام حمزہ الزیات کے پاس آیا کہ وہ قرض دینے والے سے بات کریں تو امام حمزہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ میرے پاس پڑھتا ہے اور میں اپنے شاگردوں کے گھر پانی پینا بھی پسند نہیں کرتا[4]۔

تصانیف

امام حمزہ الزیات نے درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی حصہ لیا انہوں نے دو کتابیں علم قرأت کتاب قرأۃ حمزۃ اور قانونِ وراثت میں کتاب الفرائض لکھی[5]۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ان پر جو مضمون شامل ہے اس کے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ یہ دونوں کتابیں غالباً ان کے شاگردوں نے ان کے درسی خطبات کی بنیاد پر مرتب کی تھی[6]۔

وفات

امام حمزہ کی وفات سنہ ۱۵۶ھ / ۷۷۲ء میں حلوان میں بزمانہ خلافت ابوجعفر منصور عباسی ہوئی[7] وفات سے متعلق سنہ ۱۵۴ھ و سنہ ۱۵۸ھ کی بھی روایتیں ملتی ہیں مگر علامہ ذہبی نے اسے وہم قرار دیا ہے ان کی قبر حلوان میں ہے[8]، عبدالرحمن بن ابو حماد کہتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ اس کی زیارت کی ہے[9]۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۳/۲۸، [2] ابراز المعانی ص ۶۔

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۱۶ [4] ایضاً۔

[5] الفہرست ص ۴۴ - اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۶۱۸ - ۶۱۹

[6] المعارف ص ۵۲۹ والفہرست ص ۴۴ ومعرفۃ القراء ۱/۱۱۸ و وفیات الاعیان ۱/۲۹۷ -

[7] معرفۃ القراء ۱/۱۱۸ - [8] ایضاً والفہرست ص ۴۴۔ [9] غایۃ النہایہ ۱/۲۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام خلف بن ہشام البغدادی

(۱۵۰/۲۲۹ھ = ۷۶۷/۸۴۳ء)

نام ونسب خلف نام، ابو محمد کنیت، والد کا نام ہشام تھا، شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے:۔

خلف بن ہشام بن ثعلب بن ہشیم بن ثعلب بن دیلم بن مقسم بن غالب اسدی۔[1]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ خلف بن ہشام بن ثعلب بن الیوطالب بن غراب ہیں[2]، مگر علامہ ابن الجزری نے اول الذکر ہی کو اولیت دی ہے۔

ابتداءً انہیں بزار کہا جاتا تھا اور تذکرہ نگاروں نے بھی انہیں بزار ہی کے لقب سے یاد کیا ہے، بزار ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بیجوں کا تیل نکال کر فروخت کرتا ہو اور اس سے ایک جماعت معروف ہے[3] ایک روایت کے مطابق امام خلف خود اس انتساب کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے بزار نہ کہو قاری کہا کرو[4]، ممکن ہے کسی خاص موقع پر انہوں نے یہ بات کہی ہو ورنہ اہل قدر و نظر نے ان کو شیخ القراء، امام فی القرأۃ، ائمہ اعلام اور قاری بغداد وغیرہ کے القاب سے یاد کیا ہے، ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:۔

شیخ القراء والمحدثین ببغداد[5] وہ بغداد کے قراء و محدثین کے شیخ تھے۔

ولادت امام خلف بن ہشام ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے[6]، یہ اصلاً صلح سے ہیں[7]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۲۔

[2] ایضاً۔

[3] اللباب الالباب ۱/۱۱۸۔

[4] معرفۃ القراء ۱/۲۱۰ وغایۃ النہایہ ۱/۲۷۳۔

[5] شذرات الذہب ۲/۶۷۔

[6] ایضاً۔

[7] التیسیر ص ۶ والمعارف ص ۵۲۸ وغایۃ النہایہ ۱/۲۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول علم

امام خلف کی تحصیل علم کی ابتدا محض تین سال کی عمر میں ہوئی۔ اور دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا[1] اور پھر حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور محدثین کی ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا، فن نحو سے بھی دلچسپی تھی اس کے حصول کے لئے انہوں نے وقت اور محنت کے علاوہ دولت خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا، چنانچہ ایک مرتبہ ان کو فن نحو میں ایک مشکل پیش آئی تو انہوں نے اس کے لیے اسّی ہزار درہم خرچ کر کے اسے حل کیا۔[2]

احمد بن ابراہیم وراقہ کا بیان ہے کہ میں نے خلف کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں کو ذمیں سلیم بن عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو میں نے عرض کیا کہ میں امام ابو بکر بن عیاش سے پڑھنا چاہتا ہوں تو امام سلیم نے اپنے صاحبزادے کو بلایا اور رقعہ لکھ کر ابو بکر بن عیاش کی خدمت میں بھیجا خلف کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس رقعہ میں کیا لکھا تھا پھر میں ابو بکر بن عیاش کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے رقعہ پڑھکر مجھ کو غور سے دیکھا اور کہا کیا تم خلف ہو میں نے کہا ہاں، پھر پوچھا کیا تم ہی ہو کہ بغداد میں تمہارے برابر علم قرأت میں کوئی نہیں ہے، میں پھر بھی خاموش رہا پھر انہوں نے مجھ سے کہا بیٹھو اور پڑھو میں نے کہا آپ سے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے کہا میں اس شخص سے نہیں پڑھتا جو حامل قرآن کو چھوٹا سمجھتا ہے پھر میں ابو بکر بن عیاش کے پاس سے امام سلیم کے پاس چلا آیا تو ابو بکر بن عیاش نے امام سلیم سے میرے واپس ہونے کی درخواست کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔

پھر میں نادم و شرمندہ ہوا تو امام عاصم کوفی کی قرأت یحیٰی بن آدم سے پڑھی۔[3]

علامہ دانی کا بیان ہے کہ امام خلف نے امام نافع مدنی کی قرأت اسحاق المسیبی سے اور امام عاصم کوفی کی قرأت یحیٰی بن آدم سے پڑھی اور پھر خود ایک قرأت

---

[1] ایضاً۔ شرح شاطبی ص ۱۵۔

[2] معرفۃ القراء ۱/۲۰۹ وغایۃ النہایہ ۱/۲۷۳۔

[3] ایضاً۔ و تاریخ بغداد ۸/۳۲۲۔ ۳۲۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختیار کی اور اسی قرأت کی بنیاد پر انہیں قراء عشرہ میں شمار کیا جاتا ہے ۔

شیوخ جن ائمہ علم و فن سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

سلیم بن عیسیٰ ، عبد الرحمٰن بن ابی حماد ، یعقوب خلیفہ الاعشیٰ ، ابو زید بن اوس ، اسحاق مسیبی ، اسماعیل بن جعفر ، عبد الوہاب بن عطار ، یحییٰ بن آدم ، عبید بن عقیل ، ابن شنبوذ ، قتیبہ ، ابو الحسن علی کسائی [1]

ایک روایت کے مطابق خلف نے امام کسائی سے پڑھا ہے مگر علامہ ابن الجزری نے صرف سماع کا ذکر کیا ہے اور اسی کو درست قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس دور کے علماء کے احوال سے یہی ثابت ہے حافظ ابو العلاء نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔[2]

امام خلف نے جن ائمہ کرام سے سماع کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

مالک بن انس ، ابو عوانہ ، حماد بن زید ، ابو شہاب عبد ربہ الحناط ، ابو الاحوص سلام بن سلیم ، حماد بن یحییٰ الاشج ، ابو معاویہ ، خالد بن عبد اللہ ، شریک بن عبد اللہ ، حبان بن علی ، ھشیم وغیرہ [3]

تلامذہ امام ابو محمد خلف کثیر التلامذہ تھے ، اپنے درس کی ابتداء قرأت قرآن سے فرماتے اور پھر احادیث کی طرف متوجہ ہو جاتے ان کے چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

ابو الحسن ادریس بن عبد الکریم الحداد ، احمد بن ابراہیم وراقہ اور ان کے بھائی اسحاق بن ابراہیم ، ابراہیم بن علی القصار ، ابو بکر بن ابی الدنیا ، احمد بن یزید حلوانی ، احمد بن زبیر ، احمد بن ابی خیثمہ ، احمد بن محمد البرائی ، سلمہ بن عاصم ، عبید اللہ بن عاصم ، شیخ الغضائری ،

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۳۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً و تہذیب التہذیب ۳/۱۵۶ و تاریخ بغداد ۸/۳۲۲ و معرفۃ القراء ۱/۲۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن الجہم سمری ، محمد بن مخلد انصاری، محمد بن عیسیٰ ، فضل بن احمد زبیدی ، علی بن محمد نازک ، عباس دوری ، ابراہیم بن اسحاق ، محمد بن احمد بن البراء ، ابراہیم الحربی ، محمد بن ابراہیم ، محمد بن سعید ضریر ، ابوبکر بن اسد المؤدب ، حسن بن سلام ، عبید بن عقیل ، حسین بن فہم ، عبدالوہاب ابن عطار ، موسیٰ بن ہارون ، موسیٰ بن عیسیٰ ، ابوالولید عبدالملک بن قاسم ، عمرو بن فاید ، ابوالقاسم بغوی ، محمد بن یحییٰ کسائی وغیرہ[1]۔

حدیث امام ابومحمد خلف کو فن قرأت کے علاوہ حدیث سے بھی خصوصی شغف تھا ، انہوں نے اسکی تحصیل تیرہ[13] سال کی عمر میں ہی شروع کردی تھی اور بعد میں اس فن میں مہارت حاصل کی انکے شیوخ وتلامذہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس فن میں انکا کیا مرتبہ تھا ، ابن العماد حنبلی نے ان کو شیخ المحدثین لکھا ہے ، امام مسلمؒ اپنی صحیح میں اور امام ابوداوٗد نے اپنی سنن میں ان سے احادیث روایت کی ہیں[2]۔

ثقاہت امام خلف اپنی مرویات میں ثقہ وصدوق کے مرتبہ پر ہیں چنانچہ علامہ دانیؒ اور ابن الجزری نے ثقہ قرار دیا ہے ، نقد وجرح کے مشہور امام ابن معین اور نسائی نے بھی ان کی توثیق کی ہے[3]۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ

واللہ عندنا الثقۃ الامین[4] بخدا وہ میرے نزدیک ثقہ اور امین ہیں۔

ابن حجر عسقلانی نے بھی ثقہ اور مامون لکھا ہے[5]

نحو امام خلفؒ کو نحو سے بھی شغف تھا ، تذکرہ نگاروں نے نحوی لکھا ہے ، خود خلف کا بیان اوپر گذر چکا ہے کہ انہوں نے فن نحو کے ایک مسئلہ کو حل کرنے کیلئے

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۳-۲۷۴ وتاریخ بغداد ۸/۳۲۲ ومعرفۃ القراء ۱/۲۰۹۔

[2] ایضاً۔

[3] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ص ۱۰۶۔

[4] تہذیب التہذیب ۳/۱۵۶۔

[5] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسّی ہزار درہم خرچ کیے اور اسے حل کیا۔

زہد و اتقا اور شرافت امام خلفؒ بڑے زاہد و عابد اور صاحب تقویٰ و صلاح تھے علامہ دانی نے ان کی ان صفات کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ علامہ ابن الجزری نے ثقہ عالم اور زاہد و عابد لکھا ہے[1] امام دارقطنی کا بیان ہے کہ وہ عابد و فاضل تھے[2] ابو جعفر نفیلی نے بھی ان کو اصحاب السنہ میں شمار کیا ہے[3]۔ ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں کہ۔

وکان عابدا صالحا کثیر العلم صاحب سنۃ[4] وہ عابد و صالح، کثیر العلم اور متبع سنت تھے

وہ روزہ کثرت سے رہتے تھے بلکہ علامہ ذھبی اور خزرجی کے مطابق انہوں نے زندگی بھر روزہ رکھا[5]

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام خلفؒ نبیذ پیتے تھے اور اسے جائز سمجھتے تھے مگر بعد میں اسے ترک کر دیا، ادریس بن عبدالکریم حداد کا بیان ہے کہ۔ خلف بن ھشام تاویل کے ساتھ نبیذ پیتے تھے، ایک دن ان کے بھانجے ان سے سورہ انفال پڑھ رہے تھے وہ جب "لیمیز اللہ الخبیث من الطیب" پر پہونچے تو۔ بولے اے ماموں جب اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے نمایاں کرے گا تو نبیذ کہاں ہوگی، امام خلف سر جھکائے دیر تک غور کرتے رہے اور پھر بولے خبیث کے ساتھ، تو بھانجے نے کہا کیا آپ راضی ہیں کہ آپ کا شمار اصحاب خبیث میں ہو خلفؒ نے کہا اے صاحبزادے گھر جاؤ اور جو کچھ (نبیذ) بچی ہوئی ہو اسے گرادو اور پھر انھوں نے نبیذ پینا ترک کر دیا اور اس۔

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۴ و معرفۃ القراء ۱/۲۱۰
[2] معرفۃ القراء ۱/۱۰۹
[3] تاریخ بغداد ۸/۳۲۵
[4] شذرات الذہب ۲/۶۷
[5] معرفۃ القراء ۱/۲۰۹ و تہذیب الکمال ص ۱۰۶

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں روزے کی نعمت عطا کی[1] ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نیند پینا ترک کرنے کے بعد اپنی چالیس سال کی نمازیں دھرائیں[2]

امام خلف نہایت نیک اور شریف الطبع تھے، حسن بن منہیم کا بیان ہے کہ میں نے امام خلف بن ھشام رح سے بڑھ کر شریف نہیں دیکھا[3]

امام حمزہ کی اتباع

امام ابو محمد خلف رح امام حمزة الزیات کوفی کی قرأت کے مقلد ومتبع تھے، مگر ابن رشتہ کے بیان کے مطابق امام حمزہ کے منفردات میں ایک سو بیس[120] مقامات پر ان کی اقتداء نہیں کی ہے[4] مگر ابن رشتہ کا بیان غلط فہمی پر مبنی ہے امام خلف امام سلیم کے شاگرد تھے اور سلیم نے امام حمزہ سے اکتساب فیض کیا تھا۔ اور خلف نے امام سلیم کی قرأت کا مکمل پاس ولحاظ کیا جہاں ابن رشتہ نے جن اختلافات کا ذکر ہے وہ دوسرے اساتذہ کرام کی قرأت کی بنیادوں پر ہیں اور یہی امام خلف کے وہ اختیارات ہیں جن کی بنیاد پر انہیں قراء عشرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

وفات

امام ابو محمد خلف رح نے، جمادی الآخر بروز سنیچر ۲۲۹ھ میں بزمانہ جہمیہ روپوشی کے عالم میں وفات پائی،[5] روپوشی کے اسباب معلوم نہ ہوسکے، وفات سے متعلق ۲۲۷ھ اور ۲۲۸ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں[6] مگر خطیب بغدادی نے اسے وہم قرار دیا ہے[7]

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۳۲۵

[2] ایضاً ۸/۳۲۷

[3] معرفۃ القراء ۱/۲۰۹

[4] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۳

[5] ایضاً والمعارف ص ۵۲۸ ودول الاسلام ۱/۱۰۷ وتاریخ الصغیر ص ۲۴۰

[6] تہذیب الکمال ص ۱۰۶ وتاریخ بغداد ۸/۳۲۷

[7] تاریخ بغداد ۸/۳۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی وفات پر کسی شاعر نے مرثیہ لکھا، چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

مضی شیخنا البزار بالفضل یذکر ۔۔۔ ھجان امام فی القراءۃ مبھر

ہمارے شیخ بزار اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کے علم و فضل کا تذکرہ ہوتا رہے گا، وہ فن قرات کے امام اور دیدہ ور تھے۔

سقی اللہ قبراحلہ من غمامۃ ۔۔۔ بوابل غیث صفوہ متفجر

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ایسے بادلوں سے بھر دیں جو مسلسل (رحمت) کی موسلا دھار بارش برسائیں۔

لقد فاز اقوام بصحبۃ شیخنا ۔۔۔ واخذھم عنہ القراءۃ اکثروا

ہمارے شیخ کی صحبت سے بہت سے لوگ بامراد ہوئے اور ان سے بہت سے لوگوں نے قرات سیکھی۔

وقد طلب الحساد فی الناس کیدہ ۔۔۔ فما قدروا حتی عموا وتحیروا[1]

حاسدوں نے ان کے خلاف سورش بھی کی مگر کامیاب نہیں ہوئے بلکہ حیران و سرگرداں رہ گئے۔

کسی نے امام خلف کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابو محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، تو انہوں نے کہا میری مغفرت فرما دی[2]

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۳۲۸

[2] ایضاً ۸/۳۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام خلاد بن خالد کوفیؒ

(م ۲۲۰ھ
۸۳۵ء)

نام ونسب خلاد نام، ابوعیسیٰ کنیت والد ماجد کا نام خالد تھا، والد کے نام میں اختلاف ہے تذکرہ نگاروں نے خالد، خلید اور عیسیٰ لکھا ہے، لیکن صحیح نام خالد ہے۔[1]

امام خلادؒ کی کنیت میں بھی اختلاف ہے۔ ابوعیسیٰ کے علاوہ ابوعبداللہ بھی بعض تذکروں میں ملتی ہے مگر اکثر تذکرہ نگاروں نے ابوعیسیٰ ہی لکھا ہے۔

پیدائش اور وطن امام خلادؒ کی تاریخ پیدائش سے ہم واقف نہیں، ان کا وطن کوفہ تھا اور کوفی ہی کی نسبت سے عموماً یاد کیے جاتے ہیں، وہ ابوعبداللہ شیبانی صیرفی کے آزاد کردہ غلام تھے۔[2]

حصول علم اور اساتذہ امام خلاد نے اپنے شیخ امام ابوعیسیٰ سلیم سے فن قرأت کی تعلیم حاصل کی جو امام حمزہؒ زیات کوفی کی قرأت کے حامل و پیرو کار تھے، امام خلاد نے ان کے علاوہ حسین بن علی جعفی اور ابوجعفر محمد بن الحسن الرواسی سے بھی علم قرأت کی تحصیل کی۔[3]

تلامذہ خود خلاد نے ایک مدت تک لوگوں کو اس فن کی تعلیم دی اور بے شمار افراد نے ان سے علم قرأت کی تحصیل وتکمیل کی وہ کثیر التلامذہ ھیں ان کے چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

---

[1] ابراز المعانی ص ۲۴ وغایۃ النہایہ ۱/۲۷۴۔

[2] ایضاً

[3] ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد بن یزید الحلوانی، ابراہیم بن علی القطار، ابراہیم بن نصر رازی، حمدون بن منصور، سلیمان بن عبد الرحمٰن طلحی، علی بن حسین طبری، علی بن محمد بن فضل، قابیہ بن نفر الاحمری، قاسم بن یزید الوزان، محمد بن فضل، محمد بن سعید بزاز، محمد بن موسیٰ بن ابیہ محمد بن شاذان جوہری، محمد بن عیسیٰ اصبہانی، محمد بن یحییٰ الحسینی، محمد بن الہیثم وغیرہ

فن قرأت امام خلاد کا شمار ائمہ قرأت میں ہوتا ہے تذکرہ نگاروں نے ان کو امام القراء، قاری کوفہ اور استاذ و محقق لکھا ہے۔

حدیث امام خلاد اگرچہ شیخ القراء تھے اور مسند قرأۃ پر جلوہ افروز تھے تاہم انہیں حدیث سے بھی شغف و تعلق تھا، زہیر بن معاویہ، حسن بن صالح سے احادیث کی روایت کی ہے[2] اور خود ان سے ابوزرعہ اور ابوحاتم نے روایت کی ہے[3] ترمذی اور ابن خزیمہ کی صحیح میں ایک ایک روایت منقول ہے۔

حفظ و ضبط اور ثقاہت امام خلاد بڑے ضابط اور قوی الحافظ تھے تذکرہ نگاروں نے الامام اور الحافظ کے القاب سے یاد کیا ہے، علامہ ابوعمرو عثمان دانی کا بیان ہے کہ "امام خلاد سلیم کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ضابط اور جلیل القدر تھے[4]"

امام خلاد کی ثقاہت و عدالت معروف و مسلم ہے، علامہ ذہبی نے وکان صدوقا لکھا ہے[5] قاری محی الاسلام پانی پتی لکھتے ہیں "کہ سیدنا خلاد امام ثقہ محقق مجود صاحب ضبط و اتقان تھے[6]"

وفات امام خلاد کی وفات ۲۲۰ھ ۸۳۵ء میں بمقام کوفہ ہوئی[7]

---

[1] ایضاً ص ۲۷۵ و معرفۃ القراء ۱/۲۱۰ [2] معرفۃ القراء ۱/۲۱۰ [3] ایضاً
[4] التیسیر ص ۶ - [5] معرفۃ القراء ۱/۲۱۰ [6] تذکرۃ قاریان ھند ۱/۳۷
[7] غایۃ النہایہ ۱/۲۷۵ و شذرات الذهب ۲/۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام علی بن حمزہ کسائیؒ

امام علی بن حمزہ کسائیؒ کا شمار تبع تابعین میں ہے، فن نحو، لغت وعربیت فقہ اور خاص طور پر فن قرأت میں ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تذکرہ نگاروں نے ان کو امام القراء کا خطاب دیا ہے تا حیات قرآن مجید کی خدمت کی درس وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف سے بھی سروکار رہا، اپنے علم و فضل کی وجہ سے قراء سبعہ میں شمار کیے جاتے ہیں یہاں ان کی زندگی کے حالات وواقعات اور علمی وفنی خصوصیات وامتیازات کو قلمبند کیا جاتا ہے۔

نام ونسب علی نام، ابوالحسن کنیت، کسائی نسبت اور معلوم شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز [1]

ان کے شجرہ نسب میں اختلاف ہے تذکرہ نگاروں نے ان کے پردادا کا نام قیس، عثمان اور بہمن لکھا ہے [2] ابن کثیر نے ان کے پردادا کا نام لکھا ہی نہیں ہے بلکہ ان کی جگہ ان کے جداعلیٰ کا نام لکھا ہے [3] صحیح یہ ہے کہ ان کے پردادا کا نام بہمن تھا اس کا ذکر بہت سے تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، صولی کا بیان ہے کہ یہ علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز موالی بنو اسد ہیں [4]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۵ والفہرست ص ۹۷

[2] ایضاً وتہذیب التہذیب ۷/۳۱۳

[3] البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۲۰۲

[4] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ وتاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی کنیت میں بھی اختلاف ہے ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے[1] مگر یہ قول ضعیف ہے اور صحیح کنیت ابوالحسن ہی ہے کیونکہ سوائے ابن الندیم کے کسی اور نے اس کنیت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

نسبتیں یہ کسائی، اسدی، نحوی اور کوفی کی نسبتوں سے معروف ہیں، تذکرہ نگاروں نے اس کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں:۔

۱۔ حج بیت اللہ میں احرام کسا یعنی کمبل کا باندھا تھا اس لئے کسائی سے مشہور ہوئے[2] عبدالرحیم بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام کسائی سے دریافت کیا کہ آپ کو کسائی کیوں کہا جانے لگا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے احرام کمبل میں باندھا تھا[3] علامہ ابن القاصح بغدادی لکھتے ہیں:۔

قیل لہ الکسائی من اجل انہ احرام فی کساء[4]	ان کو کسائی اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک کمبل میں احرام باندھا تھا۔

علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَالْکِسَائِیُّ نَعْتُہُ ۔۔۔ لِمَا کَانَ فِی الْاِحْرَامِ فِیہِ تَسَرْبَلَا

اور علی سے مراد امام کسائی ہیں اور ان کا یہ نام اس لئے پڑا کہ انہوں نے کمبل کا احرام باندھا تھا۔

۲۔ امام حمزة الزیات کوفی کے حلقہ درس میں کسا اوڑھ کر بیٹھتے تھے اور وہ فرماتے صاحب کسا کو میرے پاس لاؤ، امام اہوازی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اشبہ بالصواب یہی ہے[5]

---

[1] الفہرست ص ۹۷

[2] البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۱ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۹

[3] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۲ وتاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴

[4] سراج القاری المبتدی ص ۱۲

[5] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۹ وابراز المعانی ص ۲۴ ۔ ۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ یہ جب کوفہ آتے تو کسا اوڑھے ہوتے تھے اس لئے کسائی سے مشہور ہوئے [1]

۴۔ خلف بن ھشام کا بیان ہے کہ علی بن حمزہ کوفہ آئے تو مسجد السبیع میں آئے اس وقت فجر کی اذان ہو رہی تھی وہاں امام حمزہ پڑھ رہے تھے امام صاحب اس وقت کمبل اوڑھے ہوئے تھے امام حمزہ نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کہ صاحب کسا ہیں پھر لوگ انکی طرف متوجہ ہوتے اور تضحیک کرتے ہوتے کہا اگر کپڑا بننے والا ہوگا تو سورۃ یوسف پڑھے گا اور اگر ملاح ہوگا تو سورۃ طٰہٰ پڑھے گا یہ جملہ امام کسائی نے سن لیا پھر انہوں نے تلاوت شروع کی اور سورۃ یوسف پڑھنا شروع کیا اور جب الذئب پر پہونچے تو الذئب بغیر ہمزہ کے پڑھا اس پر امام حمزہ نے کہا الذئب پر ہمزہ ہے کسائی نے کہا الحوت پر بھی ہمزہ ہے مگر بغیر ہمزہ کیوں پڑھتے ہیں امام حمزہ نے اس کا جواب دینے کے لئے خلاد الاحول کو اشارہ کیا اور حاضرین مجلس کو لے کر آگے بڑھے اور مناظرہ کیا مگر وہ امام کسائی کو کچھ قائل نہ کر سکے بالآخر انہوں نے امام کسائی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ ہی بتائیں پھر امام کسائی نے کہا اس حائک سنو پھر اسے بخوبی سمجھایا اور یہ شعر بھی شہادت کے طور پر پڑھا۔

ایھا الذئب وابنہ وابوہ انت عندی من اذوب ضاریات

اسی دن سے یہ کسائی کہے جانے لگے [2]

اس واقعہ کو ابوبکر الانباری نے بھی قدرے ترمیم و اضافہ کے ساتھ لکھا ہے [3]

۵۔ امام کسائی جہاں کے رہنے والے تھے اس جگہ کا نام کسا تھا اسلئے کسائی سے معروف ہوئے۔ [4]

---

[1] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵
[2] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۵
[3] نزھۃ الالباء ص ۸۴ تا ۸۷
[4] ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام تذکرہ نگاروں نے اول الذکر وجہ تسمیہ کو صحیح قرار دیا ہے علامہ ابن الجزری نے بھی اسی کو درست قرار دیا ہے[1] اس کے علاوہ تمام وجہوں کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اور قیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس کا ضعف عیاں ہے خصوصیت سے آخر الذکر وجہ تسمیہ کو علامہ ابن الجزری نے سب سے زیادہ ضعیف بتایا ہے۔[2]

چونکہ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے[3] اس لئے اسدی اور کوفہ کے باشندے تھے اس لئے کوفی اور فن نحو میں متبحر ہونے کی بنا پر نحوی سے معروف ہیں۔

پیدائش اور وطن

امام کسائی کا سنہ پیدائش قطعیت کے ساتھ نہیں ملتا تاہم علامہ ذھبی نے لکھا ہے کہ ان کی پیدائش سنہ ۱۲۰ھ کے آس پاس ہوئی[4] حافظ ابو العلاء نے ان کی عمر ستر سال بتائی ہے[5] چونکہ ان کا سنہ وفات ۱۸۹ھ ہے[6] اس لحاظ سے ان کا سنہ پیدائش ۱۱۹ھ ہونا چاہئے۔

خیر الدین زرکلی کا بیان ہے کہ امام کسائی کوفہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوتے[7] اور یہیں ان کی پرورش اور پرداخت بھی ہوئی ہے[8] یہ ھشام بن عبد الملک کا زمانہ حکومت تھا۔

امام کسائی اصلاً فارسی النسل اور سواد عراق کے باشندے تھے[9] امام سرخسی نے لکھا ہے کہ یہ امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے[10]

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۹
[2] ایضاً   [3] معرفۃ القراء ۱/ ۱۲۱
[4] ایضاً ۱/ ۱۲۰   [5] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۴۰
[6] المعارف ص ۵۴۵
[7] الاعلام ۴/ ۲۸۳
[8] الفہرست ص ۴۴
[9] الاعلام ۴/ ۲۸۳ ۔ و غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۵
[10] تبع تابعین ۱/ ۱۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجرد انہوں نے شادی نہیں کی اور مجرد زندگی گذاری، علامہ یافعی لکھتے ہیں :۔
ولم یکن لہ زوجۃ ولا جاریۃ [1] ۔ ان کے پاس بیوی تھی اور نہ لونڈی

تحصیل علم اور شیوخ امام کسائیؒ کی پوری زندگی تعلیم و تعلم میں گذری انہوں نے فن قرأت، نحو اور لغت و عربیت کی تعلیم حاصل کی خصوصیت سے فن قرأت، اور علم نحو میں اس قدر مہارت و صلاحیت پیدا کی کہ اس میں یکتائے روزگار ہونے امام خلف کا بیان ہے کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں قرآن پڑھا اور بڑی عمر میں لوگوں کو پڑھایا نحو اور لغت کی تعلیم کبرسنی میں حاصل کی ۔

علم قرأت کی تعلیم امام حمزۃ الزیات کوفی سے حاصل کی جو ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے ان سے چار مرتبہ قرآن پڑھ کر ان کے اجل تلامذہ میں شمار ہونے بعد میں ایک زمانہ تک اپنے استاذ کی قرأت کا درس دیا البتہ بعض مقامات پر ان سے اختلاف بھی کیا اور ان کے استاذ اس اختلاف سے واقف بھی تھے کیوں کہ حصول علم قرأت میں ان کا یہ معمول تھا کہ امام حمزہ کے بعض اصولوں کو ضبط اور بعض کو چھوڑ دیتے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ قرأت سے تحصیل کی ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ امام کسائیؒ نے امام حمزہ کے علاوہ ایسے ماہرین فن سے بھی علم قرأت کی تعلیم حاصل کی جن کی قرائتیں سلف کے مطابق تھیں، [2] پھر امام کسائیؒ نے خود ایک طرز قرأت کو اختیار کیا اور اسکی تعلیم دی [3]
ان کے چند شیوخ کے نام یہ ہیں :۔

امام حمزہ بن حبیب الزیات کوفی، عیسیٰ عمر ہمدانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری، ابوبکر بن عیاش اسدی، اسماعیل، یعقوب ابن جعفر، عبدالرحمٰن بن ابی حماد، مفضل بن محمد ضبی، زائدہ بن قدامہ، اعمش، محمد بن حسن بن ابی سارۃ، قتیبہ بن مہران ۔

---

[1] مرآۃ الجنان ۱/ ۴۲۱
[2] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۵ تا ۵۳۸۔ والبدایہ والنہایہ ۱۰/ ۲۰۲ و تہذیب التہذیب ۷/ ۳۱۳ ۔
[3] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوحیوۃ شریح وغیرہ۔ [1]

مؤخر الذکران دو اساتذہ نے خود ان سے بھی استفادہ کیا [2] ہذلی نے ان کے اساتذہ میں امام نافع بن ابونعیم مدنی کا بھی ذکر کیا ہے، مگر یہ درست نہیں اور بقول علامہ ابن الجزری امام کسائی نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ [3]

سلسلہ قرأت امام کسائی نے امام حمزہ کے علاوہ عیسیٰ بن عمر اور طلحہ بن مصرف سے بھی سند لی جن کا سلسلہ ابراہیم نخعی، علقمہ بن قیس اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے واسطوں سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ [4]

درس و افادہ امام کسائی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا ان سے استفادہ کرنے والوں کا اسقدر مجمع ہوتا تھا کہ سب کو ایک ساتھ پڑھانا مشکل ہوجاتا تاچنانچہ امام کسائی کرسی پر بیٹھ کر درس دیتے یہاں تک کہ لوگوں کو مقاطع ومبادی کی بھی تعلیم دیتے اور لوگ ان سے اخذ کرتے۔ [5]

خلف کا بیان ہے کہ جب ماہ شعبان آتا تو ان کے لئے ایک منبر بنایا جاتا اور یہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو پڑھاتے اور روزانہ آدھی منزل پڑھاتے اس طرح شعبان میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے۔ [6]

تلامذہ امام کسائی کثیر التلامذہ ہیں ان کے تلامذہ میں نامور ائمہ قرأت وحدیث اور ارباب حکومت بھی شامل ہیں ہارون الرشید اور اس کے صاحبزادوں امین اور

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۵ و ۵۳۸ والبدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲ وتہذیب التہذیب ۷/۳۱۳

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] سراج القاری المبتدی ص ۱۲

[5] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸

[6] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مامون کو بھی قرأت اور لغت و عربیت کی تعلیم دی[1]۔ بغداد میں ان کا فیض عام تھا ابن الانباری نے لکھا ہے کہ انہوں نے بغداد کے قراء کو پڑھایا، پھر ایک قرأت اختیار کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی ان کے تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

ابو الحارث لیث بن خالد، ابو عمر و حفص دوری، نصیر بن یوسف رازی، ابراہیم بن زاذان، ابراہیم بن حریش، احمد بن جبیر، احمد بن ابی سریج، احمد بن ابی ذہل، احمد بن منصور بغدادی، احمد بن واصل، اسماعیل بن مدان، حمدویہ بن میمون، حمید بن ربیع خزاز زکریا بن وردان، سورۃ المبارک، قتیبہ بن مہران اصفہانی، احمد بن سریج نہشلی، ابو عبید قاسم بن سلام، ابو حمدون طیب بن اسماعیل، سریج بن یونس، عبد الرحمٰن بن واقد، عیسیٰ بن سلیمان الشیزری، احمد بن جبیر انطاکی، محمد بن سفیان، عبد الرحیم بن حبیب، عبد القدوس بن عبد المجید، عبد اللہ بن احمد بن ذکوان، عبد اللہ ابن موسیٰ، عدی بن زیاد، علی بن عاصم عمر بن حفص مسجدی، فضل بن ابراہیم، فورک بن شبویہ، محمد بن سنان، محمد بن واصل مطلب بن عبد الرحمٰن، مغیرہ بن شعیب، ابو توبہ میمون بن حفص، ابو اناس ہارون بن سورۃ المبارک، ہارون ابن عیسیٰ، ہارون بن یزید، ہاشم بن عبد العزیز بربری، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن زیاد خوارزمی، اسحاق بن اسرائیل، حاجب بن ولید، حجاج بن یوسف بن قتیبہ، خلف بن ہشام البزار، زکریا بن یحییٰ انماطی، ابو حیوۃ شریح بن یزید، صالح الفاقط عبد الواحد بن میسرہ قرشی، علی بن ہشام، عمر بن نعیم بن میسرہ، عروہ بن محمد اسدی، عون بن الحکم، محمد بن زریق، محمد بن سعد، محمد بن عبد اللہ بن یزید حضرمی، محمد بن عمر رومی محمد بن مغیرہ، محمد بن یزید رفاعی، یحییٰ بن زیاد الفراء، یعقوب الدورقی، یعقوب حضرمی عبد اللہ ابن ذکوان وغیرہ[2]

---

[1] البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲

[2] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۶-۵۳۷ و معرفۃ القراء ۱/۱۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں عبداللہ ابن ذکوان کے امام کسائی سے پڑھنے کے واقعہ کو بعید از قیاس قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں نقاش کی روایت پر اس لئے تنقید کی ہے کہ وہ اکثر عجیب وغریب باتیں روایت کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل دی ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اسطرح کی کوئی بات نہیں لکھی ہے، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ خود امام عبداللہ ابن ذکوان کا بیان ہے کہ میں امام کسائی کے پاس چار ماہ رہا[1] اور کئی بار قرآن پڑھا، علامہ ابن الجزری نے اس سلسلے میں نصیر کا ایک قول نقل کیا ہے جس سے امام کسائی کے مسجد دمشق میں پڑھانے کی وضاحت ہوتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امام کسائی کو دمشق جانے میں کوئی امر مانع بھی نہیں تھا کیوں کہ وہ ابتدا سے اسفار کے عادی تھے۔[2]

رواۃ قرأۃ

امام کسائی کے جن شاگردوں سے ان کی قرأت کی ترویج واشاعت ہوئی اور جن کو اہل فن نے رواۃ قرأت قرار دیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) امام ابوالحارث لیث بن خالد (۲) امام ابوعمر وحفص دوری

علم وفضل

امام کسائی علم وفضل میں بے مثل اور عظیم المرتبت تھے ان کی شخصیت جامع کمالات تھی علامہ ذھبی نے احد الاعلام لکھا ہے ابوبکر الانباری فرماتے ہیں کہ ان کی شخصیت متعدد خصوصیات کا مجموعہ تھی یہ فن نحو کے بڑے عالم غریب الفاظ میں نادرۂ عصر اور فن قرأت میں ممتاز تھے[3] خیرالدین زرکلی لکھتے ہیں:۔

واخبارہ مع علماء الادب فی عصرہ کثیرۃ[4] — ہمعصر علمائے ادب کے ساتھ ان کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔

قاضی احمد بن کامل فرماتے ہیں:۔

---

[1] ایک قول کے مطابق سات ماہ رہا۔

[2] معرفۃ القراء ۱/۱۲۶ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۷

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۸

[4] الاعلام ۴/۲۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وکان عظیم القدر فی ادبہ وفضلہ[1] کسائی اپنے علم وادب میں عظیم المرتبت تھے۔

ان کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں آپ تو علم نحو میں ان کے ہم پایہ ہیں، چنانچہ مجھے اس کا زعم پیدا ہوا اور میں نے امام کسائی سے مناظرہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو[2]

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے امام کسائی سے تاروں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے تاروں کی بھرپور تفصیل بتائی جس پر اس اعرابی نے کہا:۔

مافی العرب اعلم منک[3] عرب میں آپ جیسا کوئی عالم نہیں ہے۔

ابن الاعرابی فرماتے ہیں۔

کان الکسائی اعلم الناس ضابطا عالما بالعربیۃ قارئا صدوقا[4] امام کسائی بڑے عالم قوی الحافظ، عربیت کے ماہر، قرآن کے قاری اور صدوق تھے۔

محمد سجستانی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ کا ایک عامل بصرہ آیا تو میں اس کے یہاں گیا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے سجستانی علمائے بصرہ کون ہیں میں نے زیادی، مازنی، ہلال، شاذکونی اور ابن کلبی وغیرہ کے نام بتائے اور انہیں جن علوم میں مہارت حاصل تھی اس کا بھی تذکرہ کیا، چنانچہ عامل بصرہ نے ایک دن ان سب کو جمع کیا اور ہر شخص سے کچھ سوالات کئے علماء بصرہ نے اس کے جوابات دینے سے اس لئے معذرت کرلی کہ وہ ان کا فن نہیں تھا اور نہ انہیں اس میں مہارت حاصل تھی۔ واضح رہے کہ عامل بصرہ نے جان بوجھ کر ہر عالم سے ایسے سوالات کئے جن کا تعلق اس کے خاص علم سے

---

1. نزھۃ الالباء ص ۹۴
2. بغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶
3. تاریخ بغداد ۱۱/۴۱۱
4. بغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا اور وہ اس میں مہارت و شہرت رکھتے تھے بہر حال جو شخص اہل کوفہ کے ایک عالم امام کسائی سے ان سے تین فن سے متعلق سوال کرو وہ اس کا ضرور جواب دیتے ہیں [1] خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں :۔

امام فی اللغة والنحو والقراۃ من اھل الکوفہ [2]	امام کسائی لغت نحو اور علم قرأت میں اہل کوفہ کے امام تھے ۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں ۔

والیہ انتھت الامامۃ فی القراۃ والعربیۃ [3]	امام کسائی کی ذات پر قرأت و عربیت کی امامت ختم ہوتی تھی ۔

صاحب تذکرۃ النحاۃ لکھتے ہیں :

درنحو و لغت از کبار ائمہ بود۔ [4]	وہ نحو و لغت کے کبار ائمہ میں سے تھے

علامہ شبلی نعمانی نے بھی انہیں مجتہد فن لکھا ہے [5]

قرأت میں درجہ و مرتبہ امام کسائی کا فن قرأت میں درجہ بہت بلند ہے انہیں اپنی زندگی ہی میں اس فن میں امامت و پیشوائی حاصل ہوگئی تھی اور وہ امام فی القراۃ کہے جاتے تھے علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ ان کی ذات پر علم قرأت اور عربیت کی امامت ختم ہوتی ہے [6] علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ کسائی بغداد میں علم قرأت و تجوید کے امام تھے [7] ابن مجاہد کا بیان ہے کہ امام کسائی اپنے زمانہ میں قرأت میں لوگوں کے امام تھے [8] ابوطیب لغوی کا بیان ہے کہ امام کسائی اہل کوفہ کے عالم اور

---

[1] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۰۷

[2] الاعلام ۴/ ۲۸۳ — [3] معرفۃ القراء ۱/ ۱۲۱

[4] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵

[5] المامون ص ۲۵

[6] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۶

[7] تہذیب التہذیب ۷/ ۳۱۳

[8] کتاب التبصرہ ص ۱۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے امام تھے؛ اہل علم کا مرجع اور ان کے مصلح تھے[1] ابو عبید کتاب القرآت میں لکھتے ہیں:۔

وکان من اهل القرأة وهي كانت علمه وصناعته ولم نجالس احدا كان اضبط ولا اقوم بها منه [2]	وہ فن قرأت سے وابستہ تھے اور یہی اصل انکا موضوع علم اور اختصاص تھا اور اس فن میں ان سے زیادہ ذکی اور ٹھوس کسی شخص کو ہم نے نہیں پایا۔

امام کسائی ایک مرتبہ پڑھاتے وقت کچھ غلطی کر گئے جسکا علم بعد میں لوگوں کے دریافت کرنے پر ہوا تو اسے درست کرایا اور اپنے شاگرد خلف بن ھشام سے کہا اے خلف میرے بعد کون ہوگا جو غلطیوں سے محفوظ رہیگا تو خلف نے کہا:

لا اما اذلم يسلم انت فليس يسلم منه احد بعدك قرأت القرآن صغيرا واقرأت الناس كبيرا وطلبت الآثار فيه والنحو [3]	نہیں جب آپ جیسا شخص جس نے بچپن میں قرآن پڑھا اور بڑے ہوکر لوگوں کو پڑھایا اور اس کے فنی و نحوی نکات پر بحث کی نہیں محفوظ رہ سکا تو آپ کے بعد کون محفوظ رہ سکتا ہے

امام کسائی کی شخصیت فنی امتیازات کی بنا پر مرجع خلائق بنگئی تھی اور اسی بنیاد پر اپنے شیخ امام القراء امام حمزۃ الزیات کوفی کی وفات کے بعد مسند قرأت کو فہ پر متمکن ہوئے اور امام القراء کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

حدیث امام کسائی اصلاً فن قرات کے امام تھے اور گو وہ حدیث میں اس مقام تک نہیں پہونچے جہاں تک فن قرأت میں تھے تاہم دستور زمانہ کے مطابق انھوں نے حدیث کا سماع سفیان بن عیینہ

---

[1] بحوالہ ماہنامہ ارشاد اعظمگڈھ مئی جون ۱۹۸۲ء ص ۶۹
[2] معرفۃ القراء ۱/ ۱۲۲
[3] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۸ - ۵۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جعفر صادق، اعمش، زائدہ بن قدامہ، سلیمان بن ارقم اور محمد بن عبید اللہ العزمی وغیرہ سے کیا[1] اور خود ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ الفرا، خلف بن ھشام، محمد بن مغیرہ، اسحٰق بن ابی اسرائیل، محمد بن یزید رفاعی، یعقوب الدورقی، احمد بن حنبل اور محمد بن سعد کے نام قابل ذکر ہیں[2]

صداقت امام کسائی صادق تھے یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ

ما رایت بعینی ھاتین اصدق لھجۃ من الکسائی۔[3] میں نے امام کسائی سے بہتر کسی کا لہجہ نہیں دیکھا

ابو عمرو دوری سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگ امام کسائی کے ساتھ ان کی نخوت کے باوجود کیسے رہے تو انہوں نے کہا کہ ان کی زبان کی سچائی کیوجہ سے[4]

لغت و عربیت امام کسائی کو لغت و عربیت میں بھی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے بلند مقام حاصل تھا، تذکرہ نگاروں نے امام فی اللغۃ والعربیۃ۔ لکھا ہے اس کی تعلیم کو فرسے بصرہ جاکر خلیل بن احمد، معاذالہراء، اور ابوجعفر رواسی وغیرہ سے حاصل کی تھی[5]

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ امام کسائی امام حمزہ سے تحصیل علم قرأت کے بعد عرب کے دیہاتوں میں گئے اور قریب سے ان (کی زبان) کا مطالعہ کیا اور ان کے ایک فرد ہو گئے پھر شہر واپس آئے تو لوگوں کو لغت کی تعلیم دی[6]

---

[1] تہذیب التہذیب ۷/۳۱۲ و معرفۃ القراء ۱/۱۲۰
[2] ایضاً
[3] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸
[4] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳
[5] ایضاً ۱/۱۲۰ و غایۃ النہایہ ۱/۵۳۶ والفہرست ص ۹۷
[6] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلب نحو کا سبب فن نحو سے ان کی رغبت و دلچسپی کا واقعہ بڑا سبق آموز اور دلچسپ ہے ان کے شاگرد یحییٰ بن زیاد الفراء کا بیان ہے کہ امام کسائی ایک دن پیادہ سفر کے بعد اپنے احباب میں پہونچے ان میں کچھ صاحب علم و فضل بھی تھے اور اپنی تکان کو عیت سے بیان کیا اس پر ان کے احباب نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ بیٹھتے ہو اور اس طرح کی غلطی کرتے ہو امام کسائی نے کہا میں نے کونسی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ سفر کے تکان کو کے بجائے اعییت سے بیان کرنا چاہیئے تھا عییت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو اس واقعہ سے امام کسائی نے بڑی خفت اور شرمندگی محسوس کی اور اسی وقت علم نحو حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کی تعلیم کون دیتا ہے لوگوں نے معاذ الہراء کا نام بتایا چنانچہ امام کسائی ان کی خدمت میں رہنے لگے اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب سیکھ لیا اس کے بعد بصرہ گئے اور امام النحو خلیل بن احمد سے ملاقات کی ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا۔

ترکت اسدا وتمیما وعندھما الفصاحۃ	تم بنو اسد اور بنو تمیم جو فصاحت کے مالک ہیں
وجئت الی البصرة ۔	ان کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو ۔

پھر امام کسائی نے خلیل بن احمد سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا انہوں نے کہا کہ حجاز کے دیہاتوں بخد اور تہامہ سے پھر امام کسائی دیہاتوں کی طرف چلے گئے اور جب واپس ہوئے تو حفظ کی ہوئی چیزوں کے علاوہ عربوں کے روایات لکھنے میں ۱۵ شیشیاں روشنائی صرف کی تھی پھر خلیل بن احمد کے پاس لوٹے تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی جگہ پر یونس بن حبیب متمکن تھے امام کسائی نے بہت سے مسائل میں ان سے گفتگو کی تو یونس بن حبیب نے ان کی تصدیق کی اور اپنی جگہ پر امام کسائی کو بیٹھایا[1]۔

---

[1] نزھۃ الالباء ص ۸۲ تا ۸۴ و تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴ وبغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ امام کسائیؒ دیہاتوں کی طرف چلے گئے، اور ایک مدت تک غائب رہے اور بخد تہامہ کے اعرابیوں سے لغات اور غریب ونادر الفاظ کو لکھا اور جب واپس آئے تو ان کے لکھنے پر روشنائی کی پندرہ شیشیاں صرف کر چکے تھے[1] اسی طرح کے خیالات کا اظہار صاحب المدارس النحویہ نے بھی کیا ہے[2]

قرآت اور نحو تذکرہ نگاروں نے نحو اور قرآت کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے قرن اوّل میں ہر قاری نحوی ہوتا تھا درحقیقت قرأتوں کے اختلافات ہی نے قاریوں کے اندر یہ عزم و حوصلہ پیدا کیا کہ وہ فن نحو سے اصول وضوابط منضبط کریں تاکہ قراء قرآن مجید کی تلاوت میں کلمات قرآن کی اصلیت، محل اور اعراب سمجھ سکیں، یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بصرہ کے وہ تمام نحوی جو ابن اسحٰق کے بعد کے ہیں ان سب کا تعلق قراء سے تھا، قراء سبعہ کے اکثر قاری نحوی ہیں مثلاً امام ابوعمرو بن العلاء بصری امام حمزۃ الزیات کوفی، امام عاصم کوفی اور نحود امام کسائیؒ وغیرہ۔

قراء سبعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے قراء نحوی تھے جیسے ابن ابی اسحٰق حضرمی، عیسیٰ بن عمر، خلیل بن احمد، یونس بن حبیب وغیرہ، سیبویہ بھی قرأتوں کے ماہر تھے اپنی تصنیف الکتاب میں اکثر قرأتوں سے بحث و تعرض کرتے ہیں۔

نحوی اسکول علم نحو کے تین مراکز تھے جنھیں اسکول سے تعبیر کیا جاتا ہے اولیت بصری اسکول کو حاصل ہے اس کے بعد کوفہ اور بغداد کے مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے ان نحوی مراکز سے وابستہ علماء نے بڑی محنت کی اور فن نحو کو وسعت و ہمہ گیری بخشی، ان میں سرفہرست بصرہ میں سیبویہ کوفہ میں امام کسائیؒ اور بغداد میں ابن کیسان تھے کوفی اسکول کی ابتداء امام کسائیؒ کے استاذ ابوجعفر رواسی اور معاذ الہراء

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱

[2] المدارس النحویہ ص ۱۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہوتی ہے مگر امام کسائیؒ کی محنت و صلاحیت نے کوفی اسکول کا بانی قرار دینے کا جواز فراہم کر دیا دراصل کوفی نحو کی ابتدار باقاعدہ اور منظم طریقے سے امام کسائیؒ اور ان کے شاگرد فراء سے ہوتی ہے، انھیں دونوں نے اسکے مقدمات ترتیب دیئے اصول وضوابط اور خطوط بنائے اور اپنی ہی صلاحیتوں کی بنا پر کوفی اسکول کو ایک مستقل نظریہ دیا۔

ان نحوی مراکز کے درمیان تنقید و اعتراض اور معرکہ آرائی بھی ہوتی تھی، ابن الانباری نے انکے اختلافات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی تھی چونکہ امام کسائی اور انکے ہم خیال نحویوں کا رویہ وسعت پسندانہ اور فراخدلانہ تھا وہ صرف فصحائے عرب ہی سے اشعار و امثال لینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ان عربوں سے بھی روایت کرتے تھے جو شہروں میں رہتے تھے جبکہ اہل بصرہ ان سے روایت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لیئے امام کسائی کو اہل بصرہ اپنی تنقیدوں کا ہدف بناتے تھے جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہے۔

انہ کان یسمع الشاذ الذی لایجوز من الخطاء واللحن وشعر غیر اھل الفصاحۃ والضرورات لیجعل ذالک اصلا ولیقیس علیہ حتی افسد النحو[1]	وہ ایسے شاذ اقوال جو خطا و لحن کی بنیاد پر نہیں لیے جاسکتے انکو بھی یاد رکھتے تھے اور غیر فصحاء کے اشعار یا ضرورت کی بنیاد پر جن اشعار میں کمی ہوتی انکو بھی نقل کرتے تھے اور اسی کو اصل بنا کر اس پر قیاس کرتے تھے اور اس طرح انھوں نے نحو کو خراب کر ڈالا۔

نحو میں کمال و امتیاز

اوپر گذر چکا ہے کہ امام کسائیؒ فن نحو کے بہت بڑے عالم تھے انکی جلالت شان اور علوئے مرتبت کا اندازہ امام شافعی کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے کہ

[1] معجم الادباء ۱۹۰/۵ ومرآۃ الجنان ۴۲۱/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من اراد ان یتبحر فی النحو　　جو فن نحو میں مہارت حاصل کرنے کا
فھو عیال علی الکسائی [1]　　آرزومند ہو وہ امام کسائی کا محتاج ہے۔

ابن الانباری (م ۳۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام کسائی علم نحو کے ماہر اور عربیت میں بے نظیر تھے ان پر علم نحو اور علم قرأت دونوں چیزیں منتہی ہوتی ہیں۔ [2]

شعر و سخن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں شعر و سخن سے بڑا لگاؤ تھا اور اپنی باتوں پر اشعار سے دلالت کرتے نصیر کا بیان ہے کہ میں ان کے مرض الموت میں حاضر ہوا تو انھوں نے یہ شعر پڑھے۔

قد حلک ذا النخیل وقد اری　　وابی مالک ذو النخیل بدار
الا کدارکم بذی بقر اللوی　　ھیھات دارکم من المزوار

میں نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو آپ سے فائدہ پہونچایا [3]

دورقی کا بیان ہے کہ امام کسائی اور امام یزیدی بیک وقت ہارون رشید کے پاس حاضر ہوئے نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے امام کسائی کو نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھا دیا، امام کسائی نماز میں سورۃ الکافرون کی تلاوت میں بھول گئے اس پر یزیدی نے کہا قاری کوفہ سورۃ الکافرون کی تلاوت میں بھول جاتا ہے، پھر دوسری نماز میں لوگوں نے امام یزیدی کو نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھا دیا تو وہ سورۃ الفاتحہ میں بھول گئے، سلام کے بعد امام کسائی نے یزیدی سے مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا۔

احفظ لسانک لا تقول فتبتلی　　ان البلاء موکل بالمنطق [4]

(ترجمہ) اپنی زبان کو قابو میں رکھو بولو مت ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے کیونکہ بولنا ہی مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔

---

[1] العبر فی خبر من غبر ۱/۳۰۲　　[2] بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ ص ۱۱۵
[3] معرفۃ القراء ۱/۱۲۷　　[4] غایۃ النہایہ ۱/۵۲۹ و نزہۃ الالباء ص ۸۹ ـ ۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ امام نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر خلیفہ ہارون رشید کی خدمت میں بھیجے جن میں اس کی تعریف تھی

قل للخلیفۃ ما تقول لمن | أمسی الیک بحرمۃ یدلی
مازلت مذصار الامین معی | عبدی یدی ومطیتی رجلی
وعلی فراشی من ینبھنی | من نومتی وقیامتہ قبلی
اسعی برجل منہ ثالثۃ | مرفورۃ منی بلا رحل
واذارکبت اکون مرتدفا | قدام سرجی راکبا مثلی
فامنن علی بما یسکنہ | عنی وأھد الغمد للنصل

ان اشعار کو پڑھ کر ہارون بہت خوش ہوا اور امام کسائی کو دس ہزار درہم، لونڈی، غلام گھوڑا اور لباس وغیرہ عنایت کیا[1]

فقہی بصیرت امام کسائی قرأت و نحو اور لغت وعربیت کے علاوہ فقہ میں بھی درک وبصیرت رکھتے تھے، مشہور فقیہہ امام محمد بن حسن شیبانی انکے خالہ زاد بھائی تھے، ان سے اکثر صحبتیں رہا کرتی تھیں، ہارون رشید نے اپنے دربار میں دونوں کو الگ الگ کرسیاں دی تھیں۔

عال کوفہ کا بیان اوپر گذر چکا ہے کہ اہل کوفہ کے عالم امام کسائی ہر فن کے سوالوں کا جواب دیتے تھے ایک دن امام کسائی اور امام شیبانی دربار خلافت میں جمع تھے امام کسائی نے کہا وہ کونسا علم ہے جو تمام علوم تک رہنمائی کرتا ہے تو انھوں نے لاعلمیت ظاہر کی اور پوچھا کہ اگر سجدہ سہو میں غلطی ہوجائے تو کیا پھر سجدہ کریں گے، امام کسائی نے کہا نہیں اور نحوی قواعد سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ مصغر کا مصغر نہیں ہوتا۔[2]

---

[1] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۱۲ و مرأۃ الجنان ۱/ ۴۲۱

[2] ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام کسائی سے مشروط طلاق کی صحت و عدم صحت کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے اسے غیر درست بتایا، امام کسائی کے اس جواب کی تشریح کرتے ہوئے ابن الیافعی لکھتے ہیں:

لا یصح وقوعہ قبل وجود الصفۃ المعلق علیہا قال لم قال لان السیل لا یسبق المطر[1]	جس کیفیت پر اس کا دار و مدار ہے اس کے وجود سے پہلے طلاق کا واقع ہونا درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کیوں؟ تو انھوں نے کہا کہ اس لیئے کہ سیلاب بارش سے پہلے نہیں آیا کرتا

امام ابو یوسف امام کسائی کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کسائی کو کلام عرب کی ذرا سی واقفیت ہے، ان دونوں کا ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں اجتماع ہو گیا خلیفہ انکی بڑی تعظیم کرتا تھا اس لیئے کہ وہ خلیفہ کے معلم و مؤدب رہ چکے تھے اور امام ابو یوسف کی فقیہانہ شان بھی پیش نظر تھی چنانچہ اس نے قاضی ابو یوسف سے سوال کیا کہ آپ اس مسئلہ کے بابت کیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ انت طالق، طالق، طالق (تم کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے) قاضی صاحب نے جواب دیا کہ یہ ایک طلاق واقع ہوگی خلیفہ نے پھر کہا کہ اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق او طالق او طالق (تم کو طلاق ہے یا طلاق ہے یا طلاق ہے) جواب دیا ایک ہی طلاق ہوگی، ہارون رشید نے یہ سن کر کہا اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق (تم کو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے) جواب دیا ایک ہی ہوگی خلیفہ نے پھر پوچھا کہ اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق و طالق و طالق (تم کو طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے) اس پر قاضی صاحب نے کہا اس صورت میں بھی ایک ہی طلاق ہوگی، یہ سوال و جواب سنکر امام کسائی نے کہا

---

[1] ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے امیر المؤمنین قاضی ابو یوسف نے دو صورتوں میں صحیح جواب دیا۔ لیکن دو صورتوں میں ان کا جواب درست نہیں ہے انت طالق، طالق طالق کی صورت میں ایک طلاق کا ہونا اس لئے درست ہے کہ بقیہ دو طالق کے الفاظ محض تاکید کیلئے ہیں جیسے آپ یہ کہیں کہ انت قائم قائم، قائم (آپ کھڑے ہیں، کھڑے ہیں، کھڑے ہیں) یا یوں کہیں انت کریم کریم، کریم، اسی طرح اس دوسری شکل میں کہ انت طالق او طالق او طالق میں بھی ایک ہی طلاق واقع ہو گی کیونکہ او کا حرف شک کیلئے ہے اس لیئے ایسے لفظ سے جس سے یقین ظاہر نہ ہوتا ہو۔ ایک طلاق ہو گی بقیہ کا عمل نہیں مانا جائیگا اور اس قول میں کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق میں تین طلاقیں واقع ہونگی اس لیئے کہ اس میں نسق و ترتیب پائی جاتی ہے اور یہی بات دوسرے قول انت طالق و طالق، و طالق میں بھی پائی جاتی ہے اس لیئے اس صورت میں بھی تین طلاقیں واقع ہونگی [1]

ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام کسائی کو کس قدر فقہ میں مہارت حاصل تھی

خلفاء سے ربط و تعلق

امام کسائی کے خلیفہ مہدی، ہارون الرشید، امین و مامون اور یحیٰی بن خالد وغیرہ سے بڑے اچھے مراسم و تعلقات تھے اور وہ سب بھی انکی بڑی عزت و قدر کرتے تھے اسکی ابتداء یوں ہوئی کہ مہدی نے ہارون کی تعلیم کیلئے ایک اتالیق رکھا تھا ایک دن اس سے پوچھا کہ السواک کا امر کیا ہو گا اس نے کہا استک یا امیر المؤمنین، اس پر مہدی نے انا للہ پڑھی اور کسی اچھے علمدار اتالیق کی خواہش ظاہر کی کسی نے امام کسائی کے

---

[1] نزھۃ الالباء ص ۹۱ تا ۹۳ ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ ابھی جلد ہی وہ دیہاتوں سے واپس آئے ہیں خلیفہ نے انھیں طلب کیا اور ان سے بھی یہی سوال کیا کہ السواک کا امر کیا ہوگا امام کسائی نے کہا سک اے امیر المؤمنین، اس پر خلیفہ نے تعریف و تحسین کی اور دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔[1]

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کسائی جب نجد و تہامہ اور حجاز کے دیہاتوں سے لغت و عربیت کے حصول کے بعد واپس آئے تو مہدی نے اپنے پاس بلوایا اور مقرب خاص بنایا اور اپنے لڑکے کا اتالیق مقرر کیا۔[2]

پھر خود ہارون رشید نے اپنے بیٹوں امین اور مامون کی تعلیم کیلئے مقرر کیا،[3] انھیں دربار خلافت میں بڑا اثر و رسوخ اور قدر و منزلت حاصل تھی،[4] جاحظ کا بیان ہے کہ۔

كان اثير عند الخليفة حتى اخرجه من طبقة المؤدبين الى طبقة الجلساء والمؤانسين۔[5]	امام کسائی کو خلیفہ کے یہاں بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا وہ دربار شاہی کے محض ایک معلم ہی نہ تھے بلکہ انکو ہم نشین و جلیس کا رتبہ ملا ہوا تھا

علامہ ذھبی لکھتے ہیں:

وكان في الكسائي تيه وحشمة لما نال من الرياسة باقراء محمد الامين ولد الرشيد وتاديبه ايضا للرشيد فنال ما لم ينله احد من الجاه والمال والاكرام وحصل له	امام کسائی کو ہارون الرشید کے فرزند امین کے معلم اور خود ہارون کے مؤدب ہونے کی بنا پر دربار میں وہ اعزاز و اکرام اور جاہ و منزلت حاصل تھی جو کسی اور کو نہیں ملی تھی وہ علم اور دنیا دونوں کی ریاست کے جامع تھے۔

۱ ایضاً ص ۸۷ تا ۸۸ ۲ احمد حسن زیات، تاریخ الادب العربی (ترجمہ و تلخیص) ڈاکٹر طفیل احمد مدنی ص ۳۲۲
۳ الفہرست ص ۹۷ ۴ احمد حسن زیات محولہ بالا۔ ۵ الاعلام ۴/۲۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاسۃ العلم والدنیا[1]

اکثر تذکرہ نگاروں نے صرف امین کی اتالیقی کا ذکر کیا ہے مگر ابن الندیم نے امین اور مامون دونوں کی اتالیقی کا ذکر کیا ہے[2]، علامہ شبلی نعمانی نے بھی لکھا ہے کہ مامون نے امام کسائی سے فن نحو وادب کی تعلیم حاصل کی[3]۔

مامون نے امام کسائی سے قرآن کی بھی تعلیم حاصل کی تھی علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ مامون جب قریباً پانچ برس کا ہوا تو بڑے اہتمام سے اسکی تعلیم وتربیت شروع ہوئی دربار میں جو علماء اور مجتہدین فن موجود تھے ان میں سے دو شخص یعنی کسائی نحوی اور یزیدی قرآن پڑھانے کیلئے مقرر ہوئے[4]۔

علامہ شبلی نے اپنی تصنیف المامون میں امام کسائی کے پڑھانے کا طریقہ بھی لکھا ہے اسے یہاں اس لیے نقل کیا جاتا ہے کہ اس سے امام کسائی کی عظیم المرتبت شخصیت کی قدرے اور وضاحت ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> کسائی کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ مامون کو پڑھنے کیلئے کہتا تھا اور آپ چپکا سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا مامون کہیں غلط پڑھ جاتا تو فوراً کسائی کی نگاہ اٹھ جاتی اتنے اشارے سے مامون متنبہ ہو جاتا اور عبارت کو صحیح کر لیتا ایک دن سورۃ صف کا سبق تھا کسائی حسب عادت سر جھکائے سن رہا تھا جب مامون اس آیت پر پہونچا
>
> یا ایہا الذین آمنو لم تقولون ما تفعلون۔ (صف) — اے ایمان دالو وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔
>
> تو بے اختیار کسائی کی نظر اٹھ گئی مامون نے خیال کیا کہ میں نے شاید آیت پڑھنے میں غلطی کی مگر جب پھر مکرر پڑھا تو معلوم ہوا

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳ ۔ [2] الفہرست ص ۹۷ ۔ [3] المامون ص ۶۲ [4] ایضاً ص ۲۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ صبح پڑھی تھی تھوڑی دیر کے بعد کسائی جب چلا گیا تو مامون ہارون کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر حضور نے کسائی کو کچھ دینے کے لئے کہا تھا تو ایفائے وعدہ فرمایئے ہارون نے کہا ہاں اس نے قاریوں کیلئے کچھ وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی تھی جس کو میں نے منظور بھی کیا تھا اس نے تم سے کچھ تذکرہ کیا، مامون نے کہا نہیں ہارون نے پوچھا پھر تم کو کیونکر معلوم ہوا مامون نے اس وقت کا ماجرا عرض کیا[1]

امین اور مامون امام کسائی کا بڑا ادب واحترام کرتے تھے ایک مرتبہ ہارون رشید نے چپکے سے انکا معائنہ کیا یہ امین و مامون کو پڑھانے کے بعد کسی کام سے اٹھے تو شہزادوں نے بڑھ کر جوتیاں سیدھی کیں امام کسائی نے ان کے سروں پر دست شفقت رکھا، بوسہ دیا، اور منع کیا کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں یہ واقعہ ہارون نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر جب خلیفہ اپنی مجلس میں آیا تو لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے اچھے خادم کس کے ہیں تو حاضرین مجلس نے کہا امیر المؤمنین کے خلیفہ نے کہا نہیں امام کسائی کے جنکی خدمت امین و مامون کرتے ہیں اور پھر پورا واقعہ کہہ سنایا[2]۔

امین امام کسائی کا اسقدر خیال رکھتا تھا کہ ایک مرتبہ انکو صرف سبکی و شرمندگی سے بچانے کیلئے سازش کر ڈالی اور اپنے استاذ کی سبکی نہ ہونے دی، امام کسائی اور سیبویہ کے درمیان ایک مناظرہ ہوا سیبویہ ماہر قرأت و نحو اور بصری اسکول کے نمائندہ تھے امام کسائی نے سیبویہ سے دریافت کیا کہ کنت اظن الزنبورا اشد لسعا من النحل فاذا ھو ایاھا میں فصاحت کس میں ہے سیبویہ نے کہا ایاھا کی منصوب ضمیر لانا جائز نہیں صحیح فاذا ھو ھی ہے، بحث آگے بڑھی

---

[1] المامون ص ۲۱ [2] الفہرست ص ۹۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ایک فصیح اللہجہ عرب دیہاتی کو حکم مقرر کیا گیا مگر امین نے سازش کی اور اپنے استاذ امام کسائی کے حق میں فیصلہ کردا یا اس واقعہ سے سیبویہ کو سخت صدمہ ہوا اور وہ دل برداشتہ ہو کر بغداد کو خیر باد کہہ دیا اور شیراز چلے گئے اور وہیں چالیس سال کی عمر میں وفات پائی [1]

خطیب بغدادی اور کلیمنٹ ہارٹ نے بھی سیبویہ کی موت کا سبب اسی سازش کو قرار دیا ہے [2]

زہد وورع

امام کسائی بعض واقعات کی روشنی میں زہد و ورع اور نیکی وشرافت کے نمونہ معلوم ہوتے ہیں ان کے شاگرد فرار کا بیان ہے کہ میں نے امام کسائی سے ملاقات کی دیکھا تو وہ رو رہے تھے میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو امام کسائی نے کہا کہ بادشاہ یحیی ابن خالد مجھے بلاتا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں سوال کرے اگر میں اس کا جواب دینے میں دیر کروں گا تو مجھ پر اس کا عتاب ہوگا اور اگر جواب دینے میں جلدی کروں تو مجھے غلطی کا خطرہ ہے میں نے کہا اے ابو الحسن آپ سے کون معترض ہوگا آپ تو کسائی ہیں امام کسائی نے اپنی زبان پکڑلی اور کہا اے اللہ تو اس زبان کو کاٹ اگر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو [3]

امام کسائی گو دربار سے وابستہ تھے مگر ان کے اندر سوائے لباس کے کسی اور قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی، تبدیلی لباس پر بعض علمائے کوفہ نے تنقید کی اور کہا اے ابو الحسن یہ کون لباس ہے تو انھوں نے کہا:

ادب من ادب السلطان لا یثلم دینا	دربار شاہی کا ایک شعار جو نہ قرض پر مبنی ہے اور نہ
ولا یدخل فی بدعۃ ولا یخرج عن سنۃ [4]	بدعت اور نہ ہی سنت کے خلاف ہے

---

[1] وفیات الاعیان ۲/۱۰۴ [2] تاریخ بغداد ۱۲/۱۰۵ | دکلیمنٹ ہرٹ اے ہسٹری آف عربک لٹریچر ص ۱۲۹ : بیروت [3] نزھۃ الالبار ص ۹۳ — [4] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف

امام کسائی نے درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی حصہ لیا اور علم قرأت و نحو سے متعلق متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں انکی جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

۱۔ کتاب معانی القرآن [۱] ابوعمرو دوری فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میں نے مسجد سواقین بغداد میں ابو مسحل، طوال اور سلمہ وغیرہ کے سامنے پڑھی تھی اس کتاب کے بارے میں ابو مسحل فرماتے ہیں:۔

لو تری ھٰذا الکتاب عشر مرات لاحتاج من قرأہ ان یقرأہ [۲] — یہ کتاب اگر دس مرتبہ بھی پڑھی جائے تب بھی اس کے پڑھنے والے کو اسکی ضرورت باقی رہیگی،

۲/ مختصر فی النحو، ۳/ کتاب الحدود فی النحو [۳]، ۴/ کتاب القرآت، ۵/ کتاب العدد، ۶/ کتاب النوادر الکبیر، ۷/ کتاب النوادر الاوسط، ۸/ کتاب النوادر الاصغر، ۹/ کتاب الہجار، ۱۰/ کتاب مقطوع القرآن وموصلہ، ۱۱/ کتاب المصادر، ۱۲/ کتاب الحروف، ۱۳/ کتاب الہآت، ۱۴/ کتاب اشعار المعاناۃ، ۱۵/ المتشابہ فی القرآن، ۱۶/ کتاب اختلاف العدد [۴]، ۱۷/ کتاب الآثار [۵]

۱۸/ ماتلحن فیہ العوام:۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو ۱۶/ صفحات پر مشتمل ہے اور اغلاط عام سے متعلق ہے اپنے موضوع کے لحاظ سے غالباً یہ سب سے قدیم ترین تصنیف ہے اسکا مخطوطہ کتب خانہ برلن میں ہے اسے بروکلمان (Brockelman) نے رسالہ (Zeitschr. F. Assyrial) کے شمارہ ۱۲ اشاعت ۱۸۹۸ء میں ص ۲۹ تا ۴۶ پر شائع کیا تھا بعد ازاں عبدالعزیز میمنی کی تصحیح سے دوبارہ شائع ہوا جسے مجلہ الآشوریہ برلن نے شائع کیا تھا [۶]

---

[۱] تہذیب التہذیب ۷/ ۳۱۳ ۔ [۲] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۱۱ ۔
[۳] الاعلام ۴/ ۲۸۳ ونزہتہ الالبار ص ۸۷ [۴] ایضاً وتہذیب التہذیب ۷/ ۳۱۳ وغایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۹ ومعرفتہ القراء ۱/ ۱۲۱ ۔
[۵] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۰۴ [۶] الاعلام ۴/ ۲۸۳ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۷/ ۲۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کتابوں کے علاوہ بھی مختلف کتابیں اور رسالے تھے لیکن ہم ان کی تفصیلات سے محروم ہیں۔ بعد میں انکی شخصیت اور فن پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔

وفات

امام کسائی نے ۱۸۹ھ ۸۰۵ء میں رَےُ کے قریب قریہ رنبویہ میں خلیفہ کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ستر سال کی عمر میں وفات پائی[1] ان کا مزار قریہ ری میں ہے[2]

اسی دن ان کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقیہ محمد بن حسن شیبانی نے بھی یہیں وفات پائی اسی پر خلیفہ نے کہا تھا کہ ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہر ری میں دفن کر دیا[3]

صاحب تذکرۃ النحاۃ نے جائے وفات طوس لکھا ہے[4]، مگر یہ درست نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ طوس کیطرف جاتے ہوئے رنبویہ میں انتقال ہوا، وفات سے متعلق ۱۸۰ھ ۱۸۱ھ ۱۸۲ھ ۱۸۳ھ ۱۸۵ھ ۱۸۸ھ اور ۱۹۳ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں مگر درست ۱۸۹ھ ہی ہے کیونکہ بہت سے علماء وحفاظ اور صاحب تذکرہ وتاریخ نے اسی کو درست قرار دیا ہے[5]

علامہ شبلی کی ایک تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام کسائی کی نماز جنازہ ہارون رشید کے حکم سے شہزادہ مامون نے پڑھائی۔[6]

چونکہ امام کسائی اور امام شیبانی دونوں نے ایک ہی دن انتقال کیا اس لئے مرثیہ نگاروں نے مشترکہ مرثیہ بھی لکھا ابو محمد یزیدی کے مرثیہ کے چند اشعار یہ ہیں۔

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/ ۵۳۹ ومعرفۃ القراء ۱/ ۱۲۸ اورشرح شاطبی ص ۱۵۔
[2] مرآۃ الجنان ۱/ ۴۲۲
[3] البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۲۰۲
[4] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵ [5] ایضاً۔ [6] المامون ص ۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھدمت الدنیا فلیس خلود — وماقد نری من بھجۃ ستبید
دنیا ختم ہو رہی ہے اور اسکو دوام وبقا نہیں ہے — جو خوشی بھی ہم دیکھ رہے ہیں جلد ہی ختم ہونیوالی ہے

لکل امرئی کاس من الموت مترع — وماان لنا الاعلیہ ورود
ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے — ہم سب کو اسی راہ سے گزرنا ہے

الم ترشیبا ملایند رالبلی — وان الشباب الغض لیس یعود
ہر چیز پر مصیبت آتی ہے — اس طرح جوانی بھی لوٹ نہیں سکتی

سنفنی کما افنی القرون التی خلت — فکن مستعدا فالفناء عتید
جس طرح پچھلے لوگ گذر گئے ہم ختم ہو جائینگے — پس تیار رہو فنا تیار ہے

اسیت علی قاضی القضاۃ محمد — وفاضت عیونی والعیون جمود
ابھی ہم نے قاضی القضاۃ محمد کا ماتم کیا ہے — اور ہماری آنکھوں نے ان پر اشک بہائے ہیں

وقلت اذا ما الخطب اشکل من لنا — بایضاحہ یوما وانت فقید
اب ہماری مشکلیں کون حل کریگا — جب آپ نہیں رہے

واقلقنی موت الکسائی بعدہ — وکادت بی الارض الفضاء تمید
اس کے بعد کسائی کی موت نے ہم کو رنجیدہ کیا — گویا یہ موت کا دوسرا جھٹکا تھا۔

واذھلنی عن کل عیش ولذۃ — وارق عینی والعیون ھجود
زندگی ہر لذت بھول گئی ، — اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں

ھما عالمانا اودیا وتخرما — فمالھما فی العالمین نرید
یہ دونوں ہمارے بڑے عالم تھے جو گذر گئے — دنیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

فحزنی متی یخطر علی القلب خطرۃ — بذکرھما حتی الممات جدید
جب کبھی ان کی یاد آئے گی — ان کی یاد سے موت تک زخم تازہ ہوگا

بشارتیں

ابو مسحل کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام کسائی کی زیارت کی وہ چاند کیطرح روشن تھے میں نے دریافت کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو امام کسائی نے کہا قرآن پاک کیوجہ سے میری مغفرت فرمادی میں نے دریافت کیا امام حمزہؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ وہ مقام علیین میں ایک روشن ستارے کی طرح ہیں[1]

حمدان سے مروی ہے کہ ایک شخص امام کسائی کی غیبت کرتا تھا اسے منع کیا گیا بعد میں اسے کہتے ہوئے سنا گیا کہ ایک رات میں نے امام کسائی کی زیارت کی ان کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا میں نے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا تو انھوں نے کہا کہ میری مغفرت فرمائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا تو آپؐ نے پوچھا تم کسائی ہو میں نے کہا ہاں تو آپؐ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں تو انھوں نے فرمایا پڑھو" والصافات صفا فالزاجرات زجرا فالتالیات ذکرا ان الهکم لواحد" پھر اپنا دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا اور فرمایا۔

لاباهین بک الملائکة غدا[2] کل تمہارے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرونگا۔

محمد بن یحیٰی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن بن جریش سے سنا کہ انھوں نے امام کسائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو امام کسائی نے کہا قرآن کیوجہ سے میری مغفرت فرمادی[3]

---

[1] تاریخ بغداد ۱۱/ ۴۱۴ -
[2] نزہتہ البارص ۹۰ و ۹۱ -
[3] نزہتہ الالبارص ۹۴ -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام لیث بن خالد بغدادیؒ

نام لیث نام ، ابوالحارث کنیت ، والد ماجد کا نام خالد ہے ، یہ اپنی کنیت ابوالحارث سے معروف ہیں ، ان کا شجرۂ نسب معلوم نہ ہو سکا ، ان کے حالات وسوانح سے متعلق بہت کم معلومات دستیاب ہیں ، بعض تذکرہ نگار لیث بن خالد مروزی اور لیث بن خالد مقری میں امتیاز نہ کر سکے چنانچہ علامہ دانی کا بیان ہے کہ احمد بن نصر نے ان کو لیث بن خالد مروزی لکھ کر صریح غلطی کی ہے کیونکہ لیث بن خالد مروزی اصحاب حدیث میں سے ہیں اور انھوں نے امام انس بن مالک وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ، اور انکی کنیت ابوبکر ہے [1]

ولادت ووطن امام ابوالحارث بغدادی کی تاریخ ولادت تذکروں میں مذکور نہیں ان کا وطن بغداد ہے اور یہ بغدادی ہی کی نسبت سے مشہور ہیں ۔

شیوخ وتلامذہ امام ابوالحارث بغدادی نے علم قرأت کی تعلیم امام ابوالحسن علی کسائی سے حاصل کی ، علامہ دانی کا بیان ہے کہ ابوالحارث ، کسائی کے اجل تلامذہ میں سے تھے [2] ابوالحارث نے کچھ حروف کی روایت حمزہ بن قاسم الاحول اور یحییٰ بن المبارک یزیدی سے بھی کی [3]

---

[1] معرفۃ القراء ۱/ ۲۱۱ وغایۃ النہایہ ۲/ ۳۴

[2] ایضاً و محمد اسحاق بھٹی ، مضمون چند قراء ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۶۹ء ص ۲۹ ۔

[3] غایۃ النہایہ ۲/ ۳۴ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خود ابوالحارث کے حلقہ فیض سے بہت سے لوگوں نے اکتساب فیض کیا چند ارباب کمال کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ابوعبداللہ محمد بن یحیٰی معروف بہ کسائی، سلمہ بن عاصم، فضل بن شاذان، یعقوب بن احمد الترکمانی وغیرہ [1]

قرأت یوں تو امام کسائی کی قرأت کے راوی متعدد ہیں مگر جو مقبولیت ابوالحارث بغدادی کو ملی وہ کسی اور کو نہ مل سکی، تذکرہ نگاروں کی نظر میں وہ صاحب الکسائی، مقری اور مقری الکبیر ہیں، ابن العماد حنبلی رقمطراز ہیں۔

وکان من اعیان اھل الاداء ببغداد [2] — وہ بغداد میں اہل قرأت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔

حدیث امام ابوالحارث کو حدیث سے بھی شغف تھا، ملا علی قاری کا بیان ہے کہ انھوں نے یحیٰی ابن المبارک یزیدی سے حدیث "القرآن غنی لافقر بعدہ ولا غنی دونہ" روایت کی ہے [3]، خطیب بغدادی نے اس روایت کی پوری سند بیان کی ہے [4]

یہ ثقہ تھے، علامہ ابن الجزری نے ثقہ معروف حاذق اور ضابط لکھا ہے [5]۔

وفات امام ابوالحارث نے ۲۴۰ھ / ۸۵۴ء میں بغداد میں وفات پائی [6]

---

[1] ایضاً و معرفۃ القراء ۱/۲۱۱

[2] شذرات الذہب ۲/۹۵

[3] ملا علی قاری، شرح شاطبی ص ۱۶ ۔ [4] تاریخ بغداد ۱۳/۱۶

[5] غایۃ النہایہ ۲/۳۴ ۔ [6] ایضاً و غایۃ النہایہ ۱/۲۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوجعفر مدنی رح

www.kitabosunnat.com

آپ یزید بن قعقاع ابوجعفر مخزومیؒ (ابوالحارث مخزومی کے آزاد کردہ غلام) مدنی تابعی ہیں۔ بعض کے قول پر آپ کا اسمِ گرامی جندب بن فیروز یا فیروزؒ ہے۔ نہایت عالی قدر اور مشہور تابعی ہیں کیونکہ آپ حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ہیں۔ اور آپ کو بچپن میں حضرت امِ سلمہؓ کے پاس لایا گیا انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے لیے رحمت و برکت کی دعا بھی فرمائی۔ نیز آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور واقعہ حرّہ جو ۶۳ھ میں رونما ہوا تھا۔ اس سے پہلے آپ نے لوگوں کو قراآت پڑھاتی ہیں مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی میں علمِ قرات کی سرداری آپ ہی کی طرف منتہی ہوتی تھی۔ اور اس فن کے سب سے بڑے امام اور جلیل القدر قاری آپ ہی تھے۔ آپ امام نافعؒ کے گرامی قدر شیوخ میں سے ہیں یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ ابوجعفرؒ قرات میں اہل مدینہ کے امام تھے۔ اس لیے آپ کو لفظ "قاری" سے یاد کیا جاتا ہے نیز آپ ثقہ تھے۔ لیکن احادیث کی روایت کم کرتے تھے۔ ابن ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (ابوحاتم) سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا "صالح الحدیث" ہیں۔ یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر انصاریؒ کہتے ہیں کہ ابوجعفرؒ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفًا) میں لوگوں کے امام تھے۔ ابن مجاہد اصمعیؒ سے اور وہ ابوالزنادؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ابوجعفرؒ سے زیادہ عمدہ اور سنت کے موافق پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ اور وہ اپنے زمانہ میں عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرجؒ سے افضل اور مقدم سمجھے جاتے تھے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابوجعفرؒ صالح اور نیک کردار انسان تھے۔ اور آپ مدینہ میں لوگوں کو قرآن مجید اور اس کی قراآت کی تعلیم دیتے تھے۔ سبط الخیاطؒ کہتے ہیں۔ کہ ابن جمازؒ سے منقول ہے کہ موصوف کافی عرصہ تک صوم داؤدی رکھتے تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ فرماتے۔ ایک دفعہ کسی شاگرد نے اس بارہ میں کچھ عرض کیا تو فرمایا کہ میں یہ عمل اس بنا پر کرتا ہوں کہ میرے نفس کی اصلاح ہو جاتے اور وہ حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے رام اور مطیع ہو جائے محقق فرماتے ہیں کہ میں نے استاذ ابوعبداللہ قصاعؒ کے نوشتہ میں پڑھا کہ ابوجعفرؒ رات کے درمیانی حصہ میں چار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلاموں کے ساتھ آٹھ رکعتیں پڑھتے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور طوال مفصل میں سے کوئی سورت پڑھتے اور نماز کے بعد اپنے لیے اور تمام مسلمانوں اور تمام شاگردوں کے لیے دعا فرماتے۔ نیز ان لوگوں کے لیے بھی دعا کرتے جنہوں نے آپ سے پہلے آپ کی قراءت پڑھی یا جو آپ کے بعد یہ قراءت پڑھیں گے۔ سلیمان بن مسلم بن جماز فرماتے ہیں کہ میں وفات کے وقت ابو جعفرؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو ابو حازم اعرجؒ اپنے چند معمر ہم نشینوں کی معیت میں آپ کے پاس تشریف لائے۔ اور وہ سب امام موصوف پر سرنگوں اور متوجہ ہوئے۔ اور بہت اونچی آواز سے آپ کو پکارا۔ لیکن چوں کہ آپ اس وقت رحلت فرما چکے تھے۔ اس لیے پکارنے کا کوئی جواب نہ ملا۔ حضرت شیبہ بن نصاحؒ (جو ابو جعفرؒ کے ہم عصر امام دقاری نیز داماد اور آپ کی صاحبزادی میمونہ کے خاوند تھے۔ انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک عجیب و غریب چیز دکھاؤں سب نے کہا ضرور پس انہوں نے ابو جعفر کے سینے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینہ پر دودھ کی طرح ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے اس پر ابو حازمؒ اور ان کے سب ساتھی بول اٹھے۔ اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔ اسحاق مسیبیؒ[1] امام نافعؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینہ اور دل کے درمیان قرآن مجید کے ورق کے مانند ایک چیز دیکھی اس سے حاضرین نے بلاشک جان لیا کہ یہ قرآن کا نور ہے۔ سلیمان ابن سلیمان عمریؒ[2] کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابو جعفر کو کعبہ کے اوپر دیکھا میں نے کہا اے ابو جعفر! انہوں نے جواب دیا اور کہا میرے بھائیوں اور شاگردوں کو سلام کہنا اور یہ خبر دینا کہ حق تعالیٰ نے مجھے ان شہیدوں میں سے بنایا ہے جو زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ نیز ابو حازم اعرج کو سلام کے بعد کہنا کہ تمہیں ابو جعفرؒ کہتے ہیں کہ اے سمجھ دار۔ دانا۔ ہوش مندی اور ہوشیاری کو لازم پکڑو۔ تعلیم و تعلّم اور ذکر و شغل کی مجلس اور جماعت کو بڑھاؤ کیونکہ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے آغاز شب میں تمہاری مجلس کو پورے ذوق و شوق سے دیکھتے ہیں۔ محققؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن اسرائیل قصاعؒ کے نوشتہ میں دیکھا کہ کسی شخص نے امام موصوف کو وفات کے ــــــــــــــ بعد خواب میں نہایت حسین و جمیل شکل میں دیکھا

---

[1] اس کی سند یہ ہے (۱) علامہ جزریؒ ۲- عمر بن حسن تعزؒ ابو طیبہ ۳- عمرؒ علی بن احمد ۴- عمرؒ زید بن حسنؒ ۵- ابن توبہ یا ابو توبہ (ابنا گو) ۶- ابن ہزارمردؒ ۷- عمر کتانیؒ ۸- ابن مجاہدؒ (اخبار) ۹- محمد بن منصور مدنیؒ ۱۰- محمد بن اسحاق مسیبیؒ ۱۱- اسحاق مسیبیؒ (تحدیثا) ۱۲- عن نافعؒ (۱۲ منہ) [2] اس کی سند یہ ہے ۱- علامہ جزریؒ ۲- احمد بن محمد بن خضر بقراءۃ علیہ ۳- احمد بن نعمہؒ (اخبارا) ۴- عن ابن الجب بن ابی السعادتؒ ۵- ابن مقربؒ ۶- ابو طاہر بن سوارؒ ۷- ابو الخطاب بزارؒ ۸- ابو الفرج نہروانیؒ ۹- ابو بکر نقاشؒ (انبانا) ۱۰- عبداللہ بن سلیمانؒ ۱۱- ابو الربیعؒ ۱۲- ابن وہبؒ ۱۳- زیدؒ (تحدیثا) ۱۴- عن سلیمان بن ابی سلیمان عمریؒ (۱۲ منہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے شاگردوں کو اور ان تمام لوگوں کو جو میری قراءت پڑھتے ہیں خوش خبری سنادو کہ حق تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے۔ اور ان کے بارہ میں میری دعا قبول فرمالی۔ اور ان کو اس بات کا امر کرو کہ جس طرح بھی ہو سکے رات کے درمیانی حصہ میں تہجد کی چند رکعتیں ضرور پڑھ لیا کریں۔ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ قراءت ابوجعفرؒ کا دارومدار اس سند پر ہے (۱) احمد بن یزید حلوانیؒ (۲) قالونؒ (۳) عیسےٰ بن وردانؒ (۴) ابوجعفرؒ چنانچہ زبیر بن محمد عمریؒ نے قراءت ابوجعفر کو اس سند سے پڑھایا ہے۔ اور سلیمان بن داؤد ہاشمیؒ نے اس کو روایت سلیمان بن مسلم بن جمازؒ عن ابی جعفرؒ پڑھا ہے اور دوریؒ نے اس کو اسماعیل بن جعفرؒ کی یا کسی اور شخص کی روایت سے پڑھایا ہے۔ جو بلا واسطہ ابوجعفرؒ سے ہے۔ اسی طرح ابوعبدالرحمٰن قتیبہ بن مہرانؒ نے قراءت ابوجعفر کو اسماعیل بن جعفرؒ سے پڑھ کر ان کی روایت سے پڑھایا ہے اور یہ طریق ہمیں نہایت صحت اور درستی سے پہنچا ہے محقق فرماتے ہیں کہ استاد ابوعبداللہ قصاعؒ نے اپنی کتاب المغنی میں اور ابوالقاسم .. ہذلی نے اپنی کتاب "الکامل" میں اس قراءت کو امام نافع کی روایت وسند سے بیان کیا ہے پس ان لوگوں کی حالت پر تعجب اور حیرت ہے جو اس قراءت پر طعن کرتے ہیں یا اس کو شاذ قراءتوں میں سے بتاتے ہیں۔ حالاں کہ اس میں اور اس کے علاوہ سبعہ میں کوئی بھی فرق نہیں جیساکہ ہم نے اپنی کتاب "منجد المقرئین ومرشد الطالبین" میں اس بحث کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

وفات: صحیح ترین قول کی رو سے آپ نے ۱۳۰ھ میں مدینہ ہی میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ اس کے علاوہ چار قول اور ہیں (۱) ۱۲۷ھ (۲) ۱۲۸ھ (۳) ۱۲۹ھ (۴) ۱۳۲ھ اور ہذلی کا کامل میں ۱۱۰ھ بتانا نہایت بعید اور ضعیف قول ہے۔

شیوخ: آپ نے تین حضرات صحابہ کرامؓ سے قرآن عرضاً حاصل کیا..... اور روایت کیا ہے (۱) عبداللہؓ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی جو آپ کے مولیٰ ہیں (۲) عبداللہ بن عباسؓ (۳) ابوہریرہؓ۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی پڑھا ہے۔ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قول صحیح نہیں۔

تلامذہ: آپ کے آٹھ شاگرد مشہور و معروف ہیں جنہوں نے آپ سے قراءت نقل کی ہے (۱) نافع بن ابی نعیمؒ (۲) سلیمان بن مسلم بن جمازؒ (۳) عیسیٰ بن وردانؒ (۴) ابوعمروؒ (۵) عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ (۶) اسماعیل بن ابی جعفرؒ (۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعقوب بن ابی جعفر یہ دونوں آپ کے صاحبزادے ہیں (۸) آپ کی صاحبزادی میمونہؒ۔

سیدنا ابن وردانؒ ۱۶۰ھ: آپ عیسیٰ بن وردان ابو الحارثؒ مدنی حذاء (کفش دوز) ہیں اپنے زمانہ میں قرأت کے امام اور سردار اور ماہر مقری محقق راوی نیز ضابط ہیں۔ ابن زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ میرے والد (زید بن اسلم) عیسیٰ بن وردانؒ سے کہا کرتے تھے کہ اپنے سب بھائیوں (یعنی اس دور کے تمام اساتذہ و شیوخ) سے پڑھو جیسا کہ ابو جعفرؒ اور شیبہ نصاحؒ بھی ہر شیخ سے دس دس آیتیں پڑھتے تھے یعنی سب شیوخ کو تھوڑا تھوڑا سناتے تھے۔ محققؒ کی رائے کے موافق آپ نے ۱۶۰ھ کی حدود میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیوخ :- آپ نے تین حضرات سے قراءت عرضاً حاصل کی ہیں (۱) ابو جعفرؒ (۲) شیبہؒ اس کے بعد (۳) امام نافعؒ سے عرضاً پڑھا۔ آپ نافع کے پرانے شاگردوں میں سے ہیں۔ چنانچہ علامہ دانیؒ لکھتے ہیں کہ ابن وردانؒ امام نافع کے جلیل القدر اور پرانے تلامذہ میں سے ہیں نیز آپ اسناد اور روایت میں امام نافعؒ کے ساتھی اور شریک بھی ہیں۔

تلامذہ: آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے تین حضرات مشہور ہیں جنہوں نے آپ سے عرضاً قرآت حاصل کیں (۱) اسماعیل بن جعفرؒ (۲) قالونؒ (۳) محمد بن عمر واقدیؒ۔

سیدنا ابن جمازؒ ۱۷۰ھ: آپ سلیمان بن مسلم بن جمازؒ یا سلیمان بن سالم بن جمازؒ ابو الربیع زہری (بنو زہرہ کے آزاد کردہ غلام) مدنی ہیں شیخ القراء جلیل القدر مقری اور ضابطہ ماہر اور صاحب الرائے اور عالی مرتبہ تھے۔ محقق کی رائے کے مطابق ۱۷۰ھ کے تھوڑا عرصہ بعد وفات پائی۔

شیوخ :- ان تین حضرات سے عرضاً قرآت پڑھیں (۱) ابو جعفرؒ (۲) شیبہ پھر (۳) امام نافعؒ سے پڑھا آپ ابو جعفرؒ اور نافعؒ کی قراءتوں کے موافق پڑھایا کرتے تھے اور ان دونوں میں مرجع خلائق تھے۔

تلامذہ: آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے دو حضرات مشہور و معروف ہیں جنہوں نے آپ سے عرضاً قرآت پڑھیں ۱۔ اسماعیل بن جعفرؒ ۲۔ قتیبہ بن مہرانؒ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام یعقوب حضرمیؒ

آپ یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ بن ابی اسحاق ابو محمد حضرمیؒ بصری ہیں۔ اہل بصرہ کے امام کبیر مقری نیز ثقہ: عالم اور صالح اور نہایت دیندار تھے۔ امام ابو عمروؒ کے بعد قرآت کے بارہ میں سرداری آپ ہی پر منتہی ہوئی تھی۔ آپ برسوں بصرہ کی جامع مسجد کے امام رہے۔ ابو حاتم سجستانی کہتے ہیں کہ قرآن اور اس کی قراءت کے حروف واختلافات ان کی توجیہات . . . وعلل ومذاہب نیز نحو کے مذاہب ومسائل میں فائق الاقران اور نیز قرآن کے حروف اور فقہا کی احادیث کے روایت کرنے میں سب لوگوں سے برتر تھے: حافظ عمروانی فرماتے ہیں کہ امام ابو عمروؒ کے بعد عام اہل بصرہ انہی کی اختیار کردہ قراءت پڑھتے تھے پس اب وہ سب یا ان میں سے اکثر حضرات آپ ہی کے مذہب پر ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاذ) طاہر بن غلبونؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بصرہ کی جامع مسجد کے امام صاحب قراءت یعقوبؒ ہی پڑھتے تھے:۔ ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے آپ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا صدوق (نہایت سچے آدمی) ہیں۔ اس طرح میرے والد (ابو حاتم) سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا ابوالحسن بن منادیؒ اپنی کتاب الایجاز والاقتصار فی القراآت الثمان کے شروع میں فرماتے ہیں کہ امام یعقوب اپنے زمانہ میں سب سے بڑے قاری تھے۔ اور اپنے کلام میں بہت کم غلطی کرتے تھے نیز امام سجستانیؒ جیسے عالم بھی منجملہ آپ کے خدام اور تلامذہ کے تھے۔ سعیدیؒ کہتے ہیں کہ میرے جی میں اس بات کا داعیہ پیدا ہوا کہ قراءت میں ایک ایسی مختصر سی کتاب تالیف کروں جس میں یعقوب بن اسحاقؒ کی قراءت بھی بیان کروں اور اس کے ذریعے قراءتوں کی اس طرح تکمیل کر دوں جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ذریعے تمام نبوتوں کی تکمیل کر دی گئی ہے؛ محققؒ فرماتے ہیں کہ امام یعقوبؒ اور اسی طرح آپ کے والد ماجد اور جد امجد اپنے اپنے زمانہ میں قرآن اور نحو وغیرہ کے ماہر علماء میں سے تھے۔ اہوازیؒ کہتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اس بارہ میں مجھے ابو عبداللہ بن احمد لال کائی نے اپنے دو شعر سنائے ۔

وَیَعْقُوْبُ فِی الْقُرَّاءِ کَالْکَوْکَبِ الدُّرِّیِّ ۔ اَبُوْہُ مِنَ الْقُرَّاءِ کَانَ وَجَدُّہٗ

امام یعقوبؒ کے والد اور دادا بھی قراء میں سے تھے ، اور خود یعقوبؒ قراء میں چمکدار ستارہ کے مانند ہیں

فَمَنْ مِّثْلُہٗ فِیْ وَقْتِہٖ وَاِلَی الْحَشْرِ ۔ تَفَرُّدُہٗ مَحْضُ الصَّوَابِ وَوَجْہُہٗ

ان کا انفراد خالص صواب اور عین درستی ہے ۔ پس آپ کے زمانہ میں اور اسی طرح قیامت کے دن تک ان کا مثل (مشابہ) کون شخص ہے ۔ محمد بن محمد بن عبداللہ اصفہانیؒ کہتے ہیں کہ زنگیوں کی یورش کے زمانہ میں اہل بصرہ منتشر ہو گئے ۔ تو مسجد والے خاص قراءت یعقوب کی اور قبائل والے خالص قراءت ایوب کی تلاوت کرتے تھے : اور اس وقت تک بصرہ کی جامع کے تمام ائمہ اسی یعقوبؒ کی قراءت پر قائم ہیں ۔ اور ہم نے بھی اپنے زمانہ میں ان کو اسی طرح پایا ہے محققؒ فرماتے ہیں کہ قراءت یعقوب کو ان شاذ قراءتوں میں سے قرار دینا جن کی نہ تو تلاوت جائز ہے ، اور نہ ان سے نماز درست ہے ۔ بہت انوکھی اور نہایت حیرت انگیز بات بلکہ بہت سنگین اور بھاری غلطی ہے ۔ اور یہ ایسی چیز ہے ۔ جو آخری زمانہ میں پیدا ہوئی ۔ اور پہلے زمانوں میں اس کا کوئی نشان و پتہ نہیں ملتا : اور یہ اُن لوگوں کی رائے ہے جن کا قول اعتبار کے لائق نہیں ۔ اور ان کا اختیار کردہ مذہب التفات کے قابل نہیں ۔ اور ائمہ متقدمین نے اس بارہ میں ایسا کلام کیا ہے جس سے حق بات واضح ہو جاتی ہے ۔ اور صحیح راہ کی ہدایت حاصل ہو جاتی ہے ۔ جیسا کہ میں نے ان تمام اقوال اور عبارات کو اپنی کتاب "منجد المقرئین" میں بیان کیا ہے

پس جاننا چاہیئے کہ دین کے محقق اماموں کے نزدیک قراءت یعقوبؒ اور اس کے علاوہ قراءات سبعہ میں ذرا بھی فرق نہیں اور یہی وہ حق بات ہے جس سے انحراف [illegible] نہیں ہو سکتا ابو حاتم سجستانی کہتے ہیں کہ میں نے [illegible] بتایا [illegible] [illegible] سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ [illegible] [illegible]

www.KitaboSunnat.com

کے موافق تلاوت کرو۔ ابوالقاسم ہذلیؒ کہتے ہیں کہ یعقوب کے زمانہ میں ان کا مثل کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔

آپ عربیت اس کی وجوہ و علل قرآن اور اس کے اختلافات کے عالم نیز بہت بڑے عالم اور متقی پرہیزگار پارسا اور خدا ترس تھے۔ یعقوبؒ کے زہد و تقویٰ کے متعلق منقول ہے کہ نماز ہی کی حالت میں کسی نے آپکے کندھوں سے چادر چرالی، اور آپ کو پتہ بھی نہ چلا؛ پھر نماز کی ہی حالت میں وہ چادر اس نے واپس کر دی اور اس کا بھی آپ کو کوئی شعور و احساس نہ ہوا اس بنا پر کہ آپ نماز میں ہمہ تن مشغول و مصروف تھے۔ اسی طرح بصرہ میں آپ کے مرتبہ اور جاہ و منصب کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ بصرہ میں آپ ہی مجرموں کو قید کرتے تھے؛ اور آپ ہی رہا کرتے تھے:

مروان بن عبدالملکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحاتم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ امام یعقوبؒ بن اسحاق اُس گھرانہ میں سے تھے۔ جو قرآن و عربیت عربی کلام؛ کثیر روایات و اختلافات اور فقہ کا علم رکھتا تھا؛ نیز آپ تمام قراء سے زیادہ ماہر (اور ان کے رئیس و امام) تھے۔ اور جن لوگوں کو ہم نے پایا اور دیکھا ان سب میں قرآن کے حروف و اختلافات ان کی توجیہات و تعلیلات نیز قرآن کے متعلق نحوی مذاہب کے زیادہ عالم اور قرآن و حروف اور فقہی احادیث کے تمام کے روایت کرنے میں سب لوگوں پر فائق و برتر تھے۔ بخاری وغیرہ کے قول کی رو سے آپ نے ذوالحجہ ۲۰۵ھ میں اٹھاسی ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اسی طرح آپ کے والد ماجد اور دادا پردادا نے بھی اٹھاسی ۸۸ برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین:

شیوخ آپ نے سات حضرات سے عرضاً قراءت حاصل کی ہیں۔ (۱) ابوالمنذر سلام طویلؒ (۲) ابویحییٰ مہدی بن میمونؒ (۳) ابوالاشہب جعفر حیان عطاردیؒ (۴) شہاب بن شرنفہ مجاشعیؒ (۵) مسلمہ بن محاربؒ (۶) عصمہ بن عروہ فقیمیؒ (۷) یونس بن عبیدؒ۔ اور ابن منادی کے قول پر آپ نے امام ابوعمروؒ بصری سے بھی بلا واسطہ پڑھا ہے۔ ابوعبداللہ نقاعؒ کہتے ہیں کہ یہ بات بعید نہیں کیونکہ

---

(۷) ابوالحسین عشابؒ (۸) ابوالفتح جوہریؒ (۹) طاہر بن غلبونؒ (اخبارنا) (۱۰) ابوعثمان مازنیؒ ۱۲ منہ۔

لہ:- اس کی سند یہ ہے۔ (۱) علامہ جزریؒ (۲) ابراہیم بن احمدؒ جنہوں نے البقرۃ تک پڑھا (۳) (عن) عمر بن غدیرؒ (۴) (عن) ابوالیمن کندیؒ (۵) ابومحمد بغدادیؒ (۶) ابوالعز الواسطیؒ (۷) ابوالقاسم ہذلیؒ (انبانا) ۱۲ منہ

لہ:- اس کی سند یہ ہے (۱) علامہ جزریؒ (۲) ابوالمعالی مقریؒ (اخبرنا) (۳) (عن) ست الدار اسکندریہ عرف وجیہیہؒ (۴) ابراہیم بن وثیقؒ (انبانا) (۵) (عن) ابن زرقونؒ (۶) (عن) الخولانیؒ (۷) عثمان بن سعیدؒ تحدیثاً اجازت کے طور پر (۸) یونس بن عبداللہ الخطیبؒ (۹) محمد بن یحییٰؒ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب ابوعمرو نے ۱۵۴ھ میں وفات پائی تو اس وقت امام یعقوبؒ کی عمر سینتیس برس کی تھی۔ امام یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے سلام طویل سے ڈیڑھ سال میں اور شہاب بن شریفہ[1] مجاشعیؒ سے پانچ روز میں قرآن مجید پڑھا ان میں سے شہاب نے مسلمہ بن محارب محاربی سے نو ایام میں قرآن پڑھا ہے۔ اور مسلمہ نے حضرت ابوالاسود دیلی سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا: محقق فرماتے ہیں کہ امام ابوحاتمؒ نے ابورجاء عمران بن ملحان عطاردیؒ سے اور انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے پڑھا اور یہ انتہائی عالی اور صحیح سند ہے:

نیز آپ نے ان چھ حضرات سے بھی عرض کے بغیر حروف اختلافات روایت کئے ہیں. (۱) سلامؒ ان سے ابوعمروؒ کی قراءت ادغام کے ساتھ روایت کی ہے: (۲) شعبہؒ (۳) ہارون بن موسیٰؒ (۴) ہمام بن یحییٰؒ (۵) عبدالعزیز بن زیادؒ (۶) زائدہ نیز آپ نے ان تین حضرات سے اختلافات کا سماع کیا ہے: (۱) کسائیؒ (۲) محمد بن زریق[2] کوفی جو امام عاصم کے شاگرد ہیں (۳) امام حمزہؒ

تلامذہ آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے یہ تیس حضرات مشہور و معروف ہیں جنہوں نے آپ سے عرضاً قراءات نقل کی ہیں. (۱) زید بن احمد یہ آپ کے بھتیجے ہیں (۲) کعب[3] بن ابراہیمؒ (۳) عمر سراجؒ (۴) حمید بن وزیرؒ (۵) منہال بن شاذانؒ (۶) ابوبشر قطانؒ (۷) مسلم بن سفیان مفسرؒ (۸) روح بن عبدالمومنؒ (۹) محمد بن متوکل رویسؒ (۱۰) محمد بن وہب فزاریؒ (۱۱) حسن بن مسلم ضریرؒ (۱۲) عبداللہ[3] بن بحر ساجیؒ (۱۳) ابوحاتم سجستانیؒ (۱۴) روح بن قرہؒ (۱۵) ایوب بن متوکلؒ (۱۶) احمد بن محمد زجاجؒ (۱۷) احمد بن شاذانؒ (۱۸) عبدان بن یحییٰؒ (۱۹) داؤد بن ابی سالمؒ (۲۰) ولید بن حسانؒ (۲۱) ابوالفتح نحویؒ (۲۲) ابوہشام رفاعیؒ (۲۳) ابوعمر دوریؒ (۲۴) وردان بن ابراہیم اثرمؒ (۲۵) احمد بن عبدالخالق مکفوفؒ (۲۶) ابوایوب سلیمان بن عبداللہ ذہبیؒ (۲۷) محمد بن عبدالخالقؒ (۲۸) فضل بن احمد ہذلیؒ (۲۹) عامر بن عبدالاعلیٰ دلالؒ (۳۰) فہد بن صقرؒ۔ نیز آپ سے حمدان بن محمد ساجیؒ نے قراءت ابوعمرو بن علاءؒ کے اختلافات روایت کئے ہیں. اور ان چار نے آپ سے حدیث بیان کی ہے. (۱) ابوحفص فلاسؒ (۲) ابوقلابہؒ (۳) محمد بن عبادؒ (۴) محمد بن یونس کدیمی:

---

(۱) احمد بن خالدؒ (۱۱) مہران بن عبدالملکؒ (تحدیثاً) (۱۲) ابوحاتمؒ (سماعاً منہ) ۱۲ منہ، [1] :۔ طبقات میں "شریفہ" درج ہے۔ ۱۲ منہ،

[2] :۔ طبقات میں زریق زا کی تقدیم اور را کی تاخیر سے درج ہے۔ ۱۲ منہ،

[3] :۔ طبقات میں کعب بن ابراہیمؒ اور عبداللہ بن بحرؒ کا نام غالباً مکرر درج ہے۔ ۱۲ منہ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا رویس ؒ ۲۳۸ھ :- آپ محمد بن متوکل ابو عبداللہ لؤلؤی بصری ہیں۔ رُویس لقب ہے جس سے آپ مشہور ہیں آپ قراءت کے امام و مقری نیز ماہر، عمدہ اور درست تلاوت کرنے والے اور ضابط مشہور تھے۔ دانی ؒ کہتے ہیں کہ آپ امام یعقوبؒ کے حاذق ترین شاگردوں میں سے ہیں۔ استاذ ابو عبداللہ قصاع ؒ کہتے ہیں کہ رویس ؒ مشہور و معروف اور جلیل القدر (با وجاہت و ذی شان) قاری تھے۔ شیخ فارس شیخ ساری سے اور وہ ابو بکر تمار سے روایت کرتے ہیں کہ امام رویسؒ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اور جَآءَ اَجَلُهُمْ جیسی مثالوں میں مبتدی طلباء کو دونوں ہمزوں کی تحقیق اور منتہی حضرات کو پہلے کی تحقیق اور دوسرے کی تخفیف (تسہیل) پڑھایا کرتے تھے۔ ساری کہتے ہیں کہ مجھے تمار نے دونوں ہمزوں کی تحقیق پڑھائی ہے۔ محقق فرماتے ہیں کہ رویسؒ سے اس قسم میں دونوں ہمزوں کی تحقیق غیر مشہور ہے۔ پس یہ ساری کے انفرادات میں سے ہے۔ واللہ اعلم: زہری ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حاتمؒ سے رویسؒ کے متعلق دریافت کیا۔ کہ انہوں نے امام یعقوبؒ سے پڑھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ رویس ؒ نے ہمارے ساتھ پڑھا ہے۔ اور امام یعقوبؒ کے پاس کئی بار قرآن ختم کیا ہے۔ اور آپ ان کو اخذ کرنے اور پڑھنے کے زمانہ میں فرماتے تھے۔ هَاتِ يَالَاكُ[1] : اَحْسَنْتَ يَالَاكُ اے ہر وقت رہنے والے آ : اور ہر وقت چمٹے رہنے والے تو نے بہت عمدہ پڑھا ہے۔ یا بہت اچھا کام کیا۔ محقق ؒ فرماتے ہیں کہ آپ بنو مازن میں اقامت کرتے تھے۔ اور میں دوسری روایتوں کی طرح ان کی روایت پر بھی پورا اعتماد کرتا ہوں آپ نے ۲۳۸ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

شیوخ :- آپ نے امام یعقوب حضرمیؒ سے عرضاً قراآت حاصل کی ہیں اور ان کے ماہر ترین اور فائق ترین شاگردوں میں سے ہیں۔

تلامذہ | آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے دو حضرات مشہور و معروف ہیں جنہوں نے ان سے عرضاً قراآت نقل کی ہیں۔ (۱) ابوبکر محمد بن ہارون تمار (۲) امام ابو عبداللہ زبیر بن احمد زبیری شافعیؒ۔

سیدنا روح ؒ ۲۳۴ یا ۲۳۵ھ :- آپ روح بن عبدالمؤمن ابوالحسن ہذلی (ہذیل کے آزاد کردہ غلام)

---

[1] لاک ایک قسم کی چپکنے والی شے جو درخت سے نکلتی ہے اور یہاں اس سے غالباً لازمی معنی مراد ہیں یعنی ہمیشہ چمٹنے والا اور ہر وقت ملازم اور پابندی کرنے والا: طبقات کے بعض نسخوں میں یالال بھی ہے۔ جو لآل کا مخفف ہے۔ یعنی موتی فروش چنانچہ اسی بنا پر لؤلؤی بھی کہا جاتا ہے۔ ط۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بصری نحوی ہیں۔ (حفاظ محدثین کی ایک جماعت نے آپ کا نسب و انتساب اسی طرح ذکر کیا ہے۔ اور اہوازی کے قول پر آپ کا تعارف یہ ہے: روح بن عبدالمؤمن بن قرہ بن خالد البصریؒ اور امام دانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ روح بن عبدالمؤمن بن عبدہ بن مسلمؒ ہیں) جلیل القدر مقری ثقہ، ضابط اور مشہور و معروف، سنی ہیں۔ آپ امام یعقوبؒ کے بزرگ ترین اور معتمد ترین تلامذہ میں سے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں آپ سے روایت کی ہے کہ موصوف نے ۲۳۴ھ یا ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

شیوخ انہوں نے امام یعقوب حضرمیؒ سے عرضاً قراآت پڑھی ہیں۔ نیز آپ نے ان چھ حضرات سے محض حروف و اختلافات روایت کیے ہیں۔ (۱) احمد بن موسیٰؒ (۲) معاذ بن معاذؒ (۳) ان کے صاحبزادے عبیداللہ بن معاذؒ (۴) محبوبؒ یہ چاروں حضرت امام ابو عمروؒ کے شاگرد ہیں۔ (۵) حماد بن شعیبؒ جو خالد بن جبلہ کے شاگرد ہیں۔ (۶) محمد بن صالح مریؒ (یا مرتی) جو حضرت شبل کے شاگرد ہیں۔

تلامذہ آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے دس حضرات مشہور و معروف ہیں جنہوں نے آپ سے عرضاً قراآت حاصل کی ہیں۔ (۱) قاضی طیب بن حسن بن حمدانؒ (۲) ابوبکر محمد بن وہب ثقفیؒ (۳) محمد بن حسن بن زیادؒ (۴) احمد بن یزید حلوانیؒ (۵) احمد بن یحیی الوکیلؒ (۶) زبیر بن احمد زبیریؒ (۷) علی بن احمد بن عبداللہ الجلابؒ (۸) عبداللہ بن محمد زعفرانیؒ (۹) مسلم بن سلمہؒ (۱۰) حسن بن مسلمؒ نیز (۱۱) حسین بن بشر بن معروف طبریؒ نے آپ سے حروف و اختلافات کا سماع کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام خلف بزار البغدادیؒ

امام خلف بزار یہ وہی خلف ہیں جن کا نام امام حمزہؒ کے راویوں میں آچکا ہے۔ ان کے پورے حالات وہیں بیان ہو چکے ہیں۔ پس یہ حمزہؒ کے راوی بھی ہیں، اور قراءت کے دسویں امام بھی۔

سیدنا اسحٰق الوراقؒ (۲۸۶ھ) آپ اسحٰق بن ابراہیم بن عثمان بن عبداللہ ابو یعقوب مروزی ثم البغدادی ہیں۔ خلف کے وراق (ورق فروش: ورق ساز: کاتب) اور ان کی اختیار کردہ قراءت کے راوی اور قراءت میں ثقہ، ضابط اور ماہر، نیز عمدہ اور درست تلاوت کرنے والے تھے۔ صرف قراءت خلف پڑھتے تھے آپ نے ۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

شیوخ آپ نے ان دو حضرات سے قرآن مجید پڑھا ہے۔ (۱) امام خلفؒ سے ان کی قراءت پڑھی نیز آپ کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ (۲) ولید بن مسلمؒ۔

تلامذہ آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے پانچ حضرات مشہور ہیں جنہوں نے ان سے قرآن شریف پڑھا۔ (۱) محمد بن عبداللہ بن ابی عمر نقاشؒ (۲) حسن بن عثمان برصاطیؒ (درست قول پسار) (۳) علی بن موسیٰ ثقفیؒ (۴) آپ کے صاحبزادہ محمد بن اسحٰقؒ (۵) ابن شنبوذؒ۔

سیدنا ادریس الحدادؒ (۱۹۹ تا ۲۹۲ھ) آپ ادریس بن عبدالکریم حداد (لوہار) ابو الحسن بغدادی ہیں قراءت میں ماہر امام، ضابط ثقہ اور متقن (پختہ حافظ) تھے۔ دارقطنی سے آپ کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ثقہ بلکہ اس سے بھی ایک درجہ اوپر یعنی بہت قابل اعتماد تھے۔ آپ نے یوم الاضحیٰ (قربانی کے دن ۱۰ ذوالحجہ) $\frac{۲۹۲}{۱۹۹}$ یا $\frac{۲۹۳}{۱۹۹}$ میں بعمر ترانوے (۹۳) یا چورانوے (۹۴) سال وفات پائی۔

ؒ امام خزاعیؒ اپنی کتاب "المنتہی" میں فرماتے ہیں کہ آپ اسحاق بن ابراہیم بن یعقوبؒ ہیں۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں، بلکہ وہم پر مبنی ہے۔ ۱۲ منہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیوخ آپ نے ان ۲ دو حضرات سے قرآن مجید اور قرآت پڑھیں. (۱) امام خلف بن ہشام رحمہ اللہ سے ان کی روایت اور قراءت دونوں چیزیں پڑھیں (۲) محمد بن حبیب شمونی رحمہ اللہ نیز وہ بات جو کارزینی کے بعض اصول میں وارد ہوئی ہے کہ آپ نے قتیبہ رحمہ اللہ سے کسائی رحمہ اللہ کی روایت پڑھی ہے، سو اس کے متعلق حافظ ابوالعلاء ہمدانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یوں قسم اٹھائے کہ قسم بخدا امام ادریس رحمہ اللہ نے امام قتیبہ رحمہ اللہ سے ملاقات ہی نہیں کی، چہ جائیکہ ان سے پڑھا ہے تو وہ اپنی اس قسم میں حانث اور دروغ گو نہ ہوگا۔ حافظ ابو عبداللہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں (اور میں نے انہی کے نوشتہ سے نقل کیا ہے) کہ ادریس رحمہ اللہ نے خلف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے قتیبہ رحمہ اللہ سے پڑھا ہے، پس گویا کتاب "الکارزینی" میں خلف کا نام ساقط ہو گیا ہے۔ اس کو صاحب مبہج ابومحمد سبط الخیاط رحمہ اللہ نے اسی طرح بیان کیا ہے:

تلامذہ آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے تیئیس ۲۳ حضرات مشہور ہیں (۱) ابن مجاہد رحمہ اللہ انہوں نے آپ سے محض سماعاً قرآت نقل کی ہیں: (۲) محمد بن احمد بن شنبوذ رحمہ اللہ (۳) ابن مقسم رحمہ اللہ (۴) موسیٰ بن عبیداللہ خاقانی رحمہ اللہ (۵) محمد بن اسحاق بخاری رحمہ اللہ (۶) احمد بن بویان رحمہ اللہ اور یہ احمد بن عثمان رحمہ اللہ ہیں. (۷) ابراہیم بن محمد بن غیلان رحمہ اللہ (۸) احمد بن عبیداللہ بن حمدان رحمہ اللہ (۹) حسن بن سعید مطوعی رحمہ اللہ (۱۰) ابوبکر نقاش رحمہ اللہ (۱۱) علی بن حسین رقی رحمہ اللہ (۱۲) احمد بن عبدالرحمٰن بن فضل رحمہ اللہ (۱۳) محمد بن یونس رحمہ اللہ (۱۴) احمد بن محمد بن علی دیباجی رحمہ اللہ (۱۵) عمر بن فائد رحمہ اللہ (۱۶) عبدالعزیز بن شوکت رحمہ اللہ (۱۷) محمد بن عبداللہ رازی رحمہ اللہ (۱۸) ابراہیم بن حسین شطی رحمہ اللہ (۱۹) محمد بن عبداللہ بن ابی مرہ رحمہ اللہ (۲۰) عبداللہ بن احمد بن ہیثم رحمہ اللہ (۲۱) حسن بن محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ (۲۲) عبداللہ بن احمد بن عبداللہ سلمی رحمہ اللہ (۲۳) علی بن حسن بن عبدالرحمٰن رصافی رحمہ اللہ ان بائیس ۲۲ نے آپ سے عرضاً قرآت روایت کی ہیں:

ف ۱۔ غالباً صحیح اس طرح ہے ۱۔ احمد بن جعفر بن حمدان ابوبکر قطیعی رحمہ اللہ۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع اور سنہ طباعت
۱	الاعلام (۱)	خیرالدین زرکلی	دارالعلم للملایین بیروت سنہ ۱۹۸۰ء
۲	" (۲)	"	"
۳	" (۳)	"	"
۴	" (۴)	"	"
۵	" (۵)	"	"
۶	" (۶)	"	"
۷	" (۷)	"	"
۸	" (۸)	"	"
۹	الانساب (مکمل)	علامہ عبدالکریم سمعانیؒ	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سنہ ۱۹۷۶ء
۱۰	ابراز المعانی	حافظ ابوشامہؒ	
۱۱	بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	مطبع السعادۃ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
۱۲	البدایہ والنہایہ (۱۰)	ابن کثیرؒ (م سنہ ۷۷۴ھ)	مطبعۃ السعادۃ مصر سنہ ۱۳۵۱
۱۳	تاریخ الصغیر	امام بخاریؒ	مطبع انوار احمدی الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۴	تقریب التہذیب	ابن حجر عسقلانیؒ	دارالنشر الکتب الاسلامیہ گجرانوالہ پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵	تذکرۃ الحفاظ	(۱)	علامہ شمس الدین ذہبیؒ	دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
۱۶	"	(۲)	"	"
۱۷	"	(۳)	"	"
۱۸	"	(۴)	"	"
۱۹	تاریخ بغداد	(۱)	خطیب بغدادیؒ	مکتبہ الخانجی قاہرہ مصر ۱۳۵۹ھ
۲۰	"	(۲)	"	"
۲۱	"	(۳)	"	"
۲۲	"	(۴)	"	"
۲۳	"	(۵)	"	" ۱۳۴۹ھ
۲۴	"	(۶)	"	"
۲۵	"	(۷)	"	"
۲۶	"	(۸)	"	"
۲۷	"	(۹)	"	"
۲۸	"	(۱۰)	"	"
۲۹	"	(۱۱)	"	"
۳۰	"	(۱۲)	"	"
۳۱	"	(۱۳)	"	"
۳۲	"	(۱۴)	"	"
۳۳	التیسیر		علامہ ابو عمرو عثمان دانیؒ	مکتبہ نعیمیہ مئو ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء
۳۴	تہذیب التہذیب	(۱)	علامہ ابن حجر عسقلانی	دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۵ھ
۳۵	"	(۲)	"	"
۳۶	"	(۳)	"	"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۶	تہذیب التہذیبؒ (۳)	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ
۳۷	〃 (۴)	〃	〃
۳۸	〃 (۵)	〃	〃 ۱۳۲۶ھ
۳۹	〃 (۶)	〃	〃
۴۰	〃 (۷)	〃	〃
۴۱	〃 (۸)	〃	〃
۴۲	〃 (۹)	〃	〃
۴۳	〃 (۱۰)	〃	〃 ۱۳۲۷ھ
۴۴	〃 (۱۱)	〃	〃
۴۵	〃 (۱۲)	〃	〃
۴۶	تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	صفی الدین احمد الخزرجی	مکتبۃ الکبریٰ المیریہ مصر طبع اوّل ۱۳۰۱ھ
۴۷	حیاۃ الحیوان (۱)	شیخ کمال الدین الدمیری	مطبعہ محمد علی مصر
۴۸	〃 (۲)	〃	〃
۴۹	حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ (۱)	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	مکتبۃ الشریفیہ مصر ۱۳۲۷ھ
۵۰	(۲)	〃	〃
۵۱	دول الاسلام (۱)	علامہ شمس الدین ذہبیؒ	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۳۷ھ
۵۲	〃 (۲)	〃	〃
۵۳	روضات الجنات (۱)	محمد باقر ابن الحاجی الموسویؒ	(پتہ درج نہیں ۱۳۰۴ھ)
۵۴	〃 (۲)	〃	〃
۵۵	〃 (۳)	〃	〃
۵۶	سراج القاری المبتدی	ابن القاصح بغدادیؒ	دار الفکر مصر ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء
۵۷	شذرات الذہب (۱)	ابن العماد حنبلیؒ	مکتبۃ القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۸	شذرات الذہب (۲)	ابن العماد حنبلیؒ	مکتبہ القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ
۵۹	〃 (۳)	〃	〃
۶۰	شرح الشاطبیؒ	ملا علی قاریؒ	بحوالہ علم قرأت
۶۱	طبقات ابن سعد (۱)	محمد بن سعدؒ	مطبع بریل لندن ۱۳۲۲ھ
۶۲	〃 (۲)	〃	〃
۶۳	〃 (۳)	〃	〃
۶۴	〃 (۴)	〃	〃
۶۵	〃 (۵)	〃	〃
۶۶	〃 (۶)	〃	〃
۶۷	〃 (۷)	〃	〃
۶۸	العبر فی خبر من غبر (۱)	علامہ شمس الدین ذہبیؒ	دائرۃ المطبوعات والنشر کویت ۱۹۶۰ء
۶۹	〃 (۲)	〃	〃 ۱۹۶۱ء
۷۰	غایۃ النہایہ فی طبقات القراء (۱)	علامہ ابن الجزریؒ	مکتبہ الخانجی مصر ۱۳۵۱ھ
۷۱	〃 (۲)	〃	〃
۷۲	کتاب الفہرست	ابن الندیم	مطبعۃ الرحمانیہ مصر ۱۳۴۸ھ
۷۳	کتاب التبصرہ	ابی طالب مکی	دار المعارف بمبئی۔
۷۴	لسان المیزان (۱)	ابن حجر عسقلانی	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۲۹ھ
۷۵	〃 (۲)	〃	〃 ۱۳۳۰ھ
۷۶	〃 (۳)	〃	〃
۷۷	〃 (۴)	〃	〃
۷۸	〃 (۵)	〃	〃 ۱۳۳۱ھ
۷۹	〃 (۶)	〃	〃

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۰	اللباب فی تہذیب الانساب (۱)	ابن الاثیرؒ	مطبعہ السعادہ مصر ۱۳۵۷ھ
۸۱	״ (۲)	״	״
۸۲	״ (۳)	״	״
۸۳	المعارف	ابن قتیبہ	مکتبہ الحسینیہ مصر ۱۳۵۳ھ
۸۴	مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان (۱)	ابن الیافعی	دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۳۷ھ
۸۵	״ (۲)	״	״ ۱۳۳۸ھ
۸۶	״ (۳)	״	״ ״
۸۷	״ (۴)	״	״ ۱۳۳۹ھ
۸۸	معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار	علامہ شمس الدین ذہبیؒ	مؤسستہ الرسالہ بیروت ۱۴۰۸ھ طبع دوم
۸۹	״ (۲)	״	״
۹۰	میزان الاعتدال فی نقد الرجال (۱)	״	مطبعہ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ
۹۱	״ (۲)	״	״
۹۲	״ (۳)	״	״
۹۳	معجم الادبار (۱)	یاقوت رومی حموی	مطبوعہ ھندیہ بالموسکی مصر ۱۳۲۷ھ
۹۴	״ (۲)	״	״
۹۵	״ (۳)	״	״
۹۶	״ (۴)	״	״
۹۷	״ (۵)	״	״
۹۸	״ (۶)	״	״ ۱۹۱۳ء
۹۹	المدارس النحویہ	دکتور شوقی ضیف	
۱۰۰	نزہتہ الالباء فی طبقات الادبار	ابوالبرکات ابن الانباری	۱۲۹۰ھ
۱۰۱	نکت الہمیان فی نکت العمیان	صلاح الدین صفدی	ن سرا ئیر امریکی لس پیرا ئیڈیز مصر ۱۹۱۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲	النشر فی القرآت العشر (۱)	علامہ ذہبی رح	
۱۰۳	وفیات الاعیان (۱)	ابن خلکان (م ۶۸۱ھ)	مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۰ھ
۱۰۴	〃 (۲)	〃	〃
۱۰۵	〃 (۳)	〃	〃 ۱۲۹۹ھ
		اردو	
۱۰۶	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	(مکمل)	دانش گاہ پنجاب لاہور پاکستان
۱۰۷	اولیائے رجال الحدیث	عبد المصطفٰی اعظمی	قصبہ گھوسی ۔ اعظم گڈھ
۱۰۸	پیشہ رزق حلال اور ارباب علم وکمال	مولانا عبد القیوم حقانی	العلا پبلیکشنز دہلی ۔
۱۰۹	تبع تابعین (۱)	مولانا مجیب اللہ ندوی	مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۷۸ء
۱۱۰	〃 (۲)	ڈاکٹر نعیم صدیقی	〃
۱۱۱	تذکرہ قاریان ہند (مکمل)	مرزا کرنل بسم اللہ بیگ	حیدرآباد
۱۱۲	تاریخ ادب عربی (احمد حسن زیات)	ترجمہ وتلخیص ڈاکٹر طفیل احمد مدنی	الہ آباد
۱۱۳	سیرۃ النبیؐ (۲)	علامہ شبلی نعمانی رح	مطبع معارف اعظم گڈھ
۱۱۴	سوانح قرائے سبعہ	قاری حبیب اللہ	کراچی ۔ پاکستان
۱۱۵	شرح سبعہ قرأت	قاری محی الاسلام پانی پتی	علیمی پریس دہلی
۱۱۶	شجرہ سبعہ قرأت	سید کلیم اللہ حسینی	مطبع مجیدی جدید ۔ دہلی
۱۱۷	طبقات ابن سعد (اردو) ترجمہ		نفیس اکیڈمی کراچی پاکستان ۱۹۷۱ء
۱۱۸	علم قرأت اور قراء سبعہ	قاری ابو الحسن اعظمی	محمدی پرنٹنگ پریس دیوبند
۱۱۹	قواعد قرأت سبعہ وعشرہ	سید کلیم اللہ حسینی	دار القرآت کلیمیہ بازار نور خاں حیدرآباد
۱۲۰	المامون	علامہ شبلی نعمانی	مطبع معارف اعظم گڈھ طبع سوم ۱۹۹۲ء
		فارسی	
۱۲۱	تذکرۃ النجاۃ	مولوی جمیل احمد انصاری	مطبع مظہری کلکتہ ۱۹۲۴ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲	A History of Arabic Litrature	انگلش Clement Heart	Bearut
		رسائل	
۱۲۳	المعارف (ماہنامہ)	مدیر: مولانا محمد اسحاق بھٹی	لاہور پاکستان
۱۲۴	الرشاد (″)	″ مولانا مجیب اللہ ندوی	اعظم گڈھ ہندوستان
۱۲۵	دارالعلوم (″)	″ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی	دیوبند ″

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآءت عشرہ پڑھنے والے طلباء کے لئے خوشخبری

قراءات عشرہ

کا حامل

قرآن شریف

اس قرآن شریف میں مکمل قراءات عشرہ کے فرشی اختلافات کو حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے۔ نہایت دیدہ زیب اور شاندار دو رنگا طباعت کا شاہکار خوبصورت اور مضبوط گولڈن ڈائی دار جلد

ملنے کا پتہ

قرأت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

Mob:0300-4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوانح
شیخ القراء

نفضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد تھانوی ؒ کا مفصل سوانحی خاکہ بچپن، ابتدائی تعلیم، مظاہر العلوم کے روز و شب، پاکستان کی ہجرت، امام القراء حضرۃ مولانا قاری عبدالمالک صاحب سے تلمذ دارالعلوم اسلامیہ، جامع مسجد چینیانوالی، مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے تدریسی حالات و واقعات، ہم عصروں کی آراء، ساتھیوں کے نہایت معلوماتی مضامین اور حضرتؒ کے چیدہ چیدہ شاگردان کرام کے اپنے استاذ مکرم کے متعلق مضامین، اہم اور اجل علماء اور قراء دنیائے اسلامی کی حضرتؒ کے متعلق آراء، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدنیؒ کے نصیحت آموز خطوط کی نقول جو انہوں نے شیخ القراء کو تحریر فرمائے نیز مظاہر العلوم کے اجل اساتذہ کرام کے خطوط نیز حضرت شیخ القراء کے اساتذہ کے حالات زندگی اور حضرت شیخ القراء کے بعض خطوط اور غیر مطبوعہ معلوماتی مضامین ”تمام خزانہ علمی کو جلو میں لیے“

قرأت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی کی ایک شاندار علمی پیش کش

شرح

فوائد مکیہ

فوائد مکیہ نصاب تجوید کی ایک اوق کتاب ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ خاتمۃ القراء فی الهند حضرت مولانا قاری عبدالرحمن مکی الہ آبادی نے جس جامع انداز اور اختصار کے ساتھ مسائل تجوید کو بیان فرمایا ہے وہ اکابر اساتذہ کرامؒ کے مفید حواشی کے باوجود موجودہ دور کے طالب علم کے لیے ذہنی خلجان کا سبب بنتے ہیں۔ طالب علموں کی انہی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ المقری محمد ادریس العاصم فاضل مدینہ یونیورسٹی نے فوائد مکیہ کی شرح مرتب کی ہے۔

جو انشاء اللہ جلد شائقین کے علمی استفادے کے لیے منظر عام پر آرہی ہے۔

ناشر و طابع

قرآءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمدللہ علم تجوید وقرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری، دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں بآسانی دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں تو براہ راست بلا تکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاء اللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

نمبر 16840

قراءت اکیڈمی ®
28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 7122423
0300 - 4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الحمد للہ

علم تجوید و قرآءت کے فروغ کے لیے کوشاں

قراٰت اکیڈمی

ہماری پہچان

معیاری

دیدہ زیب

مُستند اور

اعلیٰ طباعت کی حامل کُتب

28-الفضل مارکیٹ 17-اُردو بازار-لاہور

فون: 7122423